خانوادہ مجددیہ کی ایک تاریخی دستاویز

روضۃ القیومیہ

احوال و مقامات

حضرت قیوم ثالث خواجہ محمد نقشبند سرہندی رضی اللہ عنہ

مؤلفہ

حضرت خواجہ محمد احسان مجددی سرہندی

مکتبہ نبویہ لاہور

خانوادۂ مجددیہ کی ایک تاریخی دستاویز

روضۃ القیومیہ

احوال و مقامات

قیوم ثالث حضرت خواجہ محمد نقشبند سرہندی رضی اللہ عنہ

مؤلفہ

حضرت خواجہ محمد احسان مجددی سرہندیؒ

مکتبہ نبویہ لاہور

گنج بخش روڈ۔ لاہور

رَوْضٌ مِنَ الرَّوْضَة" الْقَيُّومِيَة الْمَجَدَّدِيه

نام کتاب .... روضۃ القیومیہ

نام مولف .... ابوالفیض کمال الدین خواجہ محمد احسان مجددی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

موضوع .... احوال ومقامات قیوم سوم حضرت خواجہ محمد نقشبند سرہندی

سال تالیف ۱۲۰۱ھ

سال طباعت اول (اردو) .... ۱۳۱۸ھ (فرید کورٹ انڈیا)

سال طباعت دوم (اردو) .... ۱۳۳۵ھ (لاہور پاکستان)

سال طباعت سوم (اردو) .... ۱۹۸۹ء۔۱۴۰۹ھ (لاہور)

سال طباعت چہارم (اردو) .... ۱۴۲۳ھ۔۲۰۰۲ء (لاہور)

ترتیب وتعلیقات .... پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

ناشر .... مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

صفحات .... ۲۴۰۔۔۳۶×۲۳٪۱۶

قیمت .... روپے

نقشبندی اور مجددی حضرات کو تینتیس (۳۳)

فیصد رعایت دی جائے گی۔

فہرست عنوانات

نقشِ نقشبنداں

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی۔ ایم اے

حضرت حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند مجدّدی سرہندی قدس سرہٗ کا زمانۂ ارشاد سلوک نقشبندیہ مجدّدیہ کا سنہری دَور مانا جاتا ہے۔ عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توجہات اور کوششوں سے اسلامی معاشرے میں جو نکھار آیا تھا اس کے اثرات برِصغیر کے گوشے گوشے تک نمایاں ہوئے۔ دینی مدارس کی فراوانی ہوئی۔ مساجد کی تعمیر اور تزئین کا سلسلہ جاری ہوا۔ بدعات اور مناہیات پر احتساب ہونے لگا۔ اور مغل دربار کی اصلاح کے اثرات ساری رعایا تک پہنچنے شروع ہوئے مشائخ مجدّدیہ کی نگرانی میں نفاذ شریعت کے مراحل طے پا جانے لگے اور ان حضرات کی احتسابی نگاہوں کا یہ اثر تھا کہ گھر کے اندر بھی اگر کوئی مسلمان گناہ کا ارتکاب کرنے لگتا تھا تو اردگرد دیکھ لیا کرتا تھا کہ کہیں کسی مجدّدی محتسب کو تو نہیں دیکھ رہا۔

اسلامی معاشرت کی پاکیزگی کا سہرا حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کے سر تھا۔ جنہوں نے شہنشاہ اورنگ زیب کی ایسی دینی تربیت کی کہ وہ امورِ سلطنت کی بجاآوری کے ساتھ ساتھ دین متین کے تحفظ اور ترویج کے لئے ہمہ وقت مصروف رہتا تھا۔ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کی وفات ۱۰۷۹ھ/۱۶۶۸ء کو ہوئی۔ یہ اورنگ زیب عالمگیر کی تخت نشینی کا دسواں سال تھا۔ اسی سال حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ قدس سرہٗ

مسند نشین خانقاہ مجددیہ ہوئے۔ اورنگ زیب آپ کا بھی معتقد اور عقیدت کیش تھا جس طرح حضرت عروۃ الوثقیٰ کا۔ چنانچہ ساری مملکت میں امورِ مذہبیہ آپ کی نگرانی میں ہی طے پانے لگے اور نگ زیب کے دل میں آپ کا اتنا احترام تھا کہ جب آپ پہلی بار حج کو جانے لگے تو اورنگ زیب نے دہلی میں آپ کا شاہانہ استقبال کیا اور شاہی محل میں ٹھہرایا اور اعلان کیا کہ آپ کے ساتھ جو شخص بھی حج بیت اللہ کو روانہ ہوگا اسے سرکاری مراعات حاصل ہوں گی اورنگ زیب کے سپہ سالار اپنے لشکر کے ساتھ جہاز پر سوار کرانے اور آپ کے قافلہ حجاج کو الوداع کہنے بندر گاہ تک آئے۔ آپ حج سے واپس آئے تو اورنگ زیب نے اپنے بیٹے کام بخش کو آپ کی تربیت میں دیا اور آپ کی صحبت میں رہنے کا مشورہ دیا۔

دکن کی مہم اورنگ زیب کے دَورِ اقتدار کا ایک معرکتہ الآراء کارنامہ تھا۔ اورنگ زیب حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس سرہٗ کی خدمت میں ۱۰۹۸ھ کو حاضر ہوا۔ اور ابوالحسن تاناشاہ پر حملہ کرنے کا مشورہ طلب کیا۔ آپ نے رات کو استخارہ کرنے کے بعد اورنگ زیب کو فتح و کامرانی کی بشارت دی۔ آپ کی خصوصی توجہ سے یہ معرکہ سَر ہوا اور دشمن قوت کو سَرنگوں ہونا پڑا۔

اورنگ زیب کو حضرت خواجہ نقشبند مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اتنی عقیدت تھی کہ وہ شاہی لباس اتار کر عام لباس میں حضرت کی مجالس میں حاضر ہوتا۔ اور جہاں جگہ ملتی مراقبہ کی مجلس میں شامل ہو جاتا۔ اگر آپ سوار ہوتے تو اورنگ زیب آپ کی سواری کے ساتھ پاپیادہ چلتا۔ کئی بار ایسا ہوتا کہ اورنگ زیب رات کو تہجد کے وقت حضرت کے حجرے میں پہنچ کر نوافل ادا کرتا۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کا صرف عالمگیر ہی

معتقد نہ تھا بلکہ مغل دربار کے اکثر رؤساء اور امراء بھی آپ کے مرید تھے۔ شاہجہان کی بیٹی گوہر آراء آپ سے بیعت تھی۔ اور حضرت کے قیام دہلی کے تمام آرام و آسائش کی نگرانی کرتی تھی۔ حضرت شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ کے تیسرے صاحبزادے حضرت شیخ مروج الشریعت محمد عبید اللہ۔ چوتھے صاحبزادے شیخ محمد اشرف محبوب اللہ (۱۰۳۲ھ۔ ۱۱۵۰ھ) اور پانچویں صاحبزادے حضرت سیف الدین محی السنۃ (۱۰۴۹ھ ۱۰۹۶ھ) اور دوسرے مجددی صاحبزادگان بھی شاہی افراد کے پیر اور مقتدا تھے اور یہ سارا خانوادہ ظاہری اور باطنی اصلاح میں مصروف تھا۔

خانوادہ مجددیہ جس کی قیادت حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس سرہ فرما رہے تھے نے برصغیر کے اسلامی معاشرے کی تطہیر اور اصلاح کے لئے بڑا زبردست کام کیا۔ انہوں نے اورنگ زیب اور اس کے رفقائے سلطنت کی ایسی راہنمائی کی کہ انہیں مثالی اسلامی حکمران بنا دیا تھا۔ حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس سرہ کی ترغیب کا ہی نتیجہ تھا کہ اورنگ زیب نے عیسائیوں کے ان ساحلی قلعوں کو ختم کر دیا جو نصرانی مشنریوں کے اڈے بنتے جا رہے تھے۔ گوا اور اس کے مضافات کا سارا علاقہ عیسائی تہذیب کا مرکز بنتا جا رہا تھا۔ یہ حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس سرہ کی مشاورت کا ہی اثر تھا کہ تمام برصغیر میں شراب نوشی، جوا، بدکاری، بازاری عورتوں کی سرعام حیاسوزی اور بدکرداری کے اڈوں پر پابندی لگا دی گئی اور ان پر محتسب مقرر کئے گئے تھے۔ موسیقی اور راگ و رنگ کی مجالس کو دربار اور بازار سے ختم کر دیا گیا۔ سالگرہ کی پرتکلف ضیافتیں اور جشن جو مغل تہذیب کا حصہ تھے یکسر ختم کر دیئے گئے۔ یہ حضرات خواجہ محمد نقشبند قدس سرہ کی تعلیمات کا ثمرہ ہی تھا کہ ملک میں علماء و مشائخ کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اسلامی قوانین کی تدوین اور ترویج کے لئے علماء اور

ممتاز اہل علم کی مجالس قائم ہوئیں تھیں اور فقہ حنفی کی مستند اور متفق علیہ کتاب فتاوٰی عالمگیری کو مرتب کیا گیا۔ یہ حضرت خواجہ محمد نقشبند کی خصوصی توجہ کا اثر تھا کہ عظیم مغل سلطنت کا تخت نشین ایک فقیر بے نوا کی حیثیت سے رزق حلال پر بسر اوقات کرتا تھا۔ وہ کابل و قندہار سے لے کر دکن تک کا زبردست حکمران ہونے کے باوجود رات کو عبادت میں گذارتا۔ نماز کو قضا نہ کرتا، جمعہ کی نماز عام لوگوں کے ساتھ پڑھتا۔ تراویح کے ساتھ ساتھ اعتکاف کی پابندی کرتا۔ ہمیشہ باوضو رہتا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی کے پوتے خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگرانی میں مراقبہ کر کے باطنی فیوض حاصل کرتا تھا۔ حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس سرہٗ کا ہی فیضان تھا کہ ملک میں اسلام کی عظمت اور شریعت کے احترام کا دور دورہ ہوا۔

حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس سرہٗ نے جہاں مسلم معاشرہ کی اصلاح کے تمام امور کی نگرانی کی وہاں سلسلہ نقشبندیہ اور مجددیہ کے باطنی احوال کو درست کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ آپ کے دور میں یہ سلسلہ ہندوستان سے نکل کر عالم اسلام کے مختلف علاقوں میں پھیلا۔ آپ کے خلفاء اور تربیت یافتہ علماء برصغیر ہندوستان کے علاوہ افغانستان وسطی روس، چین، ختا، عرب، مصر اور افریقی ممالک میں پھیل گئے۔ اور وہاں سلسلہ مجددیہ کی اشاعت میں زبردست حصہ لیا۔ یہ اسی دور کی کوششوں کے اثرات ہیں کہ ان علاقوں میں آج تک سلسلہ مجددیہ کی خانقاہوں میں بڑے بڑے مشائخ روحانی تربیت میں مصروف ہیں۔ پاک و ہند میں اس سلسلہ عالیہ سے وابستہ مشائخ نے جس پامردی سے سلسلہ کی اشاعت کی ان میں سے کشمیر میں شیخ محمد مراد مجددی، بدایوں میں حضرت نور محمد مجددی، سری نگر میں خواجہ عبداللہ بخاری فاروقی، سرہند میں خواجہ عبدالاحد بن خواجہ احمد سعید مجددی مولانا شیخ محمد فرخ مجددی۔ پنجاب میں شیخ محمد فاضل قادری مجددی بٹالوی، خواجہ

شاہ گلشن مجددی، خواجہ محمد زبیر مجددی سرہندی، (قیوم رابع) شاہ محمد صادق قلندر نقشبندی کشمیری، دہلی میں حضرت مظہر جان جاناں اور شاہ غلام علی مجددی دہلوی، مولانا ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہم کے اسمائے گرامی تو سلسلۂ مجددیہ کی تاریخ میں سنہری حروف سے جگمگا رہے ہیں۔

حضرات مجددیہ کے علاوہ اس دینی ماحول میں دوسرے سلاسل تصوف کے بعض اہم صوفیا نے بھی روحانی تربیت میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ پنجاب میں قادری سلسلہ کی نوشاہی شاخ کے مقتدر حضرت نوشا گنج بخش اور ان کے خلفاء نے بڑا زبردست کام کیا۔ قادری سلسلہ میں سے حضرت سید حسن گیلانی پشاوری (م ۱۱۱۵ھ) لاہور میں شاہ عنایت قادری شطاری (م ۱۱۴۱ھ) اور حضرت شاہ محمد غوث قادری لاہوری (م ۱۱۵۲ھ) حضرت پیر محمد سچیار نوشاہی (م ۱۱۵۲ھ) اور حضرت پاک رحمان نوشاہی (م ۱۱۵۳ھ) نے بھی برصغیر میں عوام الناس کی اصلاح میں بڑا حصہ لیا اسی زمانہ میں سلسلۂ چشتیہ کے مشائخ میں سے حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی دہلوی، حضرت شیخ نظام الدین اورنگ آبادی، (م ۱۱۴۲ھ) مولانا فخر الدین فخر جہاں دہلوی (م ۱۱۲۶ھ) جیسے مقتدر صوفیاء سرگرم عمل رہے۔ اگرچہ ان مشائخ کی دینی خدمات قابل صد افتخار ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اس دور پر نقشبندی مجددی حضرات کا رنگ سب پر غالب تھا۔ حضرت خواجہ محمد نقشبند مجددی قدس سرہ کی خانقاہ کا فیضان شریعت و طریقت کی روشنیاں پھیلاتے ہوئے سارے عالم اسلام پر چھایا رہا۔

حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس سرہ کے خلفاء کی تعداد ہزاروں میں نہ تھی بلکہ لاکھوں کی تعداد میں یہ حضرات اکناف عالم تک پہنچے۔ صاحب روضۃ القیومیہ

نے اس سلسلہ میں بڑی تفصیل سے ان تبلیغی اور روحانی خدمات کا ذکر کیا ہے۔ جو حضرت قیوم رابع نے سرانجام دیں۔ خانوادہ نقشبندیہ مجددیہ کی یہ کامرانیاں پورے عالمِ اسلام کے علماء و مشائخ تک پہنچیں تو دنیا کے گوشے گوشے سے اہلِ محبت اور اہلِ علم نے آپ کی طرف رجوع کیا۔ حج بیت اللہ کے موقعہ پہ صرف ترکی اور شام سے ڈیڑھ لاکھ عقیدت کیش آپ کی زیارت کے لئے کھچا چلا آیا۔ افغانستان کے سفر پر شمالی ممالک سے اس قدر لوگ کابل میں جمع ہوئے کہ شہر کی مساجد، کوچہ و بازار تو درکنار مضافات کے بیابان بھی انسانوں سے پُر دکھائی دیتے تھے۔ حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس سرہٗ کا حسنِ سلوک، روحانی تربیت اور نفاذِ شریعت اسلامیہ کو جو مقبولیت ملی اس کی مثال کسی دینی تحریک میں نہیں ملتی۔ یہ مقبولیت چند روزہ نہیں تھی بلکہ پوری نصف صدی تک قائم رہی۔ حتیٰکہ آپ کے فرزندِ ارجمند حضرت خواجہ محمد زبیر قیوم چہارم قدس سرہٗ مسندِ ارشاد پر جلوہ فرما ہوئے تو لاکھوں حضرات خانوادۂ مجددیہ کے آستانہ پہ سرجبیں نیاز جھکائے رہتے۔ حتیٰ کہ اورنگ زیب کے جانشینوں میں جنگ اقتدار چھڑ گئی۔ کچھ عیش و عشرت میں پڑ گئے۔ اور امور سلطنت میں تساہل کی وجہ سے ملک میں کئی قسم کی شورشیں اٹھ کھڑی ہوئیں۔ آپ اسی کتاب کی جلد چہارم میں ان حالات کا مطالعہ کریں گے جن سے مغل سلطنت گندی۔ اور اسلامی معاشرہ زوال پذیر ہوتا گیا۔

روضۃ القیومیہ

احوال و مقامات

حضرت قیوم ثالث خواجہ محمد نقشبند سرہندی رضی اللہ عنہ



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذکرِ ولادت باسعادت حضرت خواجہ نقشبند حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ

احوالِ ایامِ طفولیت

بیا اے سخن ور زمن یادگیر — حدیثِ عجب از امامِ کبیر
خدا نامِ آں نامدارِ بلند — نہاد شہِ عارفاں نقشبند
بہ محبوبیت حق گواہی دہند — بہ قیومیت آسماں سر نہند
نگینِ یدِ خاتمِ انبیاء — کنوں دارد ایں خسروِ اولیاء

آنجناب حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ، ، رمضان المبارک ۱۰۳۴ھ بروز جمعۃ المبارک کو ہوئی۔ اس سال کو حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے طریقہ میں قیومیت کا سال مطلق کہتے ہیں۔ کیونکہ ایک قیوم کا وصال ہوا۔ دوسرا قیومیت کی مسندِ ارشاد پر جلوہ افروز ہوا۔ یعنی حضرت قیوم اوّل ، مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے رحلت فرمائی اور حضرت قیوم ثانی معصوم ربانی عروۃ الوثقٰے مسندِ قیومیت پر بیٹھے اور حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے مرضِ موت میں حضرت عروۃ الوثقٰے کو فرمایا کہ اس سال میرے وصال کے بعد تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو قربِ الٰہی کے

کمالات میں میرے برابر ہوگا۔

حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ ؛

"میں نے اپنے فرزند محمد نقشبند کی ولادت کے دن رات کو خواب میں دیکھا کہ ہزاروں کی تعداد میں فرشتے آسمان سے اُترتے ہیں اور اس فرزند کو بوسہ دے کر کہتے ہیں کہ پروردگار کا حکم یوں ہے کہ فرشتو! آج ہمارا محبوب پیدا ہوا ہے تم اگر اپنی سعادت چاہتے ہو تو جاکر اس کی زیارت کرو۔ کیونکہ وہ اپنے باپ اور دادا کو چھوڑ کر باقی تمام اولیائے امت سے افضل ہے جو شخص اخلاص سے اس کی زیارت کرے گا بخشا جائے گا۔"

حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میرے فرزند محمد نقشبند کے پیدا ہونے کے دن حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف فرما ہو کر اس فرزند کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہی۔ پھر مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ فرزند باپ اور دادا کی طرح تمام اولیائے اُمت سے افضل ہوگا۔ اور منصبِ قیومیت آپ کے بعد اس کو نصیب ہوگا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اس فرزند کا لقب شرف الدین کنیت ابوالقاسم اور اسم مبارک خواجہ محمد نقشبند مقرر فرمایا۔ اور بہت سا کھانا پکا کر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کے نام پر تقسیم کیا۔

لڑکپن ہی میں سعادت کے آثار، ولایت کے انوار، قطبیت کی علامت اور قیومیت کی نشانی آنجناب کی پیشانی مبارک پر ظاہر تھی۔ جو شخص آپ کو دیکھتا بے اختیار بول اٹھتا کہ یہ محبوبِ خدا ہے اور پروردگار کا دوست ہے۔

تحصیل علوم

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے بالغ ہونے سے پہلے پہلے اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے ظاہری علم حاصل کرلیا۔ آپ ظاہری علم میں اجتہاد کے پایہ کو پہنچے ہوئے تھے۔ خصوصاً تفسیر میں تو امام تھے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ

عنہ فرماتے ہیں کہ تفسیر میں قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی رائے علیحدہ تھی۔ چنانچہ ہر روز قرآن شریف کی تلاوت کے وقت آیات کے طرح طرح کے معانی بیان فرماتے تھے۔ ہر ایک آیت کی سات طرح سے تفسیر کرتے تھے۔ مفرد مسائل جو آنحضرت نے اپنے متعلق بیان فرمائے ہیں، اور آیات اور احادیث سے انھیں ثابت کیا ہے بکثرت ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حج ادا کرنے کے بعد بندے کا حق جو اُس کے ذمے ہوتا ہے ساقط ہو جاتا ہے۔ اور اِسے دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے۔

آنجناب نے اس قسم کے مسائل بہت بیان کئے ہیں جن کا یہاں لکھنا طوالت کا باعث ہے۔

حضرت خازن الرحمۃ فرماتے تھے کہ اس بچے کی شان نہایت اعلیٰ و اُرفع ہو گی۔ کشف میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اپنے باپ اور دادا کی طرح ہو گا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو لڑکپن میں "خواجہ جیو" کہا جاتا تھا۔

حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ہمارے خواجہ صاحب عسکر الحق جن کی خدمت میں بہت سے بادشاہوں کے لشکر مرید ہوئے یعنی حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ مجھ پر منکشف ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کے تمام کمالات اس فرزند کو عنایت کرے گا۔ نیز یہ کہ جب میرا فرزند خواجہ نقشبند میرے پاس آتا ہے تو میرا دل چاہتا ہے کہ اسکی تعظیم کروں لیکن یہ رسم ہندوستان میں نہیں کہ باپ بیٹے کی تعظیم کرے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت حجۃ اللہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات و خصائص کی خوشخبری دی۔

کمالاتِ عظیمہ کی خوشخبری

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ لڑکپن ہی سے اکثر بیمار رہتے تھے۔ ایک روز ایام مرض میں یہ عرضی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھی کہ حضرت سلامت! آجکل مجھے بعض عجیب و غریب

الہامات اور خطابات سے سرفراز فرمایا جاتا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔

"انت من اولیائی وانت من عبادی الصّٰلحین لنت من لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۵۔" (تو میرا ایک بندہ ہے۔ تو ان لوگوں میں سے ہے۔ جنہیں نہ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اور یہ کہ جو قرب تجھے حاصل ہے۔ اور کسی کو نہیں۔)

حضرت سلامت! ایک روز میں بالاخانے پر بیٹھا تھا۔ مرض کو کچھ افاقہ تھا کعبہ مقصود پر نگاہ پڑی۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں بارگاہ مقدس میں کسی کے وسیلے کے بغیر پہنچا ہوں۔ اتنے میں آپ کی صورت مبارک ظاہر ہوئی۔ تو میں نے اپنے آپ کو اور آنجناب کو ایک پایا۔ پھر خیر و برکت کا نزول ہوا اور مجھے الہام ہوا۔ کہ آج تجھے تیرے باپ کیساتھ ایک کر دیا گیا ہے۔ اس قسم کی دید اس سے پہلے بھی کبھی کبھی ہوا کرتی تھی۔ لیکن الہام نہیں ہوا تھا۔ اس روز آج تک یہ حالت ہے کہ جب کبھی متوجہ ہوتا ہوں تو اس کے خلاف ظاہر نہیں ہوتا۔ میں تصدیق کا امیدوار ہوں۔"

حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ نے اس عرضی کے جواب میں لکھا کہ کیا لکھوں کہ اس رقعہ شریف کے مطالعہ سے کیا کچھ خوشی و مسرت ہوئی۔ جن میں الہامات اور خطاباتِ غریبہ درج تھے۔ کام میں یہاں تک ترقی ہوئی ہے۔ کہ معاملات میں شراکت پیدا ہو گئی ہے۔ اس پر بھی اکتفا نہ کر کے ملہم کیا۔ آپ کے مکاشفات کو میری تصدیق کی کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن پھر بھی میں تصدیق در تصدیق کرتا ہوں۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے وقت حضرت حجۃ اللہ کو فرمایا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اعلیٰ درجے کی خلعت عطا فرمائی ہے۔ ایک روز حضرت عروۃ الوثقیٰ نے حضرت حجۃ اللہ کو محبوبیت ذاتی کی خوشخبری دے کر فرمایا کہ میری محبوبیت پر نظر ثانی کریں۔ آپ نے حضرت عروۃ الوثقیٰ

کے فرمان کے مطابق آنحضرت کی محبوبیت کی طرف توجہ کی تو عرض کیا کہ آنجناب کی محبوبیت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت ہے جو سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کسی اور کو نصیب نہیں ہوئی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ آپ کی محبوبیت بھی اسی قسم کی ہے۔ نیز حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کی محبوبیت کو دیکھنے کے لئے تمام انبیاء اور فرشتے آئے ہیں۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص محبوبیت ہے۔ اس کا شکریہ بجالاؤ۔

ایک روز حضرت حجۃ اللہ نے اپنے والد ماجد کی خدمت بابرکت میں ان علوم و حقائق و معارف کا ذکر کیا جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر منکشف فرمائے تھے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جن معارف کا آپ ذکر کرتے ہیں۔ یہ مقطعات قرآنی کے اسرار ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ پر ظاہر فرمائے ہیں۔ اور یہ اسرار سوائے حضرت مجدد الف ثانی کے کسی اور ولی پر ظاہر نہیں ہوئے۔

قیومیت، محبوبیت ذاتی، طینت اور اصالت محمدی کی خوشخبری

حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ نے ۱۰۷۴ھ میں حضرت حجۃ اللہ کو خلوت میں بلا کر قطب الاقطابی اور قیومیت کی خوشخبری عنایت فرمائی اور ساتھ ہی فرمایا کہ مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے وقت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تاج مجھے عنایت فرمایا تھا۔ وہ تاج اب آپ کو عنایت ہوا ہے۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کہ وہ تاج قیومیت و محبوبیت ذاتی اور اصالت محمدی کا ہے؟ قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس تاج کا بقیہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمایا ہے اور قیومیت محبوبیت ذاتی اور اصالت محمدی آپ کو مرحمت فرمائی ہے۔ کیونکہ قیومیت اور ذاتی محبوبیت، طینت اور اصالت پر موقوف ہے۔

سلطان الاولیاء حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ نے

فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ بھائی میری قیومیت کو نہیں مانیں گے تو میں حضرت عروۃ الوثقےٰ سے عرض کرتا کہ یہ خوشخبری مجھے ان کے سامنے عنایت کرتے۔

کواکب دریہ میں لکھا ہے کہ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام مریدوں اور خلفاء اور فرزندوں کے سامنے فرمایا کہ میرا فرزند خواجہ محمد نقشبند میرے برابر ہے۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات عنایت فرمائے ہیں۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کی جو عنایت حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ پر تھی اپنے کسی اور فرزند پر نہ تھی۔ گو حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے لیکن جو محبت قلبی آنحضرت حضرت مروج الشریعت سے تھی وہ کسی اور فرزند سے نہ تھی۔ چونکہ حضرت قیوم ثالث اپنے تمام بھائیوں سے افضل تھے۔ اس لئے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا سلوک دوسروں کی نسبت آپ سے زیادہ تھا اور آپ پر صرف للہ مہربانی کرتے تھے۔

اب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی قیومیت کے سال بسال کے حالات لکھے جاتے ہیں۔ قیومیت کی تعریف اس کتاب کے پہلے دونوں حصوں میں لکھی گئی ہے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ حضرت حجۃ اللہ اس امت کے قیوم ثالث ہیں۔ تمام قطب، افراد، ابدال، غوث وغیرہ قیوم کے نائب اور پیشکار ہوتے ہیں۔ جہان اور اہلِ جہان کا قبلہ توجہ وہی ہوتا ہے اور اللہ تعالےٰ کا نائب اتم اور وزیر اعظم بھی قیوم ہی ہوتا ہے۔

حضرت قیوم ثالث خواجہ محمد نقشبند رضی اللہ عنہ مسندِ ارشاد پر

۱۱، ربیع الاول ۱۰۷۹ھ کو اشراق کے وقت حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مسندِ ارشاد پر جلوس فرمایا۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا۔ کہ ۱۱، ربیع الاول ۱۰۷۹ھ کو فجر کی نماز کے بعد میں نے مراقبہ میں دیکھا کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے معہ تمام انبیاء اور ملائکہ کے تشریف فرما ہو کر مجھے اعلیٰ درجے کی خلعت پہنائی۔ اور اپنے دستِ مبارک سے جواہرات اور یاقوتوں سے جڑا ہوا تاج میرے سر پر رکھا۔ اور قیومیت کی مبارکباد دی۔ پھر فرمایا اللہ تعالےٰ نے تمہیں تمام مخلوقات کا قیوم بنایا ہے بعدازاں فرشتوں کو فرمایا کہ ان سے بیعت کرو۔ تمام فرشتوں نے مجھ سے بیعت کی اور تمام مخلوقات نے آکر میری اطاعت کی۔ مراقبہ سے فارغ ہوئے تو تمام آدمیوں نے آنحضرت سے بیعتِ قیومیت کی۔

سب سے پہلے خواجہ محمد صدیق پشاوری نے بیعت کی پھر آہستہ آہستہ اور آدمیوں نے آکر بیعت کی۔ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے تمام خلفاء اور مرید اطراف و جوانب سے اور روئے زمین کے دور دراز حصوں سے آکر آپ کے مرید ہوئے۔ کیا بادشاہ کیا فقیر، کیا امیر کیا غریب کیا چھوٹے کیا بڑے سبھی اپنے اپنے وطنوں سے سرہند آکر شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے۔

حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں تمام مرید اور خلفاء اپنے فرزندوں میں تقسیم کر دیئے تھے۔ جیسا کہ کتاب دوسرے حصے میں ذکر ہو چکا ہے انھوں نے آکر آنحضرت کے دوسرے فرزندوں سے تجدید بیعت کی۔ ہندوستان۔ بدخشان

ترکستان ۔ دشت قبچاق ۔ کاشغر ۔ خطا ۔ روم ۔ شام اور یمن وغیرہ ممالک کے اکثر آدمی حضرت حجۃ اللہ کے مرید ہوئے ۔ توران ۔ خراسان ، کیچ ۔ غور ۔ کوہستان ۔ سجستان ۔ طبرستان وغیرہ کے باشندوں نے حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ سے بیعت کی ۔ کابل کے آدمی حضرت محمد صبغۃ اللہ کے مرید ہوئے ۔ دکن اور پنجاب کے رہنے والے حضرت محمد اشرف کے اور ہند کے بہت سے امرا ، معہ بادشاہ حضرت شیخ سیف الدین کے مرید ہوئے اور شرق و غرب اور بحرین کے بہت سے لوگ حضرت شیخ محمد صدیق کے مرید ہوئے لیکن بالآخر سب کے سب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے ۔

عالم اسلام کے بادشاہ حضرت خواجہ محمد نقشبند سے بیعت ہوئے

تمام ممالک کے بادشاہوں نے اپنے اپنے وکیل معہ تحف و ہدایا سرہند بھیجے ۔ کہ ہماری طرف سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سے بیعت قیومیت کرو ۔ تمام وکلا ، نے ایسا ہی کیا ۔ جو لوگ آنحضرت کے دوسرے فرزندوں کے مرید تھے ۔ انھوں نے انہی سے تجدید بیعت کی ۔

ترکستان اور دشت قبچاق کے بعض خان بذات خود حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے ۔ اور اکثروں نے اس مطلب کے لئے اپنے وکیلوں کو بھیجا ۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام فرزندوں نے قطب الاقطابی اور اپنے والد ماجد کی ولی عہدی کا دعویٰ کیا ۔ دو بڑوں یعنی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اور مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے قطب الاقطابی اور قیومیت کا دعوےٰ کیا ۔ اور باقی چاروں حضرت محمد صبغۃ اللہ ، حضرت محمد اشرف حضرت شیخ سیف الدین اور حضرت شیخ محمد صدیق نے صرف قطب الاقطابی کا دعوےٰ کیا ۔ کیونکہ ان چاروں کا خیال تھا کہ قیومیت جو اصالت یعنی طینت محمدی کے خمیر پر موقوف ہے ۔ حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ کے بعد کسی کو نصیب نہیں ۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت حجۃ اللہ کو قیومیت کی بشارت اور حضرت

مروج الشریعت کو طینت واصالت کی خوشخبری خلوت میں عنایت فرمائی تھی۔ اس معاملہ کی خبر دوسرے فرزندوں کو نہ تھی۔ اس لئے آنحضرت کے بعد قیومیت کا انکار کرتے تھے مگر حضرت مروج الشریعت کا لحاظ کر کے علانیہ اپنی قطبیت کا اظہار نہ کرتے تھے۔ لیکن خلوت میں اپنے مریدوں کو کہتے تھے کیونکہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے حضور میں حضرت مروج الشریعت ہی تمام فرزندوں پر غالب تھے۔ حضرت قیوم ثانی کے تمام فرزندوں کے مرید اپنے اپنے پیر کو قطب الاقطاب سمجھتے تھے۔ اس لئے ان مریدوں میں آئے دن جھگڑا رہتا۔ چنانچہ اخون میر محسن سیالکوٹی نے تو سرہند آنا موقوف کر دیا۔ ایک شخص نے جب آپ سے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں سرہند اس لئے نہیں جاتا کہ وہاں شیروں کی آپس میں لڑائی ہو رہی ہے ڈرتا ہوں کسی سے مجھے تکلیف نہ پہنچ جائے۔

میرے والد ماجد (مصنف کے) فرماتے تھے کہ جب حضرت محمد صبغۃ اللہ نے سنا کہ حضرت خواجہ محمد نقشبند اپنے آپ کو قیوم وقت کہتے ہیں۔ تو فرمایا کہ اگر قطب الاقطاب کہیں تو ہم تسلیم کرنے کو تیار ہیں۔ قیومیت کے ہم قائل نہیں۔ کسی نے یہ بات حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ تک پہنچائی تو آنجناب نے فرمایا "قطب بھی جھوٹ کہنا ہے؟"

حضرت مروج الشریعۃ نے حضرت حجۃ اللہ کو قیوم وقت تسلیم کیا

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے سنا کہ حضرت حجۃ اللہ اپنے آپ کو قیوم وقت کہتے ہیں تو ایک روز اپنے بھائی سے ملاقات کر کے وہ کاغذ جس پر اپنی قیومیت لکھی تھی پھاڑ ڈالا اور فرمایا کہ جب آپ اپنے کو قیوم وقت کہتے ہیں تو پھر ہمارے لئے مناسب نہیں کہ یہ منصب ہم اپنے سے منسوب کریں۔ کیونکہ کشف و الہامات سے معلوم ہو چکا ہے کہ ہماری کشف میں اس معاملہ میں ضرور خطا ہوئی ہے۔

حضرت حجۃ اللہ فرماتے تھے کہ حضرت قیوم ثانی نے مجھے خلوت میں قیومیت کی

بشارت عنایت فرمائی ۔ اور اپنی کشف سے مجھے معلوم ہوا ہے۔ حضرت مروج الشریعت نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا قیوم ہونا تسلیم کر لیا۔ اسی لئے بہت سے لوگ حضرت حجۃ اللہ کے مرید ہو گئے اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزندوں کے اکثر مرید حضرت حجۃ اللہ کے حلقہ ارشاد میں شامل ہوئے۔

حضرت خواجہ محمد نقشبند رح کابل میں

اسی سال حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کابل تشریف لے گئے۔ وہاں کے تمام رؤسا، آنجناب کے مرید ہوئے۔ اگرچہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے کابل کے تمام مرید حضرت محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کئے تھے لیکن حضرت قیوم ثالث کے وہاں تشریف لے جانے پر تمام بڑے بڑے آدمی آنجناب کے مرید ہو گئے ۔ اور ادنیٰ درجے کے حضرت محمد صبغۃ اللہ کے مرید ہی رہے ۔

خراسان کے مشہور سید میر عبداللہ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تخت پر جلوہ افروز ہیں اور ایک شخص آنجناب کی گود میں بیٹھا ہے۔ جس کے سر مُنہ کو آنحضرت چوم رہے ہیں۔ اور فرزندوں کی طرح اس پر شفقت فرما رہے ہیں۔ پھر میر عبداللہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ "یہ شخص محمد نقشبند بن محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ ہے جسے حق تعالیٰ نے اس کے باپ دادا کی طرح تمام اولیائے اُمت سے افضل کیا ہے۔ تم جا کر ان کے مرید ہو جاؤ۔ اور اپنی لڑکی کا نکاح ان سے کر دو۔"

میر عبداللہ نے یہ خواب دیکھ کر آنحضرت کی زیارت کا ارادہ کیا۔ اس وقت آنجناب پشاور میں تھے۔ میر صاحب نے شرف آستان بوسی حاصل کیا اور مرید ہو گئے۔ اور اپنی لڑکی عائشہ بیگم کا نکاح آنجناب سے کر دیا۔ یہ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کا دوسرا نکاح تھا۔ آنجناب کا پہلا نکاح حضرت عروۃ الوثقیٰ کی بھانجی سے ہوا تھا۔ آنجناب کی زیادہ اولاد پہلی بیوی سے تھی۔ اس سے صرف ایک لڑکی اس وقت زندہ ہے۔

کہتے ہیں عائشہ بیگم کا حق مہر ایک لاکھ روپیہ تھا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے یہ سارا روپیہ ادا کر دیا۔ آنحضرت کا دوسرا نکاح ۲۷، ربیع الاول ۱۰۸۰ھ کو ہوا۔ اسی لیے یہ حالات حضرت مروج الشریعت کے ارشاد کے دوسرے سال میں لکھے گئے ہیں یہاں پر صرف وسط دینے کے لیے پہلے سال قیومیت میں تحریر کئے جاتے ہیں۔

سرہند میں حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ کی

کی بارگاہ میں عرب کے علماء و مشائخ کی حاضری

حضرت قیوم ثالث امیر عبد اللہ کی لڑکی سے شادی کرنے کے بعد کابل سے اپنے وطن مالوف سرہند میں واپس آئے۔ اسی سال عرب کے بہت سے علماء اور مشائخ آنحضرت کی زیارت کے لیے آئے اور مرید ہوئے۔ ان کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا کہ شیخ عبد الوہاب کی جو مشائخ عرب کے رئیس تھے۔ اور اس علاقہ کے تمام علماء اور مشائخ ان کے مطیع تھے۔ اور کوئی کام ان کے اذن کے بغیر شروع نہ کرتے تھے۔ جو کام کرتے ان کی رضامندی سے کرتے۔

عرب کے تمام امیر غریب بادشاہ فقیر چھوٹے، بڑے اور وضیع و شریف آپ کے تابعدار تھے۔ یہ شیخ مذکور فرماتے ہیں کہ ایک رات نصف شب کے مسجد الحرام میں گیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ مسجد میں جمع ہیں لیکن سب کے سب محو ہیں۔ صرف شیخ فخر الدین خطیب اور مولانا شمس الدین ملک العلماء عرب دونو حطیم کے قریب بیٹھے ہیں۔ لیکن نہایت حیرت زدہ مجہول الاحوال اور خبر کے منتظر آسمان کی طرف اور بام کعبہ پر ٹکٹکی لگائے ہوئے ہیں۔ میں

نے انھیں سلام کیا. تو انھوں نے بہ سبب مستغرق ہونے کے جواب نہ دیا . میں بھی ان دونوں کے پاس بیٹھ گیا. اور آسمان کی طرف دیکھنے لگا. کیا دیکھتا ہوں کہ تمام آسمان آفتاب کی طرح روشن ہو گیا ہے اور نورانی لوگ آسمان سے کعبہ کی چھت پر اتر رہے ہیں. اسی اثنار میں ایک بزرگ تخت پر بیٹھا ہوا ہے. اور ہزار ہا آدمی جنکے چہروں سے نور چمک رہا ہے اس کے ساتھ مشرق کی طرف سے نمودار ہوئے ہیں اور لوگوں کے گروہ اطراف و جوانب سے مسجد الحرام میں آرہے ہیں . اور اس مرد بزرگ کے پاس دست بستہ کھڑے ہوئے ہیں. اور آسمان سے بھی اُتر رہے ہیں . اور تخت کے اردگرد بھی حلقہ باندھے کھڑے ہیں. اس مرد بزرگ سے ایسا نور چمک رہا ہے جس سے مشرق سے مغرب تک تمام روئے زمین جگمگ جگمگ کر رہا ہے . اور وہ نور لحظہ بہ لحظہ ترقی پر ہے .

اسی اثنار میں منادی نے ندا کی کہ اس تخت کے مالک حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ کے فرزند حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت خواجہ محمد نقشبند ہیں. انھیں حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے باپ دادا کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل کیا ہے. قیومیت کی خدمت اور اپنی ذاتی محبوبیت عنایت فرمائی ہے. آسمانی فرشتو ! زمین کے رہنے والو ! اس کی اطاعت کرو تاکہ تمھاری بہتری ہو. جو شخص اس کا مرید ہوگا. وہ نجات پائے گا اور جو اس کے خلاف ہوگا. سخت عذاب الٰہی میں گرفتار ہوگا.

پھر تخت کے گرد کھڑے آدمیوں نے تخت پر بوسہ دیا . میں نے ان میں سے ایک سے پوچھا کہ یہ تخت کے گرد و نواح کے بزرگ کون ہیں. کہا یہ تمام اولیائے امت ہیں اور جو مسجد پر ہیں وہ فرشتے اور گذشتہ اولیار ہیں اور جو اس مرد بزرگ کی زیارت کو آئے ہیں بعد ازاں اس مرد بزرگ نے ہر ایک کو مہربانی کر کے رخصت کیا . اور خود معہ ایک جماعت کے مشرق کی طرف روانہ ہوئے . چونکہ یہ تینوں علمار و مشائخ عرب کے سردار تھے اس لیئے ہزاروں آدمی ان کے ساتھ آنحضرت کی زیارت کے لیے روانہ ہوئے .

عرب سے تین علماء سرہند آئے

کہتے ہیں عرب کے تین سو عالم حافظ۔ قاری اور شیخ آنحضرت کی زیارت کے لئے عرب سے ہندوستان آئے۔ جب منزلیں طے کر کے سرہند پہنچے تو شرف ملازمت حاصل کیا۔ آنجناب نے ہر ایک پر بہت بہت مہربانی کر کے فرمایا کہ تم واجب التعظیم ہو۔ کیونکہ پروردگار نے تمھارے ملک پر خاص مہربانی اور عنایت کی ہے۔ جس کا عشر عشیر بھی کسی دوسرے ملک پر نہیں۔ علاوہ ازیں اپنے محبوب کو اسی ملک میں پیدا کیا۔ خانہ کعبہ یہیں مقرر کیا۔ پھر وہ سب کے سب نہایت صدق اعتقاد اور نیاز سے آنحضرت کے مرید ہوئے۔

اسی سال حضرت مروج الشریعت نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے محاذی ایک نہایت خوبصورت اور وسیع مسجد بنوائی۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ

دوبارہ کابل تشریف لائے

حضرت حجۃ اللہ کا ایک میزبان

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک رات عشاء کے بعد حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت بیٹھے تھے۔ کہ ایک شخص نے آکر عرض کیا۔ کہ میں نے آپ دونوں صاحبان کی دعوت کی ہے میرے غریب خانے پر قدم رنجہ فرمائیں۔ دونوں صاحبان سنت نبوی کے بموجب دعوت قبول کر کے اس کے ساتھ ہو لئے۔

لوگوں نے اس سے پوچھا تیرا گھر کہاں ہے؟ اس نے کہا یہ رہا پاس ہی تو ہے

دونوں بھائی بر سبب نزدیکی مکان پیدل چل پڑے۔ اس شخص نے پھر عرض کیا کہ مجھ میں اتقدر آدمیوں کو کھانا کھلانے کی طاقت نہیں صرف آپ دونوں صاحب تشریف لے چلیں۔ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے تمام آدمیوں کو رخصت کیا۔

جب تھوڑا سا فاصلہ طے کر چکے تو پوچھا کہ تمہارا گھر کونسا ہے؟ عرض کیا "وہ رہا! سامنے" حتیٰ کہ شہر کے باہر ایک کٹیا میں لے گیا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو پاؤں کا درد بڑی شدت سے ہو رہا تھا۔ راستہ چلنے کے سبب آپ پر ضعف طاری ہوا۔ اور سخت تکلیف ہوئی۔ وہ شخص تھوڑی سی کھچڑی جو شاید ایک آدمی کی خوراک کا تیسرا حصہ ہوگی لے آیا دونو صاحب اُسے کھا کر واپس چلے آئے۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ دعوت کنندہ جب کبھی حضرت مروج الشریعت کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ تو اپنے کئی کام پیش کرتا۔ اور آنجناب سے سفارش کراتا۔ آنجناب بھی سفارش کر کے اس کے کام کرواتے۔ اگر کوئی مہتمم اس کے کام میں ذرا دیر کرتا۔ تو فوراً حضرت مروج الشریعت کی خدمت میں حاضر ہو کر دعوت کی رات یاد دلاتا۔

کابل کے لوگوں نے سات منازل آگے آکر آپ کا استقبال کیا

اسی سال اہل کابل نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی۔ جس میں آنجناب کے دیدار فائض الانوار کا اشتیاق اور اس ملک میں آنحضرت کی تشریف آوری کی خواہش کا اظہار مندرج تھا۔ آنحضرت بھی اہل کابل پہ نہایت مہربان تھے۔ اس واسطے فوراً کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ چونکہ حضرت مروج الشریعت اپنے بھائی کے بڑے مخلص تھے۔ اس لیئے اس سفر میں آنجناب کے ساتھ ہوئے۔

جب شہر سے تین منزل کا فاصلہ طے کر چکے تو حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ

کو تپ دق کا عارضہ لاحق ہو گیا۔ اس لیئے پھر واپس سرہند چلے آئے۔ اور حضرت حجۃ اللہ کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ جب اہل کابل کو حضرت حجۃ اللہ کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی تو سب کے سب سر کے بل سات منزل آگے استقبال کے لیئے آئے۔

کہتے ہیں جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ شہر کابل میں پہنچے تو اس قدر ہجوم ہوا۔ کہ بیان سے باہر ہے۔ بدخشان۔ خراسان۔ توران اور ترکستان کے لوگ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اس کثرت سے جیسے کوئی ٹڈی دل ہو اور اس شوق سے جیسے پروانہ شمع پر گرتا ہے۔ ان ممالک کے بادشاہوں نے جو اس آستانہ علیہ کے مرید تھے اپنے اپنے ایلچی معہ تحف و ہدایا آنحضرت کی خدمت میں بھیجے اور خود بھی کڑی منزلیں طے کر کے حاضر خدمت ہوئے۔ روزانہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ کے مرید ہوتے۔ بہت سے ترک مغل اور پٹھان شرفِ ارادت سے مشرف ہوئے۔ ہر صبح شام آنحضرت کے حلقہ میں ہزاروں آدمی شامل ہوتے۔

کابل کی مسجدیں نمازیوں سے بھر گئیں

مقاماتِ نقشبندی میں لکھا ہے کہ اسی سال حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو ماہ رمضان کابل میں آیا۔ ہر رات ہزاروں آدمی نماز تراویح کے لیئے جمع ہوتے۔ آخر آدمیوں کی اس قدر کثرت ہوئی کہ کابل کی مسجدیں حالانکہ بے حد وسیع ہیں پھر بھی نمازی ان میں نہیں سما سکتے تھے۔ آنحضرت شہر کے باہر باغ میں نمازِ تراویح پڑھتے تھے۔

ایک رات آنجناب کے دل میں خیال آیا کہ میں کون ہوں کہ اس قدر لوگ میرے پاس آتے ہیں۔ یہ خیال آتے ہی حق تعالےٰ کی طرف سے الہام ہوا۔ کہ تو ہمارا محبوب ہے۔ اور تیری قدر و منزلت ہمارے ہاں عروۃ الوثقےٰ اور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے برابر ہے۔ ہم نے تجھے تیرے باپ دادا کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل کیا ہے۔ اور تجھے قیوم زمان اور قطب جہان بنایا ہے۔ بعد ازاں تمام فرشتے اور

ارواح مبارکہ آنحضرت کے گرداگرد جمع ہوئے۔ اور آپ کو بوسہ دینے لگے۔ اور کہتے کہ حق تعالےٰ نے ہمیں آپ کا فرنبردار بنایا۔ آپ محبوب پروردگار اور قیوم روزگار ہیں تمام جہان آپ کے فیوض و برکات کا منتظر ہے آپ ہی اہل جہان کے قبلۂ توجہ ہیں تمام مخلوقاتِ الٰہی آپ کی طرف رُخ کئے ہوئے ہے۔ ساری موجودات کی نیکی بدی فراخت تنگی سب کچھ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

کارِ جہان بسر نرود بے رضائے تو   در دست تست بُختی نہ چرخ را مہار

حضرت مروج الشریعت نے سرہند کے مجمع عام میں حضرت حجۃ اللہ کی قیومیت کا اعلان فرمایا

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے اِس معاملہ کے مشاہدہ کے بعد یہ سارا واقعہ بلا کم و کاست اپنے پیارے بھائی حضرت مروج الشریعت کی طرف لکھا۔ جب حضرت قیوم ثالث کا یہ مکتوب حضرت مروج الشریعت کو ملا۔ اس وقت آپ نے جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر جب کہ تمام وضیع و شریف حاضر تھے۔ بلند آواز سے پڑھا۔ بعد میں فرمایا کہ سب سے پہلے جو شخص حضرت خواجہ محمد نقشبند کے کمالات کا اقرار کرتا ہے وہ یہ فقیر حقیر محمد عبداللہ ہے۔ لوگو! تمہیں واضح رہے کہ حضرت خواجہ محمد نقشبند قطب الاقطاب اور قیوم زماں ہیں۔ جو شخص دینی و دنیاوی سعادت چاہتا ہے وہ آنجناب کی قیومیت کو تسلیم کر کے مرید ہو جائے ورنہ سخت عذابِ الٰہی میں گرفتار ہوگا۔

سبحان اللہ! حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کا انصاف دیکھیے کہ باوجود خود صاحب کمالات ہونے کے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی قیومیت کو بلا تامل تسلیم کیا۔ جب عوام الناس کو معلوم ہوا کہ حضرت مروج الشریعت خود حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی قیومیت کے قائل ہیں۔ تو سب کو قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی قیومیت کا یقین ہوگیا کیونکہ تمام لوگ حضرت مروج الشریعت کو حضرت عروۃ الوثقیٰ کے برابر بزرگ جانتے تھے

چنانچہ جب آپ نے تسلیم کر لیا تو پھر کسی کو بھی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی قیومیت میں شک و شبہ نہ رہا۔ بعد ازاں حضرت مروج الشریعت نے حضرت حجۃ اللہ کی طرف ایک خط لکھا۔ جس میں آنجناب کی قیومیت کا ذکر تھا۔ مکتوب کے آخر پر اس دار فانی سے اپنے رخصت ہونے کی خبر درج کی۔

اسی سال آنحضرت نے اپنے بڑے بیٹے حضرت ابوالعلی کو قبولیت کی خوشخبری دی۔ جب آنحضرت کا وصال ہو گیا۔ تو وہی خوشخبری آنجناب کے فرزند حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ پر عائد ہوئی۔

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی وفات حسرت آیات

جب حضرت مروج الشریعت کا مکتوب جس میں حضرت قیوم ثالث کی قیومیت اور دنیا سے اپنے سفر کی خبر درج تھی۔ حضرت حجۃ اللہ کو ملا تو مطالعہ کرتے ہی آنجناب کابل سے سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ اہل کابل نے بہت منت سماجت کی کہ چند روز مزید قیام فرمائیں۔ کیونکہ دور دراز کے ملکوں سے بہت سے لوگ جناب کی زیارت کو آرہے ہیں۔ انھیں زیارت سے مشرف ہونے کا موقع دیں۔ لیکن آنحضرت کو خط دیکھتے ہی اپنے بھائی کے دیدار کا اشتیاق اس درجہ ہوا۔ کہ ان کی ایک نہ مانی۔

جب حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو تمام بھائیوں اور وضیع و شریف علماء و مشائخ کے ساتھ شہر سے بارہ میل کے فاصلہ پر استقبال کے لئے آئے۔ دونوں بھائی ملاقات کے وقت نہایت تپاک سے ایک دوسرے سے گلے ملے۔ اور کثرت شوق کی وجہ سے آنکھوں سے

آنسو جاری ہو گئے۔ سارے لوگ بھی دونوں اصحاب کی موافقت میں رونے لگے۔ ؎

گرفتند ہر یک دگر را کنار — خروشے بر آمد ز ہر دو ہزار

کہتے ہیں کہ حضرت مروج الشریعت نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا ادب اس طرح کیا۔ جیسا کہ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا کیا کرتے تھے۔ بلکہ زبان سے بھی فرماتے تھے۔ کہ میں آپ کو بعینہٖ حضرت عروۃ الوثقیٰ جانتا ہوں۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت مروج الشریعت کو فرمایا کہ میں بھی آپ کو حضرت قیوم ثانی کی جگہ یقین کرتا ہوں۔ لوگ دونوں بھائیوں کے اس طریق ملاقات سے بہت متاثر ہوئے اور پہلے کی نسبت دونوں کے زیادہ معتقد ہو گئے۔ پھر شہر میں داخل ہوئے۔

اورنگ زیب نے حضرت مروج الشریعۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دہلی میں بلالیا

اسی اثنار میں بادشاہ ہندوستان نے اس مضمون کی ایک عرضی حضرت مروج الشریعت کی خدمت میں لکھی کہ سننے میں آیا ہے۔ کہ آنجناب پر مرض کا غلبہ زیادہ ہو گیا ہے تمام اطبار کی رائے ہے۔ کہ اس مرض کے لئے سیر بہت مفید ہے اگر آنجناب شاہجہان آباد تشریف لائیں۔ تو امید غالب ہے کہ اس تکلیف کو ضرور تخفیف ہو گی۔ اور آنجناب کے کمالات سے یہاں کے لوگ بھی مستفید ہوں گے اور بہت سے لوگ گمراہی کے بھنور سے نکل کر ساحل ہدایت و نجات پر پہنچیں گے۔ ساتھ ہی اسی مضمون کا ایک خط آنجناب کی والدہ ماجدہ کی خدمت میں بھیجا کہ جس طرح ہو سکے آپ حضرت مروج الشریعت کو شاہجہان آباد بھیج دیں۔

آخر والدہ ماجدہ نے آنحضرت کو شاہجہان آباد جانے کی سخت تاکید فرمائی۔ تو آنحضرت مجبوراً شاہجہان آباد تشریف لے گئے جب بادشاہ کو آنجناب کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو شہر سے بارہ میل کے فاصلے پر آپ کا استقبال کیا۔ اور اپنے خاص قلعہ میں آپ کی قیامگاہ مقرر کی

اورنگ زیب حضرت مروج الشریعت کے کمالات کا اعتراف کرتے ہیں

حضرت قیوم رابعؒ فرماتے ہیں ۔ کہ جب بادشاہ حضرت مروج الشریعت سے توجہ باطنی سے جکا تو کہنے لگا کہ مجھ پر ایسی حالت طاری ہوئی ہے جسے میں بیان نہیں کر سکتا یہ حالت کبھی کبھی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے حضور میں ہوا کرتی تھی ۔آج آسمان تلے آپ جیسا اور کوئی نہیں آنجناب نے فرمایا اگر میرے بڑے بھائی خواجہ محمد نقشبند سے توجہ باطنی حاصل کرو ۔ تو اُن حالات سے بھی زیادہ ترقی کرو ۔کیونکہ وہ قیوم وقت اور خلیفہ روزگار ہیں ۔

اس دن سے بادشاہ کو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے دیدار کا اشتیاق ہو گیا مختصر یہ کہ دن بدن آنجناب پر مرض غالب آتا گیا ۔ اطباء بہتر اعلاج معالجہ کرتے لیکن سب بے سود ۔کہتے ہیں جب کوئی دوائی آنجناب کی خدمت میں پیش کی جاتی تو فرماتے کہ یہ تو مجھے یقین ہے کہ یہ دوا اثر نہیں کرے گی لیکن تمہاری خاطر کھا لیتا ہوں ۔ اُنہی دنوں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی طرف ایک مکتوب لکھا جس کے آخر میں حسب ذیل دو شعر تحریر فرمائے ۔ ؎

گر بماندیم زندہ بردوزیم   در برفتیم عذر ما بہ پذیر
اے بسا آرزو کہ خاک شدہ   جامۂ صبر کزد چاک شدہ

اپنی موت کا اعلان

جب مرض حد سے زیادہ غالب ہوا اور زیست کی کوئی امید باقی نہ رہی تو بادشاہ سے رخصت لے کر سرہند کی طرف روانہ ہوئے ۔بوقت رخصت بادشاہ کو وصیت کی میری عمر کے چار دن اور رہ گئے ہیں ۔میرے بعد حضرت حجۃ اللہ کا مرید ہو جانا کیونکہ وہ قطب الاقطاب اور قیوم زماں ہیں ۔ بادشاہ یہ خبر سُن کر رو دیا اور آنحضرت رخصت ہوئے جب سنبھالک منزل پر پہنچے جو شاہجہان آباد سے تیس میل کے فاصلہ پر ہے تو اپنے تمام فرزندوں اور

خلفاء کو اکٹھا کر کے فرمایا کہ اب میرا آخری وقت آگیا ہے تم اب میرے بڑے بھائی حضرت خواجہ محمد نقشبند سے رجوع کرنا کیونکہ وہ اس وقت قطب جہاں اور قیوم زماں ہیں۔ پھر نماز اشراق کی نیت کی۔ عین نماز میں تھے کہ بلند آواز سے السلام علیک یا رسول اللہ کہہ کر اس دار فانی سے کوچ کیا۔

آنجناب کا وصال جمعہ کے دن اشراق کے وقت ۱۹ ربیع الاول سنہ[1] کو ہوا تجہیز و تکفین کر کے نعش مبارک کو سرہند میں لایا گیا۔ اب حضرت مروج الشریعت کا مغسل (جہاں پر آنجناب کو غسل دیا گیا) سرائے سنبھالکہ کے جنوب مشرقی برج میں خواص و عام کی زیارت گاہ ہے۔ جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو حضرت مروج الشریعت کے وصال کی اطلاع ہوئی مارے غم کے بیہوش ہو گئے اور بھائی کی نعش کے استقبال کو آئے اور حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ مبارک میں قبر مبارک کے محاذی مشرق کی طرف مدفون ہوئے جب آنحضرت کو دفن کر چکے اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو افاقہ ہوا تو پوچھا کہ میرا بھائی کہاں ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ دفن کر دیئے گئے ہیں۔ یہ سنتے ہی پھر بیہوش ہو گئے اسی طرح کئی دفعہ بیہوش ہوئے۔

آخر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے صبح و شام کا حلقہ و مراقبہ اپنے گھر میں ترک کر دیا اور حضرت مروج الشریعت کے محل میں صبح و شام حلقہ و مراقبہ کرتے اور دوسرے بھائیوں کو دلاسا دیتے۔[2]

---

[1] جو قلمی نسخے ملے ہیں ان میں کوئی سنہ کی تعداد نہیں۔

[2] حضرت مروج الشریعت محمد عبید اللہ رضی اللہ عنہ حضرت خواجہ محمد معصوم کے قابل قدر فرزند اور حضرت قیوم ثالث خواجہ محمد زبیر قدس سرہٗ کے برادر عزیز تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت سنہ ۱۰۳۸ھ / سنہ ۱۶۲۹ء کو سرہند میں ہوئی (مقامات معصومیہ) علوم متداولہ اپنے چچا خواجہ محمد سعید

مروج الشریعت کے بیٹوں نے قیوم ثالث سے بیعت کی

حضرت مروج الشریعت کے فرزند اپنے والد بزرگوار کی وصیت کے بموجب اپنے چچا حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ میرے (مصنف) جد شریف

(پچھلے صفحہ سے آگے) خازن الرحمت سے حاصل کیے مولانا بدرالدین سلطان پوری اور اپنے والد مکرم حضرت خواجہ محمد معصوم سے بھی دینی علوم حاصل کئے تھے اور صحیح مسلم تک صحاح ستہ پڑھی آپ کی ذہانت کا اعتراف مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی جیسے عالم اجل نے بھی کیا۔ آپ نے تقریباً سات سال کی عمر میں مولانا سیالکوٹی سے گفتگو کی تھی۔ سرہند میں حضرت مروج الشریعت نے علوم دینیہ کی تدریس کا اہتمام کیا شیخ عبدالفتاح بن محمد نعمان بدخشی نے لکھا ہے کہ آپ کے درس میں ستر کے قریب طلبار تعلیم پاتے تھے۔ ۱۰۷۲ھ/ ۱۶۶۱ء میں مروج الشریعت کا القاب القا ہوا۔ (خزینۃ المعارف) اور ولایت محمدی کی بشارت پائی۔ آپ صاحب قلم اور صاحب تصنیف تھے۔ چنانچہ مکتوبات معصومیہ کی جلد اول آپ نے ترتیب دی۔ یواقیت الحرمین (حسنات الحرمین) آپ کا بہت بڑا علمی اور سفری کارنامہ ہے (اس کتاب کا اصل اور اردو ترجمہ جناب پروفیسر محمد اقبال مجددی نے اپنے مفصل مقدمہ کے ساتھ مکتبہ سراجیہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی کے اہتمام میں ۱۹۸۱ء میں شائع کیا) آپ نے ایک رسالہ فی عدم قرأت دالامام بھی لکھا۔ رسالہ در عدم تعمیل کفار بھی آپ کی تصنیف ہے ایک اور رسالہ فی رد فخرالدین رازی بھی تالیف فرمایا تھا آپ کے مکتوبات کا ایک مجموعہ خزینۃ المعارف کے نام سے ان کے بیٹے محمد ہادی نے مرتب کیا تھا۔ ان میں اکثر مکتوبات اورنگ زیب کو لکھے گئے تھے۔

حضرت مروج الشریعت کے پانچ بیٹے اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ عبدالرحمن، عبدالرحیم۔ شیخ محمد ہادی، شیخ محمد پارسا اور شیخ محمد سالم قدس سرہم۔ جو خانوادۂ مجددیہ میں اہم حیثیت رکھتے تھے۔

(استفادہ از مقدمہ حسنات الحرمین مرتبہ محمد اقبال مجددی پروفیسر)

کواکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مروج الشریعت کے ارتحال کے بعد ایسے غم والم میں گرفتار ہوا کہ ہوش وحواس بجا نہ رہے۔ صبح وشام حلقہ میں بیٹھا لیکن طبیعت ہرگز باطن کی طرف متوجہ نہ ہوتی۔

ایک روز صبح کی نماز کے بعد یاروں کے حلقہ میں بیٹھا تھا، کہ مجھ پر بیہوشی طاری ہوئی تو اس حالتِ غیب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ امام معصوم ایک تخت پر بیٹھے ہیں اور حضرت حجۃ اللہ بھی آنجناب کے برابر بیٹھے ہیں حضرت امام معصوم نے اپنا دستِ مبارک میرے سینے پر مَل کر فرمایا کہ "اس قدر غمگین کیوں ہو؟ محمد نقشبند تمھارے باپ ہیں ان کی خدمت میں حاضر ہو کیونکہ انھیں قرب الٰہی بدرجہ اتم حاصل ہے" میرے سینے پر ہاتھ مَلتے رہے۔ یہ فرمانے سے وہ شدتِ غم زائل ہوگئی۔ بعد ازاں میں نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر توجہ باطنی حاصل کی واقعی آنجناب نے مجھ پر باپ سے بھی زیادہ شفقت فرمائی بعد ازاں دوسرے بھائی خواجہ محمد پارسا۔ شیخ محمد سالم اور حضرت مروج الشریعت کے تمام خلفاء اور مرید حضرت حجۃ اللہ کے مرید ہوئے۔ اور آنحضرت کی خدمت کو لازم سمجھا۔

کہتے ہیں کہ حضرت قیوم ثالث حضرت مروج الشریعت کے فرزندوں میں اسطرح مشغول تھے کہ کوئی باپ بھی اپنے بیٹوں میں مصروف نہ ہوتا ہوگا۔ اُن کے آئے بغیر کھانا نہ کھاتے۔ جہاں تشریف لے جاتے انھیں ساتھ لے جاتے اور کوئی کام اُن کے مشورے کے بغیر نہ کرتے۔ باوجود اس قدر شفقت ومحبت کے فرماتے کہ مجھ سے ان کی کماحقہٗ دلداری نہیں ہوسکتی۔ اگر میں مرجاتا اور میرے بھائی حضرت مروج الشریعت زندہ ہوتے تو اپنے تمام کام چھوڑ کر ہاتھ میں عصا لے کر صبح وشام میرے فرزندوں کے پیچھے پیچھے پھرتے۔

حضرت ابوالعلی کی نقاب پوشی

اِسی سال حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے حضرت ابوالعلی نے اپنے چہرہ پر نقاب لیا اور لوگوں کی ہمنشینی کو ترک کیا۔ حضرت ابوالعلی کے فرزند حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ نے حضرت ابوالعلی سے پوچھا کہ آپ نے چہرے پر نقاب کیوں لیا؟ عرض کیا کہ حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میرے سامنے بیٹھے ہیں۔ میں اب کسی اور طرف نگاہ نہیں کر سکتا اور نہ کسی سے بات کر سکتا ہوں اس واسطے میں نے برقعہ اوڑھ لیا ہے تاکہ کسی اور پر نگاہ نہ پڑے۔ پھر آنحضرت نے پوچھا کہ کیا اب بھی حضرت رسالتماب آپ کے سامنے ہیں۔ عرض کیا موجود ہیں۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرو کہ میرے باپ کے دانت میں درد ہے کب آرام ہوگا؟ آپ نے ایک گھڑی بعد جواب دیا کہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آج سے تیسرے دن ایک پہر دن نکلے آرام ہو جائے گا واقعی تیسرے روز ٹھیک اسی وقت بالکل آرام ہوگیا۔ گویا کبھی درد تھا ہی نہیں۔

حضرت حجۃ اللہ نے جو حضرت ابوالعلی سے اس قسم کے سوال جواب کیئے۔ یہ لوگوں کے یقین کو زیادہ کرنے کے واسطے تھے ورنہ آنجناب کو تو پہلے ہی خبر تھی کہ حضرت ابوالعلی ہر وقت جناب پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں۔

آٹھ سال تک حضرت ابوالعلی برقعہ پوش رہے اس عرصے میں کسی سے گفتگو نہ کی۔ صرف اپنی والدہ ماجدہ سے یا حضرت حجۃ اللہ سے بعض ضروری امور کے لیئے۔ عالمگیر بادشاہ نے آپ سے ہم کلام ہونے کی بہت کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ اِن آٹھ سالوں میں آپ کبھی نہ سوتے نہ تکیہ لگا کر بیٹھے ہر وقت قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھتے۔ صرف نماز کے لیئے کھڑے ہوتے۔ یہ سارے کام حضور نبی کریم کے ادب کی خاطر تھے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آٹھ سال کے عرصہ میں ایک گھڑی بھی آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ ہوئے آپ نے ظاہری آنکھوں سے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کو دیکھا۔ اسی لئے آپ نے برقعہ اوڑھ لیا جب چہرہ مبارک سے برقعہ اٹھایا تو حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ حضرت ابو العلی سے وجود میں آئے۔ معلوم ہوا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جو حضرت ابو العلی کی تربیت فرما رہے تھے وہ اسی خاطر تھی کہ ان سے حضرت قیوم رابع جیسا موتی پیدا ہو جو حقیقتِ محمدی کا مظہر اتم اور کمالات احمدی کا مہتمم ہو۔

چنانچہ انشاء اللہ حسب موقعہ اسے مفصل طور پر بیان کیا جائے گا۔

ایک روایت ہے کہ قیومیت کے دوسرے سال آپ نے بُرقع پہنا اور قیومیت کے بارھویں سال تک اوڑھے رکھا۔

حضرت خازن الرحمت کے بیٹے

حضرت قیوم ثالث سے بیعت ہوئے

اس سال حضرت خازن الرحمت کے فرزند حضرت قیوم ثالث کے مرید ہوئے حضرت خازن الرحمت کے پانچویں فرزند شیخ خلیل اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد ہم حضرت مروج الشریعت کے مرید ہوئے اور انھوں نے رحلت کے وقت وصیت کی کہ تمام فرزند اور باطنی یار حضرت خواجہ محمد نقشبند کے مرید ہونا اور انھیں سے فیض اخذ کرنا۔ میں نے حضرت مروج الشریعت کے وصال کے بعد خواب میں دیکھا۔ کہ ایک نہایت بڑے دریا میں ایک عالیشان محل کے اندر سرخ

یاقوت کے تخت پر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں ۔ اور اردگرد فرشتے صفیں باندھے دست بستہ کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ حق تعالیٰ نے اس بزرگ کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا نائب اور اپنی رحمت کا تقسیم کنندہ بنایا ہے ۔ اور یہ قربِ الٰہی میں اپنے باپ دادا کے برابر ہے ۔

یہ واقعہ دیکھ کر میں آنحضرت کی خدمت میں آکر مرید ہو گیا ۔

کہتے ہیں کہ حضرت خازن الرحمت کے فرزندوں میں سے سب سے پہلے شیخ عبدالاحد حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے ۔ میرے (مؤلف) والد ماجد شیخ عبدالاحد کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں ایک روز فجر کی نماز کے بعد حلقہ میں بیٹھا تھا میں نے دیکھا کہ ایک نہایت عالیشان باغ کے اندر زمرد کے بنے ہوئے محل میں ایک تخت پر تین بزرگ تشریف فرما ہیں ۔ ایک حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ دوسرے حضرت عروۃ الوثقیٰ تیسرے حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ ۔ ایک شخص کہتا ہے کہ پروردگار عالم نے ان تینوں کو تمام اولیائے اُمت سے افضل بنایا ہے ۔ پھر اول الذکر دونو بزرگ نظر سے غائب ہو گئے ۔ اور حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی شکل وصورت حضرت مجدد الف ثانی کی سی ہو گئی ۔ یہ خواب دیکھنے کے بعد حضرت قیوم ثالث کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا ۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالاحد حضرت قیوم ثالث کے معتقد اس حد تک تھے کہ اس بارے میں لاثانی تھے ۔ اکثر اوقات سواری میں آنجناب کی نعلین مبارک کو بغل میں لئے پیادہ پا آنحضرت کے ساتھ جاتے ۔ میرے (مصنف) والد ماجد فرماتے تھے کہ شیخ عبدالاحد فرمایا کرتے تھے ۔ کہ میں بہت عرصہ حضرت امام معصوم کی خدمت میں رہا ہوں اور آنجناب کی خدمت بھی بہت کی ہے ۔ لیکن جو باتیں ذات وصفات کی تحقیق میں حضرت خواجہ محمد نقشبند فرماتے ہیں ۔ میں نے پہلے کسی سے نہیں سُنیں ۔ بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ وہ کلمات عالی جو میں نے پہلے سُنے

ہیں وہ گم ہو جاتے ہیں. ہم حضرت خواجہ محمد نقشبند کو تمام اولیائے اُمت سے افضل جانتے ہیں. ہم کسی کو بھی آپ سے افضل نہیں جانتے حتیٰ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو بھی آپ سے افضل نہیں جانتے. بلکہ حضرت قیوم ثانی اور قیوم اول رضی اللہ عنہم، کمالاتِ الٰہی میں ایک ہی ہیں. شیخ عبد الاحد نے حضرت قیوم ثالث کی شان میں بہ سبب کمال اعتقاد کے حسب ذیل نظم رکھی ہے. ؎

در گل از رنگ تو یک گونہ اثر یافتہ ایم   بلبل از بوئے تو جو شد بے خبر یافتہ ایم
سر و پا سوختہ یکداغ دل افروختہ ایم   ابر ریختہ چوں شمع گہر یافتہ ایم
نالہ میکند از تربت فرہاد ہنوز   باز شیریں دہاں طرفہ اثر یافتہ ایم
دل بہر نقش نہ بندیم برنگ وحدت   نقشبندیست کز و فیض نظر یافتہ ایم

حضرت قیوم ثالث بھی شیخ صاحب پر بدرجہ غایت مہربان تھے دوسرے مریدوں پر اتنے مہربان نہ تھے جتنے شیخ صاحب پر تھے آنحضرت نے حضرت مجدد الف ثانی کے سلوک باطنی کے تمام مقامات کی خوشخبری شیخ صاحب کو عنایت فرمائی.

حضرت شیخ سعد الدین مرید ہوئے

حضرت خازن الرحمت کے چوتھے فرزند شیخ سعد الدین فرماتے ہیں کہ میں حضرت امام معصوم کی وفات کے بعد حضرت مروج الشریعت کا مرید ہوا جو کچھ میرے نصیب میں تھا آنحضرت سے ملا لیکن آنحضرت نے اپنے وصال کے وقت وصیتاً اپنے یاروں کو فرمایا کہ حضرت خواجہ محمد نقشبند سے رجوع کرنا. میں نے دل میں خیال کیا کہ جو قسمت کا تھا مل گیا ہے پیر کا حق مرید پر بہت ہوتا ہے ایسا نہ ہو کہ مجھ سے کوئی خلاف ادب حرکت سرزد ہو جائے. اور پہلی حاصل شدہ چیز برباد ہو جائے. اس لیئے مجھے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سے توجہ لینے میں تامل تھا.

اسی اثنا میں ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مجدد الف ثانی

رضی اللہ عنہ مجھے فرماتے ہیں " سعد الدین ! تم مروج الشریعت کی وصیت بھول گئے خواجہ محمد نقشبند وہ شخص ہے جسے پروردگار نے اِس اُمّتِ محمدی کے تمام اولیا پر فضیلت دی ہے جسطرح مجھے کمالاتِ الٰہی میں بزرگ جلنتے ہو اسی طرح خواجہ محمد نقشبند کو جاننا اگر قربِ الٰہی بدرجہ انتہا حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کے مرید بن جاؤ ورنہ جو کچھ پہلے حاصل کر چکے ہو وہ بھی برباد جائے گا ۔

یہ خواب دیکھنے کے بعد میں حاضرِ خدمت ہو کر مرید ہوا ۔ بعد ازاں حضرت خازن الرحمت کے تمام فرزند حضرت قیوم ثالث کے مرید ہوئے ۔

حضرت قیوم ثالث کو حجۃ اللہ کا خطاب ملا

اسی سال حضرت قیوم ثالث رضی اللہ کو جناب الٰہی سے حجۃ اللہ کا خطاب عطا ہوا جس کی تفصیل یوں ہے جسے میرے (مصنف کے) جد شریف نے کواکب دریہ میں لکھا ہے کہ جب میں نے کواکب دریہ کے تیسرے دفتر میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے حالات لکھنا شروع کئے ۔ (کواکب دریہ میں پانچ دفتر ہیں پہلے تین دفتروں میں قیوم ثلاثہ کے حالات درج ہیں چوتھے دفتر میں حضرت مروج الشریعت کے اور پانچویں دفتر میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی باقی اولاد کے) تو میں نے پہلے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ جس طرح حضرت قیوم اوّل کو جناب الٰہی سے مجدد الف ثانی اور حضرت قیوم ثانی کو عروۃ الوثقیٰ کا خطاب عطا ہوا ۔ اسی طرح آنجناب کو بھی پروردگار سے کوئی خطاب عطا ہوا ہو گا ۔ جسے میں اس کتاب میں لکھنا چاہتا ہوں ۔ آنحضرت نے نہایت کسرِ نفسی اور دید قصور سے فرمایا کہ میرا نام دھو ڈالو ! " میں نے عرض کیا " کیا میں اپنے ایمان کے دفتر کو دھو ڈالوں ؟ "

اس کے دوسرے دن فجر کے حلقہ کے بعد مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ کل تم نے پوچھا تھا کہ حق تعالےٰ نے مجھے بھی خطاب عنایت فرمایا ہو گا سو آج رات اللہ تعالےٰ

نے اپنے کمال فضل و کرم سے مجھے "حجۃ اللہ" کا خطاب عطا فرمایا ہے تہجد کی نماز کے بعد میں بیٹھا تھا کہ مجھے الہام ہوا "انت محبوب رب العالمین وحجۃ اللہ فی العالمین"۔ اسی دوران میں ایک منادی نے ندا کی کہ پروردگار نے خواجہ محمد نقشبند کو جہان میں اپنی حجت بنایا ہے اور انھیں ان کے باپ دادا کی طرح اولیائے امت سے افضل بنایا ہے۔ مخلوقات! تم ان کی اطاعت کرو، فرشتو، جنوں، انسانو! تم سب اُن کی فرمانبرداری کرو، تاکہ قیامت کے دن نجات پاؤ،" بعد ازاں میں نے دیکھا کہ فرشتے اور تمام اولیائے اُمت کی رُوحیں میرے ارد گرد صفیں باندھے دست بستہ کھڑی ہیں اور کہتی ہیں "السلام علیکم یا حجۃ اللہ!" اور میرے سر مُنہ کو چومتے ہیں۔

یہ فضل الٰہی ہے جسے چاہے عطا فرمائے اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے

اپنی قیومیت پر مناظرہ کیا

پہلے لکھا جا چکا ہے کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت حجۃ اللہ کو خلوت میں قیومیت کی خوشخبری عنایت فرمائی تھی۔ دوسرے بھائیوں کو اس معاملہ کی خبر نہ تھی اسی لئے آنجناب کے وصال کے بعد بھائیوں میں اختلاف ہوا اور ہر ایک نے قطب الاقطابی کا دعوےٰ کیا۔ حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت نے قطب الاقطابی اور قیومیت دونو کا دعوےٰ کیا۔ اور باقی چاروں حضرت محمد صبغۃ اللہ۔ حضرت محمد اشرف شیخ محمد سیف الدین اور حضرت شیخ محمد صدیق رضی اللہ عنہم نے فقط قطب الاقطابی کا

دعوےٰ کیا۔ کیونکہ اُن چاروں کا اعتقاد تھا کہ اصالتِ محمدی یعنی طینتِ محمدی ضمیر پر قیومیت کا دار و مدار ہے جو حضرت عروۃ الوثقیٰ کے بعد کسی کو نصیب نہیں۔ اس لیے یہ چاروں کسی کی قیومیت کے قائل نہ تھے۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت مروج الشریعت نے سُنا کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو قیوم کہتے ہیں تو اسی وقت اپنا بیامن مانگا اس میں جو قیومیت کی بابت لکھا تھا حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لا کر پھاڑ ڈالا۔ اب دوسرے بھائی حضرت مروج الشریعت کی یہ حالت دیکھ کر اپنی قطبیت کی جرأت نہ کر سکتے تھے۔ البتہ پوشیدہ طور پر اپنے خاص مریدوں کو کہتے تھے۔ کہ ہم بھی قطب ہیں۔ کیونکہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کی زندگی میں حضرت مروج الشریعت تمام بھائیوں پر غالب تھے۔ اس لیے کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو آنجناب سے بدرجہ غایت محبت تھی۔ جب حضرت مروج الشریعت کا وصال ہو گیا تو تمام بھائی مجلسوں اور محلوں میں اعلانیہ اپنے آپ کو قطب الاقطاب کہنے لگے اور ان میں باہم بڑا جھگڑا و فساد برپا ہوا۔ ایک دوسرے کے مرید آپس میں آئے دن مناظرہ کرتے بلکہ ہاتھا پائی بھی کرتے آخر جنگ کی نوبت پہنچی۔

جب حضرت حجۃ اللہ نے سُنا کہ میرے بھائی میری قیومیت کو تسلیم نہیں کرتے اپنے آپ کو قطب الاقطاب کہتے ہیں اور ان کے مرید بھی آئے دن آپس میں دنگہ فساد کرتے ہیں تو آنحضرت نے فرمایا کیا کروں حضرت عروۃ الوثقیٰ کا پاس خاطر ہے آنجناب کے فرزند ہیں اور آنجناب سے باطنی سلوک حاصل کیا ورنہ میں ان سے ایسا سلوک کرتا کہ یاد رکھتے۔

میرے (مصنف) والد ماجد مشائخ زمانہ (مثلاً شیخ عبدالاحد وغیرہ) کی زبانی فرماتے ہیں کہ کشف سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت قیوم ثالث کے منکر ہونے

کی وجہ سے ان کے بھائیوں کے دلوں پر کدورت عظیم ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن حضرت عروۃ الوثقٰی اس کو دور کرتے ہیں۔ اور ان کے باطن کو کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچنے دیتے گویا آنحضرت کی روحانیت ان کے باطن کو تمام مکروہات سے بچائے ہوئے ہے حضرت عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہ کے فرزندوں کی باہمی یہ نزاع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہمی جھگڑے سے مشابہ ہے۔ جو کسی نفسانی خواہش پر مبنی نہ تھا۔ اس میں صرف اجتہادی غلطی تھی۔ اور اس میں کشفی خطا تھی۔ حضرت عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہ کے تمام فرزندوں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی طرح تمام اولیائے اُمّت سے افضل یقین کرنا چاہیئے۔ کیونکہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے ان بزرگوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ تمام اولیائے اُمت سے افضل ہیں۔

ایک روز حضرت شیخ سیف الدین جو اہل مناظرہ کے سردار تھے۔ اور بڑے شد و مد سے اپنے آپ کو قطب الاقطاب کہتے تھے۔ دوسرے بھائیوں سے مل کر حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں مشورہ کیا کہ کل حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سے طینتِ محمدی اور قیومیت کی بابت رو برو پوچھنا چاہیئے کہ آپ کس دلیل سے اس منصبِ اعظم کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ حضرت محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے محل میں مجلس قرار پائی۔ طرح طرح کے کھانے حلوے اور میوے مہیا کیے۔

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے یاروں نے بھی اس معاملہ سے باخبر ہو کر کہا ؂

چو فردا شود آفتاب بلند ∴ نمایم بایشاں بُج ارجمند

انشاء اللہ کل جو دلیل آنحضرت کی قیومیت کے اثبات میں وہ چاہیں گے ہم از روئے عقل و نقل کہیں گے۔ جب صُبح ہوئی ؂

روز دیگر کیں جہانِ پر غرور ∴ یافت از سر چشمۂ خورشید نور

تو حضرت شیخ سیف الدین معہ تمام فرزندوں اور دیگر ارکانِ مشیخیت مثلاً شیخ

عبداللطیف اور حاجی فضل اللہ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے نواسے تھے حضرت محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے محل میں آکر بیٹھے۔ اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو بلانے کے واسطے آدمی بھیجے کہ تشریف لاکر ماحضر تناول فرمائیں.

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سنت نبوی کے مطابق دعوت قبول کرکے اپنے فرزندوں اور حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے فرزندوں اور دوسرے مشائخ مثلاً احمد یہ شیخ عبدالاحد اور شیخ خلیل اللہ وغیرہ محل مذکورہ میں تشریف لائے. کہتے ہیں سوائے مولوی فرخ شاہ کے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تینوں فرزند اس مناظرہ میں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے رفیق تھے کیونکہ وہ سب آنحضرت کے مرید تھے.

مجلس مناظرہ کا آنکھوں دیکھا حال

میرے (مصنف) جد امجد کواکب دریہ میں لکھتے ہیں کہ جب مجلس منعقد ہوئی۔ تو میں بھی اس مجلس میں حاضر تھا۔ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے تمام بیٹے پوتے اور بھتیجے اس مجلس میں موجود تھے۔ حضرت عروۃ الوثقٰی کے بعد قیومیت کے اثبات کا ذکر کرنا ہی چاہتے تھے کہ ایک دوسرے کی دلیلیں سنیں کہ اتنے میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور موت کا ذکر ہوا کہ آیا حضرت رسالت پناہ کا وجود مبارک قبر میں زندہ ہے یا مُردہ؟ ۔

حضرت شیخ سیف الدین نے فرمایا "قبر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک زندہ ہے"۔

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ بہت تکلف ہے کہ زندہ بدن قبر میں ہو۔ بلکہ بدن مبارک مردہ ہے صرف اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارکہ کو قوت حیات دے رکھی ہے جو کام لوگوں کے جسم سے ہوسکتا ہے وہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک سے ہوسکتا ہے۔

حضرت شیخ سیف الدین نے فرمایا "یہ کہنا کفر ہے" میں نے کہا "آپ مسلمان ہیں جناب سے اپنے آپ کو وہ نسبت دے سکتا ہے جو قطب الاقطاب قیوم زمانہ اور خلیفۂ پروردگار ہے حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ بلند آواز سے حضرت قیوم ثالث کی بزرگی کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ حق تعالےٰ نے میرے فرزند محمد نقشبند کو تمام اولیائے اُمت سے افضل و ممتاز فرمایا ہے۔ جب وہ میرے پاس آتا ہے تو میں اس کی تعظیم کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے بھی آنحضرت سے یہ بات کئی مرتبہ سُنی ہے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے مکتوبات میں اپنے خاص کمالات حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے حق میں لکھے ہیں۔ اور آنجناب کے مکاشفات کے بارے میں فرمایا ہے کہ اس حقیر کی تصدیق کی ضرورت نہیں لیکن پھر بھی تصدیق در تصدیق کرتا ہوں آنحضرت کے مکتوبات کو دیکھو!" ؎

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

یہ سُن کر حضرت شیخ خاموش رہ گئے حاجی فضل اللہ جو اس وقت حضرت شیخ کے ساتھ تھے ہاتھ میں کتاب لے کر کہنے لگے کہ اس کتاب میں دیکھو کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی موت و حیات کا بیان کیا خوب لکھا ہے۔"

ایک شخص نے پوچھا "اس کتاب کا مصنف کون ہے؟"

کہا "میں ہوں"۔ لوگوں نے کہا تو پھر کتاب دیکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ زبانی بیان کردو۔ آخر شیخ کے بعض رفیقوں نے تذکرہ شروع کیا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے یار شیر زیاں کی طرح تذکرہ کے وقت جوش میں آئے۔ سخت مناظرہ ہوا۔ طرفین سے آوازیں بلند ہوئیں۔ پھر بھی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ ہی از روئے تذکرہ علمی عقلی اور نقلی دلائل سے غالب آئے اور فریق ثانی کو عاجز اور پریشان کردیا۔ مجلس میں عجب بے نطقی ہوئی۔ حضرت شیخ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اٹھتے وقت شیخ صاحب کے فرزند شیخ محمد حسین

نے جو حافظ تھے یہ آیت پڑھی "ان جندنا لهم الغالبون" ہمارا لشکر واقعی غالب ہے۔ میرے (مصنف) جدِ امجد نے جو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ فرمایا کہ ہمارا لشکر غالب ہے۔ کیونکہ امام برحق ہمارے ساتھ ہیں۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند اور تمام اکابر مشائخ احمدیہ ہمارے ساتھ ہیں۔ اور حضرت حجۃ اللہ کی قطبیت اور قیومیت کو قبول کیا ہے۔

بعد ازاں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اس مجلس سے سخت ناراض تھے فرمایا تم نے عجب قسم کی دعوت کی ہے۔ ہمیں لڑائی کے لئے بلایا ہے ہم ایسے کھانے سے باز آئے۔ یہ فرما کر آپ اپنے گھر تشریف لے آئے۔ اور اپنے بھائیوں کا بہت کچھ گلہ کیا۔ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کو یاد کر کے فرمایا۔ میرے بھائی تو حضرت جیو صاحب مروج الشریعت تھے موجودہ بھائی تو صرف لڑنے جھگڑنے کے لئے رہ گئے ہیں۔

جس دن صبح کو یہ مناظرہ ہوا اسی دن عصر کے وقت حضرت حجۃ اللہ حضرت عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کو آئے۔ دوسرے بھائی بھی وہیں موجود تھے۔ آنحضرت نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا کہ جو سلوک تم نے مجھ سے اب کیا ہے اگر حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی زندگی میں کرتے تو میں تمھیں مردِ میدان جانتا۔ مجھے حلیم سمجھ کر جو تمھارے دل میں آتا ہے کرتے ہو۔

اس مناظرہ کے چند روز بعد ایک دن حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ کہ اتنے میں حضرت شیخ سیف الدین رضی اللہ عنہ بھی آئے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے سخت ناراض ہو کر شیخ صاحب کو فرمایا کہ جیسا سلوک تم نے مجھ سے کیا ہے اگر کوئی یہودی یا نصاریٰ ہوتا تو کبھی مجھ سے ایسی بدسلوکی سے پیش نہ آتا۔ والدہ صاحبہ نے اپنا سر ننگا کر کے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ

عنہ کے قدموں پر رکھ دیا کہ برائے خدا سیف الدین کو بچالو! کیونکہ وہ تمہاری غیرت کی تاب نہیں لا سکتا۔ حضرت شیخ نے بھی معافی مانگی اور عرض کیا کہ استغفر اللہ میں ہرگز آپ پر بد اعتقاد نہیں بلکہ آپ کو حضرت عروۃ الوثقٰی کی بجائے جانتا ہوں صرف میں نے سنا تھا کہ آپ اپنے آپ کو حضرت عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہ سے افضل کہتے ہیں اس لیئے قدرے کشیدگی وقوع میں آئی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ آپ سے کسی نے جھوٹ کہا ہے میں نے ایسا کبھی نہیں کہا اور نہ ہی میرا عقیدہ اس قسم کا ہے۔

میرے (مصنف) جد امجد کواکب دریہ میں لکھتے ہیں کہ میں اپنے چچا حضرت شیخ سیف الدین کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت شیخ نے فرمایا کہ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے بعد طینت واصالت محمدی اور قیومیت کسی کو نصیب نہیں۔ حضرت خواجہ محمد نقشبند جو اپنے آپ کو قیوم وقت کہتے ہیں۔ اور اپنے میں طینت محمدی کا ہونا بتلاتے ہیں۔ ہماری کشف اسے تسلیم نہیں کرتی۔ ہماری کشف میں بھی ایسی باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ لیکن ہم اس معاملے میں اپنی کشف پر بھروسہ نہیں کرتے کیونکہ ایسا کرنے میں حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کی سراسر مخالفت ہے۔

میں نے کہا" آپ فرماتے ہیں کہ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے بعد طینتِ محمدی اور قیومیت کسی کو نصیب نہیں لیکن خود حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت حجۃ اللہ کو قیومیت اور حضرت مروج الشریعت کو طینت محمدی کی خوشخبری کو اپنے ہاتھ سے لکھا ہے چنانچہ وہ دستخط میرے پاس موجود ہیں۔ اور یہ جو آپ نے فرمایا ہے۔ کہ ہم حضرت حجۃ اللہ کے کشف کو تسلیم نہیں کرتے۔ خود عروۃ الوثقٰی نے آنجناب کے مکاشفات کے بارے میں فرمایا ہے۔ کہ آپ کے مکاشفات کو تصدیق کی ضرورت نہیں۔ لیکن پھر بھی تصدیق در تصدیق کرتا ہوں کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم ایسی ویسی باتیں کرتے ہو۔" پھر حضرت مروج الشریعت کے دستخط

حضرت شیخ آدم کے ہاتھ منگا کر دکھائے۔ پھر شیخ صاحب نے پوچھا کہ کیا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت حجۃ اللہ کو بھی قیومیت کی خوشخبری دی ہے میں نے کہا "ہاں!" بعد ازاں حضرت شیخ نے پوچھا کیا شیخین بکرم طینت و قیومیت کے حقدار ہیں۔ ان شیخین سے مراد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اور مروج الشریعت ہیں۔

حضرت محمد صبغۃ اللہ کی رائے

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میرے بھائی میری قیومیت کا انکار کریں گے تو میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے عرض کرتا کہ یہ خوشخبری مجھے ان کے روبرو عطا فرمائے۔ تاکہ ان کا اختلاف جاتا رہتا۔

ایک روز حضرت محمد صبغۃ اللہ نے لوگوں کو فرمایا کہ اگر میرے بھائی خواجہ محمد نقشبند اپنے آپ کو قطب الاقطاب کہیں تو ہم ماننے کو تیار ہیں لیکن قیومیت بڑا منصب ہے اسے ہم تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ ایک شخص نے یہ بات حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ تک پہنچائی۔ آنحضرت نے فرمایا قطب الاقطاب کہنا بھی جھوٹ ہے۔ لیکن آخر میں حضرت محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو فرمایا کہ جو کچھ بھائی صاحب محمد نقشبند اپنے امور باطنی کی نسبت فرماتے ہیں اُسے تسلیم کرنا چاہیئے کیونکہ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ نے آپ کو تمام اولیائے اُمّت سے افضل فرمایا ہے۔

حضرت محمد صدیق رضی اللہ کے ایک خاص مرید کا بیان ہے کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے ایک مرید سے میرا جھگڑا ہو پڑا۔ میں نے حضرت محمد صدیق کو قطب الاقطاب لکھا ہوا تھا۔ اور اس نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو۔ جب میرے پیر کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو مجھے جھڑک کر فرمایا کہ قطب الاقطاب اور امام برحق حضرت حجۃ اللہ ہیں۔ جاؤ اس جھگڑے سے توبہ کرو اور جو کچھ حضرت حجۃ اللہ فرماتے ہیں اسے بلا تامل قبول کرو۔

حضرت محمد صدیق کے فرزند شیخ عبدالباقی نے مجھ (مصنف) سے بیان کیا کہ ایک روز میں نے اپنے والد بزرگوار کے سامنے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو "چچا" کہہ کر پکارا تو میرے والد ماجد نے ناراض ہوکر میرے منہ پر دھپڑ مارا۔ اور فرمایا کہ تم انہیں چچا کہتے ہو میں تو انہیں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی بجائے جانتا ہوں۔ اور جو کچھ وہ اپنے کمالات باطنی بیان کرتے ہیں میں تسلیم کرتا ہوں۔

حضرت محمد اشرف رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو قیوم زمان تسلیم کیا حتیٰ کہ اپنے فرزندوں کو تربیت کے لیئے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔

حضرت محمد اشرف کے فرزند شیخ محمد شافی الحال نے مجھ (مصنف) سے بیان کیا کہ میرے والد ماجد نے ہم بھائیوں کو فرمایا کہ تم حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں جاکر کمالات باطنی حاصل کرو کیونکہ وہ قطب الاقطاب اور قیوم زمان ہیں ہم سارے بھائی اپنے والد ماجد کے حسب الارشاد حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوکر شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے پھر جو کچھ دیکھا سو دیکھا مقصدِ اعلیٰ کو حاصل کیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد کیا چھوٹے، کیا بڑے سبھی نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی قیومیت کو تسلیم کیا۔ اور آنحضرت کے مرید بنے سرہند کے بڑے بڑے شیخ آنحضرت کی نعلین مبارک کو ہاتھ میں لے کر پا پیادہ آنحضرت کی سواری کے ساتھ چلنے کو فخر کی بات سمجھتے ہیں۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ
کی قیومیت پر مشائخ سرہند کا اتفاق

مقاماتِ نقشبندیہ میں لکھا ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے سب سے چھوٹے فرزند حضرت شاہ جیو فرماتے تھے کہ ایک روز میں صبح کے وقت حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے ساتھ مراقبہ میں بیٹھا تھا کہ آنحضرت نے مجھ پر ظاہر ہو کر فرمایا کہ خواجہ محمد نقشبند اس اُمت کے تمام اولیاء سے افضل ہیں اور کمالات و قربِ الٰہی میں میرے برابر ہیں۔ جا کر اُن کی قیومیت کو تسلیم کرو۔ اور اُن سے اپنے حق میں دعا کراؤ اور توجہ باطنی کے لئے درخواست کرو۔

حضرت شاہ جیو نے یہ واقعہ دیکھ کر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حرف بحرف بیان کیا اور فرمایا کہ میں آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی بجائے جانتا ہوں۔ آپ کو طینت و اصالتِ محمدی حاصل ہیں۔ قیوم وقت ہیں۔ میں امیدوار ہوں کہ آپ میرے حق میں دعا اور توجہ باطنی فرمائیں گے۔ حضرت شاہ جیو رضی اللہ عنہ صبح و شام حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے حلقہ میں شامل ہو کر فیض باطنی حاصل کرنے لگے جو آداب حضرت عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہ کے بجالاتے تھے۔ اسی طرح حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں بجالاتے تھے۔ اپنے فرزندوں کو لاکر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس مرید کرائے اور عرض کیا کہ میرے فرزند آپ کے غلام ہیں ان پر نظر عنایت فرمائیں آنحضرت نے فرمایا کہ یہ میرے بھائی ہیں۔ انشاء اللہ میں حتی المقدور ان کو مرتبہ کمال پر پہنچاؤں گا۔ آخر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے حضرت شاہ جیو کے فرزندوں کی

باطنی تربیت کو مکمل کر کے خلافت مطلق عنایت فرمائی۔

حضرت شاہ جیو کی تمام اولاد حضرت حجۃ اللہ کی مرید ہے اور آنجناب کی محبت میں بے اختیار ہے حضرت شاہ جیو لوگوں کو بآواز بلند فرمایا کرتے تھے کہ میں حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی جگہ جانتا ہوں اور آنجناب سے فیض باطنی حاصل کرتا ہوں۔

مؤلف روضۃ القیومیہ کے والد کا الہامی نام

اسی سال حضرت شیخ محمد ہادی کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ کواکب دریہ میں لکھا ہے کہ جس رات یہ لڑکا پیدا ہوا۔ اس رات حضرت حجۃ اللہ کو الہام ہوا۔ کہ تمھارے بھتیجے کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اس کا نام احمد رکھنا۔ کیونکہ یہ بہت عزیز الوجود ہیں۔ آنجناب نے اس فرزند کا نام الہام کے مطابق حسن احمد رکھا اور ابو العباس کنیت اور بدرالدین لقب مقرر فرمایا۔ مؤلف کتاب اسی حسن احمد کا کمترین فرزند ہے۔

شیخ عبدالاحد کی ایک کتاب

اسی سال شیخ عبدالاحد سعیدی نے ایک رسالہ حضرت حجۃ اللہ کی قیومیت کے اثبات میں تصنیف کر کے آنحضرت کی نظر فیض اثر میں گذارا۔ شیخ صاحب نے اس رسالے میں اثبات قیومیت کے لیئے نہایت قوی دلائل و براہین بیان فرمائیں جنھیں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے پسند فرمایا۔

اس رسالے میں پہلی دلیل یہ درج تھی کہ جو لوگ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد کسی میں طینت محمدی کے ہونے کا انکار کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ کیونکہ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ نے بہت سے آدمیوں کے سامنے حضرت مروج الشریعت کو طینت محمدی کی خوشخبری دی۔ جو حضرت مروج الشریعت نے اپنے دست مبارک سے لکھی ہے۔ جب ایک شخص کو یہ مقام حاصل ہو سکتا ہے۔ تو مناسب اور

ضروری ہے کہ حق تعالیٰ کسی اور کو بھی اپنے فضل وکرم سے اس نعمت سے سرفراز فرمائے۔ خاص کر ایسے شخص کو تو ضرور حاصل ہونی چاہیئے۔ جسے خود حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ اپنے سے افضل جانتے ہوں اور زبان مبارک سے قطب الاقطاب اور قیوم روزگار فرماتے اور جس کی نسبت حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہو کہ تمھارے مکاشفات کی تصدیق کی ضرورت نہیں۔ لیکن پھر بھی تصدیق در تصدیق کرتا ہوں قیومیت کی خوشخبری طینت محمدی واصالت پر موقوف ہے۔ سو وہ اس کی نعمت بھی خلوت میں آنجناب کو خوشخبری عطا ہوئی پس ایسا بزرگ کیونکر جھوٹ کہہ سکتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو طینت واصالت محمدی اور قیومیت عنایت فرمائی۔

حضرت حجۃ اللہ کی قیومیت پر چالیس علماء نے کتابیں لکھیں

اسی سال اور آدمیوں نے بھی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی قیومیت کے اثبات میں مختلف رسائل تصنیف فرمائے ان میں سے ایک میرے (مؤلف) جد امجد نے بھی تصنیف فرمایا۔ کہتے ہیں چالیس رسالے لوگوں نے حضرت حجۃ اللہ کی قیومیت کے اثبات میں لکھے۔ جو قیومیت کے ساتویں سال سے شروع ہو کر نویں سال میں ختم ہوئے۔ اسی واسطے اس سال میں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ جب قیومیت کے منکروں نے یہ رسائل دیکھے تو تمام دم بخود رہ گئے۔ انکار سے باز آئے اور آنجناب کی قیومیت کے معتقد ہوئے۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ دامن کوہ کی سیر کو گئے

اس سال حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ تفریح طبع کے لئے سیر کے لئے دامن کوہ میں تشریف لے گئے آنجناب کے چچوں کے اکثر بیٹے مثلاً شیخ عبد الاحد اور شیخ خلیل وغیرہ اور حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے فرزند آنحضرت کی سعادت انتساب رکاب کے ہمراہ تھے۔

میرے (مصنف) جدامجد کوکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک روز دامن کوہ کی سیر کرتے ہوئے صبح کی نماز کے بعد دیر تک مراقبہ کرنے کے بعد لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آج حضرات انبیاء نے تشریف لا کر مجھ پر بدرجہ غایت مہربانی کر کے فرمایا کہ ہم تمھاری محبوبیت دیکھنے کے آئے ہیں۔ کیونکہ حق تعالےٰ نے تمھیں محبوبیت ذاتی کمال انفعالی عنایت فرمائی ہے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ دامن کوہ کی سیر کے دوران میں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان دنوں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز تشریف فرمایا ہوتے ہیں۔ حد سے زیادہ مہربانی کرتے ہیں سفر حجاز کی سخت تاکید فرماتے ہیں اور از روئے لطف وکرم فرماتے ہیں کہ محمد نقشبند میں تمھارے لینے کے لئے آیا ہوں تمھیں اس سفر میں برکت و نعمت بہت نصیب ہو گی۔

سید الانبیاء کی تشریف آوری

کہتے ہیں، متواتر تین مہینے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہر روز تشریف فرما ہو کر سفر حجاز کی تاکید مزید فرماتے رہے اور ان دنوں دوسرے انبیاء و رسُل بھی تشریف فرما ہو کر بہت بہت عنایت فرماتے رہے۔ چنانچہ ایک روز عصر کی نماز کے بعد فرمایا کہ

آج حضرت موسےٰ علیہ السلام نے بہت سے انبیاء اور رسولوں سمیت تشریف فرما ہو کر مجھ پر بہت بہت عنایت کیں۔ اور فرمایا کہ حکم الٰہی یوں ہے کہ آپ جلدی عرب کا رُخ کریں کیونکہ وہاں پر آپ کے لیئے بہت سی نعمتیں تیار ہیں۔ ان دنوں تمام اولیائے اُمت حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تشریف فرما ہوتے۔ کیونکہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم ہر روز ازراہ کرم و بندہ نوازی تشریف فرما ہوتے تھے۔ اس لیئے تمام انبیاء اور اولیاء بھی ازراہ لطف و کرم قدم رنجہ فرماتے تھے۔

ان دنوں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک مخلص کے نام حسب ذیل مضمون کا ایک رقعہ لکھا:

"الحمد للہ والسلام علےٰ رسولہ۔ آج کل یہ فقیر سیر کے لیئے دامن کوہ میں آنکلا ہے یہاں پر جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے تشریف فرما ہو کر حد سے زیادہ مہربانی فرمائی۔ اور تاکید مزید فرمائی کہ سفر حجاز اختیار کرو بلکہ ازراہ بندہ نوازی ہر روز تشریف فرما ہوتے ہیں۔ لاانتہا عنایات کر کے اس سفر کی بہت بہت برکتیں بیان فرماتے ہیں اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ محمد نقشبند ہم تمہارے لینے کے لیئے آئے ہیں"

اس سفر کی ایک برکت تو یہی تھی کہ حضرت سید المرسلین نے حضرت قیوم ثالث کو اپنی خاص نسبت کا القا فرمایا جس کے سبب حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے جو کمالات محمدی کے مظہر اتم ہوئے جیسا کہ انشاء اللہ عنقریب ہی ذکر کیا جائے گا۔

القصہ بعض مواقعات کی وجہ سے سفر حجاز میں توقف ہوا تو ہر روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سفر کے بارے میں تاکید مزید فرماتے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا کہ آج جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ وسلم نے تشریف فرما ہو کر ازراہ کرم فرمایا کہ محمد نقشبند!

تین مہینے سے متواتر ہر روز میں تمہارے لینے کے واسطے ہندوستان آتا ہوں جلدی سفرِ حجاز کی تیاری کرو" حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ دیکھ کر بہت جلدی سرہند پہنچ کر سفرِ حجاز کی تیاری کی اور حرمین الشریفین کی طرف متوجہ ہوئے۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ کا سفرِ حج

اور اورنگ زیبؒ کی تجدید بیعت

جب حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت حجۃ اللہ کو سفرِ حجاز کی بہت تاکید کی تو آنجناب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق دامنِ کوہ کی سیر سے سرہند واپس آکر اسبابِ سفر کی تیاری میں مشغول ہوئے۔ کئی ہزار آدمی اس سفر میں آپ کے ساتھ جانے کو تیار ہوئے۔ اگرچہ سفر کے موانعات بہت تھے۔ مثلاً کمزوری بدن، قلتِ زادِ راہ، لیکن آنحضرت نے ان باتوں کی ذرا پرواہ نہ کی اور سفرِ حج کے لئے پورے طور پر کمربستہ ہو گئے۔ اور لوگوں کو برملا کہہ دیا کہ جو شخص حج کرنا چاہتا ہے وہ ہمارے ساتھ ہولے۔ اور زادِ راہ کی قلت کا کچھ خیال نہ کرے۔ میں خود زادِ راہ دوں گا۔ اس لئے بے شمار لوگ آپ کے ساتھ ہوئے۔

آنحضرت نے پہلے ارادہ کیا کہ خشکی کی راہ سفر کریں لیکن عالمگیر بادشاہ نے خواہش کی کہ دکن کی راہ حج کو تشریف لے جائیں۔ آنجناب نے اس خواہش کو قبول کر کے دکن کی راہ جانا اختیار فرمایا۔ آنجناب نے گھر کا تمام مال اسباب زیور فروخت کر کے ان فقراء و مساکین کو بانٹ دیا۔ جو سفرِ جہاز کا ارادہ رکھتے تھے۔ کئی ہزار روپیہ

آنحضرت کی والدہ ماجدہ نے دیا جو شاہجہان آباد تک پہنچنے کے لئے کافی تھا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بہت سے پوتے مثلاً شیخ عبد الاحد اور شیخ خلیل اللہ وغیرہ اور حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے فرزند شیخ محمد پارسا بھی اس سفر میں آنحضرت کے ہمراہ تھے۔

سفرِ حج میں سات ہزار ساتھی

کہتے ہیں کل سات ہزار آدمی حج کے سفر میں آپ کے ساتھ تھے۔ جن میں سے چار سو بڑے بڑے علماء اور مشائخ تھے۔ ان میں سے دو سو حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے خلفاء تھے۔ جو سرہند سے سفرِ حج کے ارادہ سے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ جب سلطان ہند محمد اورنگ زیب عالمگیر نے آنجناب کی تشریف آوری کی خبر سنی تو چونکہ حضرت مروج الشریعت کے فرمان کے مطابق پہلے ہی سے اُسے آنحضرت کے دیدار فائض الانوار کا اشتیاق بدرجہ غایت تھا جیسا کہ اس سے پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ اس لئے سنتے ہی اپنے بڑے بڑے امراء کو پہلے ہی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا اور خود بھی بارہ میل تک آنحضرت کا استقبال کیا۔ نہایت تعظیم و تکریم سے شہر میں لا کر خاص قلعہ میں اتارا۔ بادشاہ نے پہلی ہی ملاقات میں تجدید بیعت کی اور صبح و شام آنحضرت کے حلقہ میں شامل ہونے لگا۔ اکثر امیر اپنے تمام لشکر سمیت آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ آنجناب کے حلقہ میں صبح و شام کئی ہزار افراد کا مجمع ہوتا تھا۔

کہتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس قدر صوفی۔ سالک اور فقراء حاضر ہوتے کہ شاہی قلعہ میں (حالانکہ وہ اس قدر وسیع ہے) گنجائش نہ رہتی۔ سلطنت کے ارکان بوجہ کثرتِ افراد کاروبار نہ ہو سکنے سے تنگ آ گئے۔ بادشاہ نے اُن کے لئے الگ خیمے نصب کرائے۔ جہاں پر وہ عدالت کی کارروائی کرتے

تھے۔ قلعہ کے اکثر محل اور کمرے آنحضرت کے خلفاء اور مریدوں سے پُر تھے چالیس ستونوں والے محل میں بادشاہی عام دربار ہوتا تھا۔ اس کے سامنے ایک وسیع میدان تھا۔ یہاں پر آنحضرت صُبح کے وقت حلقہ کرتے۔ اور قریبًا دوپہر تک وہاں بیٹھے رہتے تمام غربا اور مساکین آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ بادشاہ اپنے امیروں سمیت عام آدمیوں کی طرح انہی میں بیٹھا رہتا۔

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے حضور میں ادنیٰ واعلےٰ اور امیر و غریب بادشاہ فقیر سبھی یکساں تھے۔ آپ کبھی بادشاہ کی تعظیم بجا نہ لاتے۔ ظہر کی نماز قلعہ کے اندر کی سنہری مسجد میں ادا کر کے حیات بخش باغ میں تشریف لے جاتے۔ یہ باغ دیوانِ خاص کے محاذی کا بنا ہُوا ہے شام کا حلقہ وہیں کرتے۔ اور آدھی رات تک آپ اِسی باغ میں بیٹھے رہتے لیکن نمازیں سنہری مسجد میں ادا کرتے۔ کیونکہ وہ مسجد باغ کے پاس ہی ہے ان دِنوں شاہی قلعہ گویا ایک خانقاہ تھی۔ اکثر غربا مساکین اور فقراء بلا تکلف خاص سلطانی محلوں میں جہاں بڑے بڑے امیروں کو جانا نصیب نہیں ہوتا تھا۔ جاتے تھے۔ اور بادشاہ بھی انھیں کے ساتھ برابر درجے پر بیٹھتا۔ بادشاہ اور ایک عاجز مفلس کی جائے نشست میں کوئی تمیز نہ تھی۔

ایک روز بادشاہ نے حضرت ابوالعلی سے جنہوں نے برقعہ اوڑھا ہوا تھا خواہش ظاہر کی۔ کہ مجھ سے ہمکلام ہوں لیکن آپ نے ذرا توجہ نہ فرمائی۔ آخر جب اس کی خواہش انتہا کو پہنچ گئی۔ اور حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا کہ کوئی بات کرو۔ تو صرف سورۃ فاتحہ پڑھی جو بادشاہ نے سُنی۔ چند روز شاہجہان آباد میں رہ کر عرب جانا چاہا لیکن بادشاہ حیلہ اور عذر پیش کرتا آج کل کرتا رہتا۔ حتیٰ کہ قریبًا ایک سال گذر گیا۔ آخر آنحضرت اس کے حیلے اور عذر کو رد کر کے حرمین الشریفین کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ دہلی سے

دیارِ حبیب کو روانہ ہوئے

جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے شاہجہان آباد سے عرب جانے کا ارادہ کیا۔ تو کئی ہزار شاہی آدمیوں نے تارک الدنیا ہو کر سفر حج کا پختہ ارادہ کر لیا۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شاہجہان آباد میں حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں بطور نذر و نیاز اسقدر زر و جواہر اور نقد و جنس اکٹھا ہوا کہ جس کا اٹھانا مشکل تھا بادشاہ نے ایک ہزار سوار آنجناب کے ہمراہ کیے۔ اور راستے میں جتنے حاکم اور افسر پڑتے تھے سب کے نام احکام لکھے کہ تم سب آنحضرت کے استقبال کے لیے آؤ اور نہایت عمدہ طریقے سے لوازماتِ مہمان داری بجالا کر اپنی حدود سے دُوسری حد میں چھوڑ آؤ۔

راستے میں جس گاؤں یا شہر، قصبہ سے آنحضرت کا گذر ہوتا وہاں کے حاکم اپنی حد تک استقبال کے لئے حاضر خدمت ہوتے۔ اور مہمانداری کی شرطیں بطریق احسن بجالا کر دُوسری حد تک وداع کر آتے۔ ان میں سے اکثر اپنے جاہ و حشم کو چھوڑ کر آپ کے ساتھ ہو لیتے۔ اسی طرح دوسری حدود کے لوگ سلوک کرتے۔ کہتے ہیں سرہند سے لے کر سمندر کے کنارے پہنچتے تک ستائیس ہزار (۲۷۰۰۰) آدمی حج کے ارادہ سے آنحضرت کے ہمراہ ہو گئے۔ غیاث خاں والیٔ بندر سورت آنحضرت کا مرید ہوا۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غیاث خاں آنحضرت کی خدمت میں نیاز کے طور پر بے شمار نقد و جنس اور جواہرات لایا چنانچہ جنس اور جواہرات کو چھوڑ کر ایک لاکھ اشرفی اور

تین لاکھ روپیہ نقد پیش کیا بعدازاں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ جہاز پر سوار ہوئے۔ بادشاہ نے سات جہاز آنجناب کی نذر کئے تھے۔ چار جہاز خود آنحضرت نے کرایہ پر لئے۔ ہندوستان کے دو سو رئیس اور امیر جن کے پاس اپنے سینکڑوں آدمی تھے۔ آنحضرت کے ساتھ تھے۔ دو ہزار علماء و مشائخ تھے۔ ان دو ہزار میں سے تین سو اس قسم کے تھے جنکے ہزاروں مرید صاحبِ باطن اور شاگرد تھے۔

کہتے ہیں اس سفر میں بہت سے رافضی دنیاوی مال کی خاطر اپنے مذہب کو چھپاکر آنحضرت کے مرید ہوئے اور سفرِ حج میں آپ کے ساتھ ہوئے۔ لیکن آنحضرت نے ان رفض کو نورِ قیومیت سے معلوم کر کے فرمایا کہ اس سفر میں ہمارے ساتھ بعض خلاف مذہب آدمی بھی ہیں دیکھئے اُن کی وجہ سے کیا بلا پیش آتی ہے؟ واقعی مصیبت پیش آئی۔ چنانچہ جب جہاز بندر سورت سے عرب کی طرف روانہ ہوئے تو چند روز بعد بادِ مخالف چلی جس نے رافضیوں کو مسقط میں جو جائے خوارج ہے پھینک دیا اور اس سے اہل سنّت و جماعت کو بھی تکلیف ہوئی۔

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے جہاز

طوفانوں کی زد میں

جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے جہاز سورت بندرگاہ سے روانہ ہوئے تو ان جہازوں میں بعض رافضی بھی تقیہ کر کے اور اپنے مذہب کو چھپا کر آنجناب کے ہمراہ ہو گئے تھے۔ ان کے سبب ہر روز رافضیوں اور اہلِ سنّت و جماعت میں

تکرار ہوتی۔ اہلِ سُنت انھیں رافضی کہہ کر گالی دیتے۔ اور وہ اس بات سے انکار کرتے حتیٰ کہ ایک روز سحری کے وقت ایک رافضی نے اصحابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی اہانت کی جو ایک اہلِ سُنت وجماعت نے سُن کر اسے لعنت ملامت کی اور آنحضرت کی خدمت میں پکڑ لایا۔ اس رافضی نے آکر اپنے ایمان کی قسم غلیظ کھائی کہ میں نے یہ بات نہیں کہی۔ ابھی یہی باتیں کر رہے تھے کہ بادِ مخالف چلی اور سمندر میں ایک طوفانِ عظیم برپا ہوا۔ لوگ رونے چلّانے لگے۔ اور ان رافضیوں کو ملامت کرنے لگے کہ تمھاری شامتِ اعمال سے یہ آفت ہم پر نازل ہوئی ہے۔

لوگوں نے آنحضرت کی خدمت میں آکر عاجزی کی اور اس بلا کے دفعیہ کے لئے التماس کی۔ آپ نے ہاتھ اٹھا کر دیر تک دعا مانگی اور لوگوں کو فرمایا کہ اللہ تعالےٰ ہمیں اس تکلیف سے تو بچالے گا۔ لیکن کچھ مدّت اور ایک قسم کی سختی میں مبتلا رہیں گے۔ لوگوں کو اس خوشخبری سے قدرے تسلّی ہوئی۔ طوفان بھی ایک گھڑی بعد تھم گیا۔ ملاح وغیرہ طوفان کی شدّت کے باعث حواس باختہ ہو رہے تھے۔ عرب کی راہ سے ہٹ گئے۔ جہازوں کو ہوا کسی اور طرف نکال لے گئی۔ جو عرب کی راہ سے بہت دور تھی۔ چنانچہ دو مہینے تک جہاز ہوا کے رُخ چلتے رہے لیکن اس عرصے میں کسی جزیرہ یا آبادی کا نشان تک نہ تھا لوگ بہت گھبرائے کہ دیکھیئے جہاز کہاں جاتے ہیں؟ انھیں اس بات کا ڈر تھا۔ کہ خدانخواستہ اگر جہاز تاریکی میں جا نکلا تو سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے۔

جہاز کی تکلیف سے بہت سے آدمی بیمار ہو گئے۔ چنانچہ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے بڑے فرزند حضرت ابوالعلی بھی بیمار ہو گئے۔ اور مرض کی شدت اس درجہ ہوئی کہ زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی۔ لوگ آپ کی موت کے منتظر تھے۔ ایک رات جب مرض کا حد سے زیادہ غلبہ ہوا۔ اور اسہال وپیچش اور قے کا زور ہوا۔ تو آدھی رات کے قریب غشی طاری ہوئی۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرزندِ عزیز کو گود میں لئے بیٹھے

تھے اور بوعلی جو اطبائے وقت کا سردار تھا آنحضرت کے ہمراہ تھا اُسے بلاکر آنجناب نے فرمایا کہ جو علاج تمہیں معلوم ہے کرو کیونکہ تمام دوائیں ہمارے پاس موجود ہیں۔ اگر کوئی اور دوا درکار ہو تو مُلاحوں سے لے لو!۔ بوعلی نے عرض کیا کہ اس مرض کا کوئی علاج نہیں یہ عنقریب فوت ہو جائے گا۔ آنجناب نے اسے فرمایا کہ جا چلا جا! ہم حکیم الاطلاق اللہ تعالیٰ سے اپنی احتیاج عرض کریں گے۔ چنانچہ آپ نے اپنے فرزندِ بزرگ کے لیے توجہ کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے شفائے کلی عنایت فرمائی۔ اور مرض کا نام و نشاں تک باقی نہ رہا۔

جب بوعلی نے صبح آکر دیکھا کہ حضرت ابوالعلی کو شفائے کُلی حاصل ہے تو لوگوں نے بوعلی سے پوچھا کہ آپ تو فرماتے تھے کہ یہ مرض لاعلاج ہے۔ یہ کیونکر تندرست ہو گئے؟ اس نے کہا یہ شفا حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی توجہ سے ہوئی ہے۔ ورنہ میں تو اس فکر میں تھا کہ چند دن پہلے مقیم خاں کی والدہ اسی مرض سے جہاز میں فوت ہو گئی تھی جسے کفن بھی نصیب نہیں ہوا۔ بوریئے میں لپیٹ کر سمندر میں پھینک دی گئی۔ انھیں بھی سمندر میں پھینک دیا جائے گا۔

جہاز یمن کے کنارے جا پہنچے

القصّہ چند روز بعد جہاز یمن کے علاقے کے قریب آگئے۔ حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم عراق کی طرف جائیں گے۔ کیونکہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اکثر تشریف فرما ہو کر اس بات کی خواہش کرتے ہیں کہ ہمارے فاتحہ کے لیے آئیں! انشاء اللہ حج سے فارغ ہو کر اس طرف سے گذریں گے۔

ابھی اسی گفتگو میں تھے کہ بادِ مخالف چلی اور طوفانِ عظیم برپا ہوا۔ لوگوں نے آہ و زاری کی اور چیخنا چلاّنا شروع کیا۔ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عجز و زاری کی۔ آپ نے اس بلا کے دفعیہ کے لیے توجہ فرمائی دیر تک مراقبہ کرنے کے بعد فرمایا۔ کہ

اللہ تعالےٰ تمہیں اس مصیبت سے نجات بخشے گا۔ ابھی ایک لمحہ نہ گذرنے نہ پایا تھا کہ طوفان تھم گیا لیکن ہوا نے جہاز کو ایک اور طرف ڈال دیا جو حجاز کے راستے سے بہت دور تھا۔ چند روز بعد دو بہت ہی اونچے ستون دو کوس کے فاصلے پر نظر آئے۔ لوگوں نے خیال کیا شاید کوئی جزیرہ ہے۔ قریب پہنچے تو دیکھا کہ پانی میں ستون کھڑے ہیں۔ بلکہ جہاز کا راستہ بھی اِن دو ستونوں کے درمیان میں سے ہے۔ سارے جہاز ان کے درمیان سے گذر گئے جب رافضیوں کا جہاز گذرنے لگا تو وہ دونوں ستون اس پر آگرے اور جہاز سمیت غرق ہو گئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ کوئی ستون نہیں تھے بلکہ کسی سمندری جانور کے کانٹے تھے۔

مسقط کی بندرگاہ پر چند روز بعد جہاز مسقط کی بندرگاہ کے قریب پہنچے لوگوں کی یہ رائے ہوئی کہ کچھ روز مسقط میں ٹھہرنا چاہیئے۔ آخر بندرگاہ مذکور پر اُترے۔ چونکہ مسقط عراق و بغداد کے گرد و نواح میں ہے آنحضرت نے فرمایا کہ میرے بھائی غوث الاعظم مجھے اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ چنانچہ آپؓ نے بغداد پہنچ کر فاتحہ پڑھی۔

کواکب دریہ میں لکھا ہے کہ اِس طوفان میں اہلِ جہاز حد سے زیادہ سختی گذری مسقط میں اتر کر اور بھی مصیبت پیش آئی۔ بہت سے بیمار ہوئے تین سو زیادہ تو جہاز سے اترتے ہی ہلاک ہو گئے بعدازاں وبائے عظیم پھوٹ پڑی ہر روز آنحضرت کے بہت سے رفیق مرجاتے تھے۔ تاریخ مناقب نقشبندی جو حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے اور حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے والدِ بزرگوار حضرت ابوالعلی کی تصنیف ہے اور جس میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی ولادت سے لے کر چھبیسویں سالِ قیومیت تک کے حالات مندرج ہیں۔ خصوصاً اس سفرِ حج کے حالات تو نہایت تفصیل سے لکھے ہیں۔ اور اِن مصیبتوں اور بلاؤں کا تفصیلاً بیان کیا ہے۔ اس کتاب میں اس سفر کے مفصّل

حالات کی گنجائش نہیں۔

قیام مسقط میں تکالیف

تاریخِ نقشبندی میں لکھا ہے کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ جب سے جہاز میں سوار ہوئے تھے فرماتے تھے کہ جہاز سے اُتر کر اہلِ جہاز پر سخت مصیبت نازل ہو گی۔ خاص طور پر ان دو چھوٹے بچوں کو تو مرضِ موت لاحق ہو گا۔ یہ بالضرور دُنیا سے کوچ کر جائیں گے ان کی والدہ پر بھی مصیبت کا نازل ہونا معلوم ہوتا ہے۔

واقعی ایسا ہی ہوا۔ لوگوں پر سختی اور مصیبت نازل ہوئی چنانچہ موت اور بیماری لوگوں میں عام ہو گئی۔ آنحضرت کے اہلِ بیت کو سخت بیماری کا سامنا کرنا پڑا۔ ان تمام مصیبتوں کے علاوہ بڑی سختی یہ تھی کہ مسقط کے خارجی حد سے زیادہ تکلیف دیتے تھے خرید و فروخت میں چیزیں بیچتے مہنگی اور لیتے سستی۔ حتیٰ کہ دس گُنی قیمت لیتے اور دسواں حصہ قیمت دیتے تھے۔ بیمار لوگ جب ان سے دوا لینے جاتے تو مخالفِ مرض دوا دیتے جس سے اُلٹی تکلیف بڑھ جاتی۔ اس وجہ سے بھی بہت لوگ ہلاک ہوئے۔ بعض جو کسی ضروری کام کے لئے کہیں جاتے تو خارجی اُنہیں مار پیٹ کرتے اور طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتے تھے اور جناب پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت اور حضرت علی حضرت فاطمہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم کو کُھلم کُھلا گالی بکتے اور حد سے زیادہ لعن طعن کرتے تھے۔ اس معاملے پر ہر روز اہلِ سُنت وجماعت اور خوارج میں جنگ ہوتی۔ اہلِ سُنت وجماعت بہت سے خارجیوں کو قتل کرتے اور کچھ اہلِ سُنت وجماعت کے بھی شہید ہو جاتے۔

ایک روز آنجناب کا خاص مرید شہید ہوا تو طرح طرح کے کھانے پکا کر اس رُوح کو بخشنے لگے۔ ان خارجیوں کی عادت و رسم ہے کہ ایک مقررہ دن جنگل میں حضرت امام حسین کا بُت تیار کر کے منبر پر کھڑا کرتے ہیں اور اس پر پتھر برساتے ہیں۔ اور

آنجناب پر لعن طعن کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے ایسے بُرے عقائد سے اللہ کی پناہ ؎

ترسم ازیں قوم کہ بادرویشاں مے خندند۔۔ برسرکار خرابات کنند ایمان را

مسقط کے خارجیوں سے لڑائی

جن دنوں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ مسقط میں تھے تو خارجیوں کا وہ مقررہ تیوہار بھی آ گیا۔ خارجیوں نے حسبِ روایت وہ کام شروع کیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے بہ سبب حمیتِ اسلامی جہاد کا ارادہ کیا۔ اگرچہ اہل سنت وجماعت تعداد میں تھوڑے تھے۔ اور خارجی زیادہ کیونکہ وہ ان کا ملک تھا۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے اکثر ہمراہی بیمار تھے اور بہت سے مر چکے تھے لیکن آنجناب نے ان باتوں کی ذرا پروا نہ کی اور باقی ماندہ ساتھیوں کو ساتھ لے کر اس آیت کریمہ کے "کم من فئة قليلة غلبت على فئة كثيرة باذن الله" بسا اوقات تھوڑا لشکر بہت سے لشکر پر بحکم الٰہی غالب آتا ہے پر عمل کر کے سوار ہو کر خارجیوں پر چڑھ آئے۔ یہ ملعون بھی تیر تلوار لے کر مستعد ہوئے بڑے گھمسان کا رَن پڑا۔ ہزاروں خارجی کھیت رہے۔ اور بہت سے اہلِ اسلام بھی شہید ہوئے۔ آخر کار غلبہ اہلِ سُنت وجماعت کا ہوا۔ اور خارجی بر نوکِ دم بھاگ اُٹھے۔ اہل سنت وجماعت نے تیس کوس تک ان کا تعاقب کیا۔ خارجیوں نے اس فاصلے تک دم نہ لیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ فاتح و منصور ہو کر لوٹے۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے۔

خارجیوں نے ایک بار پھر جمع ہو کر جنگ کرنا چاہی لیکن ایسے ذلیل ہو چکے تھے۔ اور اُن کے دلوں پر خوف چھا گیا تھا۔ کہ بغیر جنگ کئے بھاگ اُٹھے۔ اور چُپ چاپ اپنے گھروں میں جا گھسے لیکن اس عرصہ میں اہل سنت وجماعت کے لشکر کی رسد رسانی انھوں نے بالکل بند کر دی فوج اسلام میں قحط پڑ گیا۔ حتےٰ کہ بڑے بڑے آدمیوں کو جَو کی روٹی بھی نصیب نہ ہوتی۔ گھوڑے، گائیں اونٹ وغیرہ مویشی

جو ساتھ تھے۔ ذبح کر کے ان کا گوشت قوت لایموت کے موافق کھاتے۔ بعض اوقات یہ بھی نہ ملتا۔ مریض اور زخمی افراد کے لیئے دوائی بھی میسر نہ ہوتی۔ وہ بدکاریاں کے وقت آکر چوری کرتے۔ جب نوبت یہاں تک پہنچی اور اہل اسلام کا ناک میں دم آگیا تو ان رافضیوں کو جو ہمراہ تھے بہت سرزنش کرنے لگے کہ تمہاری شامت اعمال کے سبب ہم اس بلا میں گرفتار ہوئے۔ حق تعالیٰ نے انکے دلوں کے قفل کھولے وہ کہنے لگے کہ کہ واقعی ہمارا مذہب بُرا ہے۔ ہمیں اب معلوم ہوا ہے کہ ہمارا مذہب باطل ہے۔ اور مذہب اہل سنت و جماعت برحق ہے۔ ہم اس مذہب سے توبہ کرتے ہیں پھر آنحضرت کی خدمت میں آکر دل و جان سے توبہ کی۔ آنحضرت نے ان کے بارے میں فرمایا کہ اب تم صالح ہو گئے ہو۔ پھر وہ سب کے سب آنحضرت کے مرید ہو گئے۔

جب مسلمانوں پر سختی حد سے بڑھ گئی۔ تو سب آپ کی خدمت میں فریاد لے کر آئے کہ برائے خدا توجہ بلیغ فرمائیں کہ مسلمانوں کو اس بلائے عظیم سے نجات ہو یا سب کے سب ہلاک ہو جائیں کیونکہ ہم اس زندگی سے عاجز آگئے ہیں۔ آنجناب کو ان کے حال پر اس قدر رحم آیا کہ آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ تازہ وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کر کے اس مصیبت کے دفعیہ کے لیئے متوجہ ہوئے۔ اور مراقبہ طویلہ کے بعد سر اٹھایا اور فرمایا کہ یہ بلا ترلقمہ مانگتی ہے سو ہم تمہارے عوض اپنے فرزند کو اس بلا کے منہ میں ڈالتے ہیں تاکہ مسلمان اس بلا سے بچ جائیں۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا ہی تھا کہ آپ کے فرزند خواجہ عبدالرحمٰن جن کی عمر سات سال تھی بیمار ہو گئے اور دوسرے دن اس دار فانی سے کوچ کر گئے لیکن وبا پھر بھی لوگوں میں سے پھر بھی نہ گئی۔ پھر خلق خدا آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر داد خواہ ہوئی۔ تو پھر آنحضرت نے اپنے دوسرے فرزند کو خلقت پر فدا کیا۔ چنانچہ آنحضرت کے دوسرے فرزند خواجہ عبدالرحیم جن کی عمر اس وقت پانچ سال کی تھی اُسی روز فوت

ہو گئے. آنجناب دونوں فرزندوں کو وہیں دفن کر کے شکرِ خدا بجا لائے .

کہتے ہیں کہ تین دن کے عرصے میں دونوں مخدوم زادے فوت ہو گئے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو ان دونو فرزندوں سے بڑی محبت تھی اگرچہ آنحضرت سختی میں مبتلا تھے دونو فرزند بھی گذر گئے. اور طرح طرح کی مصیبتیں جھیلیں لیکن بے قرار نہ ہوئے بلکہ مستقل مزاج رہ کر شکرِ الٰہی بجا لاتے رہے. اور اپنے ہمراہیوں کو بھی اللہ کے شکر کی تاکید کرتے تھے. آنحضرت فرماتے تھے کہ یہ بلا ہماری شامت اعمال کا نتیجہ ہے دراصل یہ حق تعالےٰ کا عین فضل و کرم ہے ہم اس مصیبت کو اپنے درجات کی ترقی کا باعث جانتے ہیں.

مخدوم زادوں کی وفات کے بعد بھی وبا میں تخفیف نہ ہوئی تو پھر سارے مسلمان آہ وزاری کرتے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی عالم پناہ بارگاہ میں حاضر ہوئے. اور اس قسم کی بیقراری ظاہر کی کہ زمین و آسمان اور مرغ و ماہی سب ان کی حالت دیکھ کر رونے لگے. حضرت قیوم ثالث نے خلق اللہ کی یہ حالت دیکھ کر بارگاہ الٰہی میں بڑی عاجزی سے عرض کیا کہ اے پروردگار! اگر تیرا ارادہ ان بندوں کو مارنے ہی کا ہے تو میں اپنے آپ کو ان پر فدا کرتا ہوں. مجھے ان کے بدلے لے لے. اور انھیں اس بلا سے خلاصی عنایت کر! - یہ دعا ختم ہوتے ہی آنحضرت امام انام بیمار ہو گئے. اور مرض کا دم بدم غلبہ ہوتا گیا. آنحضرت رضی اللہ عنہ کے فرزندوں کی والدہ ماجدہ بھی بیمار ہو گئیں. وہ تو خدا درجہ لاچار ہو گئیں. جب لوگوں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کو بیمار دیکھا تو جان گئے. کہ آپؓ نے دعا کر کے یہ بیماری خود اپنے سر لی ہے: تاکہ اپنے آپ کو لوگوں پر فدا کریں. بہت گھبرائے اور ننگے سر آنحضرت کے حضور حاضر ہوئے. اور نہایت عاجزی سے عرض کیا کہ ہم اپنی ہلاکت پر راضی ہیں لیکن آنجناب ہمارے سر پر سلامت رہیں. ؎

در ظلِ آفتاب تو آسودہ اند خلق　　یا رب مباد تا بقیامت زوالِ تو

خواہ ہم پر ہزاروں مصائب ہیں لیکن جب آنجناب کی زیارت کرتے ہیں تو سارے رنج وغم فرحت ومسرت میں بدل جاتے ہیں۔ یہ رنج وغم اور محنت ومشقت ہمیں دل وجان سے منظور ہے۔ بشرطیکہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی قیومیت کا سایہ ہمارے سر پر ہے۔ اگر واقعی حق تعالےٰ کا ارادہ ہمیں ہلاک ہی کر دینے کا ہے۔ تو ہم حضرت حجۃ اللہ کے روبرو فوت ہونے کو اپنی سعادت ابدی جانتے ہیں۔ آنجناب ہمارے خاتمہ بالخیر کے لیے دعا کریں اور اپنی توجہ مبارک سے ہمیں قیامت کی سختی سے نجات بخشیں۔

دعائے رفعِ مصائب

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے حضرت ابو العلی اور حضرت قیوم رابع کی والدہ نے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی۔ دعا کی کہ پروردگار! ہم اپنے آپ کو خلق خدا پر قربان کرتے ہیں اپنے ان بندوں کو اس آفت سے نجات دے۔ اور حضرت حجۃ اللہ کو شفا بخش! ہمیں اُن کے بدلے میں لے لے۔ الہام ہوا کہ تمہیں کیونکر اٹھالوں جبکہ تم سے ایک لڑکا ہونا ہے جو کمالات محمدی کا مہتمم اور منصب قیومیت کا خاتم ہوگا۔

آنحضرت کے ہر ایک مرید اور تمام خلقت نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی کہ ہم اپنے آپ کو خلق خدا پر قربان کرتے ہیں لیکن کسی کی دعا قبول نہ ہوئی۔ اور آنجناب کا مرض دم بدم زیادہ ہوتا گیا۔ لوگ یہ حالت دیکھ کر گھبرائے۔ اور چیخنے چلاّنے روئے دھوئے اور ان کی آہ و فریاد سے زمین و زماں کانپ اٹھے۔ چرند پرند ان لوگوں کی حالت پر روئے کروبی فرشتے ان کی بیقراری سے اپنی تسبیح بھول گئے سب نے بارگاہ الٰہی میں اس مخلص گروہ کے حق میں دعا کی۔

اتنے میں رحمتِ الٰہی آپہنچی اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو الہام ہوا کہ ہم نے ان لوگوں کو اس بلا سے رہائی دی اور تمہیں شفا۔ آنجناب نے یہ خوشخبری لوگوں کو سنائی تو شامِ غم صبحِ شادی سے بدل گئی۔ اور مارے خوشی کے پھولے نہ سماتے تھے۔ سب

نے کہا یہ خوشی کے ہماری خلاصی کے لیے نہیں ہے۔ بلکہ آنحضرت کی سلامتی کے لیے ہے اس قدر خوشی ہم اس واسطے کرتے ہیں کہ پروردگار نے اپنا بہت بڑا فضل کیا ہے انشاء اللہ مسلمانوں کا اس بلا سے نجات پانا عنقریب بیان کریں گے۔

قیوم ثالث حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو غیبی بشارتیں

اور بادشاہِ مسقط کی عقیدتمندی

جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو قیومیت کے بارھویں سال لوگوں کی خلاصی اور اپنی شفا کا الہام ہوا۔ تو اللہ کا شکر بجالائے۔ اور لوگوں کو یہ خوشخبری دی تو وہ بھی اللہ کا شکر بجالائے اور اس خوشخبری پر ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے خصوصاً آنحضرت کی شفا کی خبر ہے ان کا وہ سب رنج و غم آرام اور خوشی سے بدل گیا۔ جو لوگ بیمار تھے خوشی سے ان کا مرض جاتا رہا۔ علیٰ ہذالقیاس ہر قسم کا دکھ اور تکلیف اسی خوشی میں بھول گئے۔

اُنہی دنوں فجر کی نماز کے بعد حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آج نزول کیفیت باخیر و برکت ظہور میں آیا۔ اس خاکسار بے مقدار پر غایت مہربانی کر کے آہ وزاری کو قبول فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرتا ہے تم محبوبِ پروردگار ہو تمھیں حق تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی اور قیوم ثانی رضی اللہ عنہم کی طرح تمام اولیائے اُمّت سے افضل کیا ہے۔ اور حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص محبوبیت تمھیں عنایت فرمائی ہے اسی اثنا میں میرے گرد تمام انبیاء ، اولیاء ،

اصفیار ساتوں آسمانوں کے فرشتے اور تمام مخلوقاتِ الٰہی صف بستہ ہیں۔ اور بڑے اشتیاق سے میری طرف دیکھ رہے ہیں مجھے الہام میں فرمایا گیا کہ یہ تمہاری محبوبیت کا نظارہ دیکھنے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس قدر مہربانی ہوئی کہ بیان سے باہر ہے۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد دوسرے روز حضرت قیوم ثالث نے فرمایا کہ آج پروردگار کی طرف سے پھر الہام ہوا ہے کہ تمہارے مریدوں کے علاوہ سات ہزار آدمی جن پر دوزخ واجب ہوگا۔ تمہاری سفارش سے بہشت میں داخل ہوں گے۔

ایک دعوت کا واقعہ

پھر دوگانہ شکر ادا کیا۔ جب کھانے کا وقت ہوا تو فرمایا کہ آج ہم یہ کھانا نہیں کھائیں گے۔ لوگوں نے عرض کیا "حضور! کھانا اور پکایا جائے؟" فرمایا "آج اللہ تعالیٰ نے ہماری دعوت کی ہے۔"

سب حیران تھے کہ خدائی دعوت کیونکر ہوگی۔ ظہر کی نماز ادا کر کے بیٹھے تھے کہ ایک عورت دستر خوان سر پہ اٹھائے آئی۔ اس دستر خوان میں ایک پیالہ آش کا اور دو روٹیاں تھیں وہ عورت صالح نام آنحضرت کی خاص مریدہ ہندوستان کی رہنے والی نہایت مشہور عورت تھی جو گھر بار ترک کر کے آنجناب کے ہمراہ حج کو آئی تھی۔ اس نے آکر عرض کیا کہ بیگم نے سلام عرض کیا ہے۔ اور یہ آش آج بہت عمدہ تیار ہوا تھا۔ اس لئے ایک پیالہ آنجناب کی خاطر بھیجا ہے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج یہ دو روٹیاں ہمارے لئے تمام روئے زمین کی سلطنت سے بہتر ہیں۔ پھر لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ پروردگارِ عالم کی دعوت یہی ہے۔ جب مجھے یہ الہام ہوا۔ تو میں نے انبیاء کی نسبت اللہ تعالیٰ سے طلب کی چنانچہ حضرت زکریا علیہ السلام، یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری میں کی ہے "قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ۔ بولا اے رب! مجھے کچھ نشانی دے

کہا نشانی تیری یہ کہ نہ بات کرے تو لوگوں سے تین دن مگر اشارہ سے ۔ (پ۳ ع ۱۲)

اللہ تعالیٰ نے مجھے ملہم فرمایا کہ اس بشارت کا مطلب یہی ہے کہ آج فلاں نیک عورت تمہیں کچھ کھانا بھیجے گی پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ خوشخبری سچی ہے۔ بعد ازاں آنحضرت نے وہ کھانا تناول فرمایا اور اللہ تعالےٰ کا بے شمار شکر بجا لائے۔

سرہند سے وبا ختم ہو گئی

مناقب نقشبندی میں حضرت ابوالعلی لکھتے ہیں۔ کہ عین شدّت وبا میں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کہ اب وبا جا رہی ہے میں حیران رہ گیا کیونکہ اس وقت وبا زوروں پر تھی۔ میں اس بھید کی کشف کے لئے متوجہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے ہیں پھر نماز سے فارغ ہو کر ان آدمیوں کی طرف رُخ کر کے فرماتے ہیں" السلام علیکم یا ایہا المسلمون من اھل البلایا"۔ پھر بالفاظ فارسی فرمایا "سلام باد بر شما اے گروہ مسلماناں کہ دریں فتنہ وبلیہ ومحنت ومصیبت افتادہ اید اما الحال شما را حسن جلی وعلیٰ ازیں بلا خلاص کردہ تمام گناہاں شما را آمرزیدہ وفردائے قیامت بے حساب از فضل خود در جنت داخل خواہد کرد۔"

مصیبت میں گرفتار مسلمانو! تم پر سلام ہو، تم فتنہ وبلا اور رنج ومصیبت میں گرفتار تھے لیکن اب اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس بلا سے نجات دی ہے تمہارے سارے گناہ بخش دیئے ہیں اور قیامت کے دن اپنے فضل ورحمت سے تمہیں بغیر حساب بہشت میں داخل کرے گا۔"

پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا ۔۔ کہ اس مصیبت کے بدلے اللہ تعالےٰ تمہیں وہ چیز عنایت کرے گا جس سے سارا جہاں قیامت تک فائدہ اٹھاتا رہے گا اس سے مراد فرزند کی پیدائش ہے۔ جو اس سفر سے واپس آکر اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمایا جو بعد میں خاتم منصب قیومیت اور مظہر اتم کمالاتِ محمدی ہوا۔ قیامت تک

لوگ اس کے باطن سے سیراب ہوتے رہیں گے۔ یہ واقعہ میں نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیان کیا آنجناب نے فرمایا کہ مجھے بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے الہام ہوا ہے۔ کہ جو لوگ اس مصیبت میں گرفتار رہے ہیں۔ سب کو اس نے بخش دیا ہے ان کے تمام قصور معاف کر دیئے ہیں۔ اس بلا سے بھی خلاصی عنایت فرمائی ہے۔ اور مجھے یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ اس مصیبت کے بدلے تمہیں ایسی نعمت دی جائے گی جس سے لوگ قیامت تک فیض حاصل کرتے رہیں گے۔

دوسرے روز وبا تھم گئی لوگوں کی تکلیف بھی کم ہو گئی۔ تین روز بعد وبا کا نام و نشان تک نہ رہا لیکن قحط اور گرانی اشیاء بدستور رہی۔ کیونکہ خارجیوں نے اہل سنت و جماعت کا سامان رسد بند کر دیا تھا۔ تمام لوگوں نے اس بارے میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں شکایت کی اور توجہ بلیغ کی درخواست کی آنحضرت دیر تک ہاتھ اٹھائے دعا کرتے رہے۔

مسقط میں خارجیوں سے ایک جھڑپ

دعا سے فارغ ہو کر لوگوں سے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ تمہیں اس مصیبت سے بھی نجات دے گا۔ لیکن اب لڑائی کا سامان ٹھیک ٹھاک کر کے خارجیوں پر ہلہ بول دو، اللہ تعالےٰ تمہیں فتح عطا فرمائے گا۔ چنانچہ تمام آدمی حسب الارشاد خارجیوں پر ٹوٹ پڑے حق تعالیٰ نے ان کے دلوں پر ایسا خوف طاری کیا کہ اہل سنت و جماعت کو دیکھتے ہی باوجود اس کثرت اور شان کے بھاگ اُٹھے۔ سُنیوں نے ان کا پیچھا کیا خارجیوں کے قدم نہ جمنے پائے تمام خارجیوں نے اپنے بادشاہ کے پاس جا کر سُنیوں سے جنگ کرنے کی ترغیب دی۔ بادشاہ نے انھیں بہت ملامت کی۔ اور کہا۔ یہ لوگ تمہارے مہمان ہیں ان کی حرمت کرنا اور لوازمات مہمانداری بجا لانا۔ میں نے سنا ہے کہ ان کا قافلہ سالار اہل سنت و جماعت کا پیشوا اور مقتدا ہے تمام سنی اس کے

مرید ہیں۔ ساتوں ولایتوں کے بادشاہ اس کے حلقہ بگوش غلام اور مرید ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ تم اس کی خدمت کرو اور ضیافت کی شرطیں بجالاؤ۔ اور اپنے ملک کے تحف و ہدایا اس کی خدمت میں پیش کرو۔ اور جو سلوک پہلے کر چکے ہو اس کی بابت معافی مانگو! تاکہ تمہارے سابقہ افعال بد کی تلافی ہو جائے اور وہ تم سے خوش ہو کر اس ملک سے جائے اور تمہاری خوش اخلاقی کا شہرہ پورے جہان میں ہو جائے۔ ایسا کرنے سے سارے جہان کے بادشاہ تمہارے ممنونِ احسان ہو جائیں گے۔ جو معاملہ تم نے ان سے کیا ہے۔ اس کا بد نتیجہ عنقریب تم دیکھو گے۔ اور اس بد افعالی کا خمیازہ اٹھاؤ گے اور دیکھو گے کہ اِس غفلتِ اعمال کی شراب کا خمار کیونکر ہوگا کیونکہ تمہارے ملک کی ضروریات کی اکثر چیزیں غیر ملکوں سے آتی ہیں۔ یہ حالت سُن کر کوئی تاجر ادھر کا رُخ نہیں کرے گا۔ جب تم ضروریات کے لیے دوسرے ملکوں میں جاؤ گے تو وہاں کے لوگ تمھیں طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں گے۔ جو شخص اس ملک کا پائیں گے اسے ہلاک کر دیں گے۔ دُنیاوی زندگی تمہارے لیے سخت تلخ ہو جائے گی اور زیست دوبھر ہو جائے گی۔

جب شیخ کی تکلیف کی خبر دوسرے ملکوں کے بادشاہ جو اس کے مرید ہیں سُنیں گے۔ تو ضرور اس ملک پر چڑھائی کر دیں گے۔ اور تمہارا ناک میں دم کر دیں گے۔ اور یہ جو تم نے ان سے جنگ کرنے کی اصلاح دی ہے سراسر بعید از عقل و قیاس ہے کیونکہ پہلے تم ان سے شکست کھا چکے ہو اور ان کا رعب تمہارے دلوں پر چھایا ہوا ہے وہ بڑے دلیر ہیں جو فوج ایک دفعہ کسی سے شکست کھالے دوسری بار مقابلہ کی اُسے جرأت نہیں پڑتی جیسا کہ اب ہوا ہے۔

اس سفر میں شیخ کے تمام آدمیوں نے مرنے مارنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے تب تم پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ یہ بہت مشکل ہے کہ تم ان ہزاروں آدمیوں پر جنہوں نے مرنے کی ٹھان لی ہے کامیابی حاصل کر سکو اس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ تم خود ہلاک ہو جاؤ گے۔ اگر

بفرضِ محال تم نے انھیں قتل بھی کیا تو شیخ کے خلفار اور مرید جو روئے زمین کے مختلف حصوں میں آباد ہیں سب شیخ کے قصاص پر آمادہ ہوں گے ۔ اور دنیا بھر کے بادشاہ جو شیخ کے مرید ہیں تم پر حملہ کریں گے اور تمام جہان اس ملک کو نشانہ تیر بنائے گا ۔ اور متفق ہو کر تم پر تیر اندازی کرے گا ۔ پھر ہم نیست و نابود ہو جائیں گے اور کتے کی موت مریں گے ۔ سُنی سارے ملک کو جلا دیں گے ۔ اس کی خاکستر کو سمندر میں پھینک دیں گے اور اِس سرزمین کا نام و نشان تک مٹا دیں گے ۔

سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ ان کی خدمت کرو اور عمدہ طور سے لوازماتِ مہمان نوازی بجا لاؤ ۔ اور سابقہ بدسلوکی کے لیئے معافی مانگو تاکہ تمھارا ملک و آبرو اور تمھارا مال و جان سلامت رہے نہیں تو نہ ہم تم رہیں گے نہ مال و ملک ، نہ آبرو و عزت سب کچھ خاک میں مل جائیں گے ۔ ؎

چناں بر کہ با او مدارا کنید　　بنالید و عذر آشکارا کنید

شیعہ علمار سے قیوم ثالث کا ایک مناظرہ

تمام ارکانِ سلطنت اور خارجی امرار وزرار اور علمار نے بادشاہ کی رائے کی تعریف کی ۔ آخر یہ قرار پایا کہ شیخ صاحب سے علمی مناظرہ و مذاکرہ کرنا چاہیئے تاکہ معلوم ہو جائے کہ کون حق پر ہے ۔ دوسرے روز تمام علمارِ شیعہ حضرت قیوم ثالث کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سوالات کرنا شروع کیئے آنجناب نے تمام سوالوں کے ایسے شافی جوابات دیئے کہ سب دم بخود رہ گئے ۔ اور از روئے علم کچھ جواب نہ دے سکے ۔

دوسرے روز شیعہ علمار نے پھر وہی سوالات شروع کر دیئے ۔ جو پہلے دن کیئے تھے ۔ آنحضرت نے فرمایا یہ وہی سوالات ہیں جن کے جوابات ہم دے چکے ہیں ۔ لیکن آنجناب نے پہلے دن سے بھی زیادہ قوی دلائل و براہین اہلِ سنت و جماعت کے مذہب کے بارے میں بیان فرمائے اور محققانہ و مدققانہ جوابات دیئے ۔

تیسرے روز پھر انھوں نے وہی سوالات کرنے شروع کر دیئے۔ لیکن بفضلِ خدا اس روز بھی مات رہے۔ حتیٰ کہ دس روز تک برابر وہی سوال کرتے رہے اور ہر روز نیچا ہی دیکھتے رہے۔ جب آنحضرت کی لسانی و خوش بیانی اور سرمایہ علمی دیکھتے تو غش غش کر اٹھتے اور بے اختیار بول اٹھتے کہ واقعی شیخ صاحب عالم متبحر ہیں۔

دسویں دن بادشاہ نے علماء کو بلا کر مناظرہ کی کیفیت پوچھی تو انھوں نے کہا شیخ کی خوش بیانی، لسانی، تحقیق و تدقیق اس قسم کی ہے کہ ہمیں اس کے سامنے بات کرنے کی قدرت نہیں واقعی اس بزرگ کو تائید غیبی حاصل ہے جو کچھ کہتا ہے خدا سے کہتا ہے۔ بادشاہ نے کہا میں نے تمھیں کہا تھا کہ یہ شیخ معظم ہے اور تائید آسمانی اس کے ساتھ ہے اب بہتر یہ ہے کہ اس کی خدمت کرو اور سابقہ غلطیوں کی معافی مانگو۔

خارجیوں نے معافی مانگی

اسی رات علمائے خوارج کے سردار نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑے وسیع جنگل میں یاقوت سرخ کا ایک پہاڑ ہے جس کی روشنی سے سارا جنگل جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ اس پہاڑ کی چوٹی پر زمرد کا ایک تخت رکھا ہوا ہے۔ جس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں اور ارد گرد جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اور اصحاب اور اولیائے اُمت دست بستہ کھڑے ہیں۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ آ رہے ہیں۔ تم اُن کا استقبال کرو۔ سارے آدمی جو اس وقت کھڑے تھے حسب الارشاد حضرت حجۃ اللہ کے استقبال کے لئے پہاڑ پر سے اترے۔ پہاڑ کے نیچے ایک نورانی شکل آدمی ابلق گھوڑے پر سوار معہ بہت سے مریدوں اور خلفاء کے نمودار ہوا۔ جو بعد میں پہاڑ پر چڑھ آیا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو نہایت ہی مہربانی سے اٹھ کر بغل گیر ہوئے۔ اپنے پاس برابر تخت پر بٹھایا۔ اور لوگوں کو مخاطب

کر کے فرمایا کہ محمد نقشبند حجۃ اللہ قیوم ثالث ۔ پروردگار کے خاص محبوب ہیں۔ اور باپ دادا کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل ہیں جو شخص ان سے محبت کرے گا۔ اللہ تعالے دین و دنیا میں اس کی عزت زیادہ کرے گا۔ اور جس کے دل میں ان کی دوستی نہ ہو گی اس کی دنیا و آخرت دونوں برباد جائیں گی۔

بعد ازاں فرمایا کہ مسقط کے خارجیوں کو لاؤ! آنجناب کے حکم کے بموجب خارجی لائے گئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سخت ناراض ہو کر انھیں فرمایا کہ چونکہ تم جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے عداوت رکھتے ہو اس لئے تم اپنی عاقبت خراب کرتے ہو۔ دوسرے حق تعالیٰ نے اپنے محبوب خاص کو جو قیوم وقت ہے تمھاری ہدایت کے لئے بھیجا ہے سو تم نے اُسے سخت تکالیف پہنچائی ہیں تمھیں ذرا خوفِ خدا نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ تم سے خوش نہیں اس لئے تمہارا ایمان بھی گیا۔

پھر سخت غضب ناک ہو کر خوارج کی تنبیہہ کے لئے حکم کیا۔ تو فی الفور حسب الحکم بعض کے ہاتھ پر ہاتھ باندھ کر انھیں مار پیٹ کی بعض جوتیوں سے پیٹے گئے۔ بعض کے پاؤں میں رسی باندھ کر گھسیٹا گیا اور خارجی علماء کے سردار کی پیٹھ اور چہرے پر زد و کوب کی گئی۔ حتیٰ کہ خوارج نے اپنے افعال سے توبہ کی۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے ان کی سفارش کی اور انھیں مار پیٹ سے نجات دلوائی۔

رئیس العلماء مسقط کا ایک خواب

دوسرے دن علماء کے رئیس نے بادشاہ کے سامنے جبکہ تمام چھوٹے بڑے اور وضیع و شریف حاضر تھے۔ یہ سارا خواب بیان کیا۔ ایک شخص نے کہا کہ میں نے بھی اسی قسم کا خواب دیکھا ہے جس وقت لوگوں کو تکلیف دے رہے تھے۔ مجھے پتھر مارا۔ اور رئیس العلماء کو مکہ۔ فلاں کو لکڑی سے مارا اور فلاں شخص جوتیوں سے پیٹا گیا۔ رئیس العلماء نے کہا واقعی مجھے مکے اور تھپڑ لگے جن کا درد اب تک محسوس کرتا ہوں۔ ایک اور شخص

نے کہا کہ میں نے بھی یہ واقعہ دیکھا ہے۔ مجھے اُلٹا لٹکا کر کوڑے لگائے گئے تھے اور دوسرے آدمیوں کو اور قسم کی مار پیٹ ہوئی اسی طرح چالیس معتبر آدمیوں نے اس واقعہ کو بلاکم و کاست بیان کیا۔

بادشاہ مسقط کا ایک خواب

بادشاہ نے کہا آج رات میں نے بھی خواب میں دیکھا ہے کہ نہایت عالی شان باغ میں مروارید کے ایک محل کے اندر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں۔ اور حضرت عمر اور حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ دونوں بیٹھے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے از روئے لطف و کرم حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے سر اور چہرے پر بوسہ دیا۔

اس محل کے اردگرد بہت سے لوگ دست بستہ کھڑے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ کہ محمد نقشبند حجۃ اللہ، اللہ تعالیٰ کے خلیفۂ اعظم اور جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے نائب اتم ہیں۔ اِن کی محبت تمام مسلمانوں پر واجب ہے۔ جو اِن کی محبت سے رُوگردانی کرے گا غضب الٰہی میں گرفتار ہوگا۔

بعد ازاں مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ حق تعالےٰ نے انھیں تمہاری سعادت اور تمہاری قوم کی ہدایت کے لیے بھیجا تھا۔ لیکن تم نے اِن کی قدر نہ کی بلکہ اُلٹا تکالیف پہنچائیں۔ تم نے خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا ذرا خوف نہ کیا۔ پھر آدمیوں کو حکم دیا کہ اسے کوڑے لگاؤ! چنانچہ مجھے کوڑے لگائے گئے۔

میں نے عرض کیا میں بے گناہ ہوں کیونکہ میں راضی نہ تھا۔ کہ لوگ انھیں تکلیف پہنچائیں بلکہ جنھوں نے انھیں ستایا ہے انھیں میں نے نصیحت کی ہے۔ حضرت خلیفۂ ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم ان کے بادشاہ تھے اگر انھیں جھڑک کر منع کرتے تو کسی کی مجال نہ تھی کہ ان کا بال بیکا کرتا۔ میں نے عرض کیا کہ جو تقصیر مجھ سے ہوئی معافی کا خواستگار ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔" آنجناب نے فرمایا "پہلے اپنے مذہب سے توبہ کرو۔ اور اہل بیت کے

محب بن جاؤ۔ پھر اس مردِ عزیز کے مرید ہو جاؤ۔ اس کی خدمت کو دین و دنیا کی سعادت سمجھو، میں نے یہ تمام باتیں منظور کیں سواب میں اپنے عقیدے سے توبہ کرتا ہوں۔ اور اس بزرگ کی خدمت میں جاکر مرید ہونا اور گناہ معاف کرانا چاہتا ہوں تم میں سے جسے یہ بات منظور ہو میرے ساتھ حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہو جائے اگر کوئی انکار کرے گا تو بے دریغ تہ تیغ کیا جائے گا۔

سب نے کہا چونکہ آپ ہمارے پیشوا ہیں جو کچھ آپ کو قبول ہے ہم بھی دل و جان سے قبول کرتے ہیں علاوہ ازیں اس مرد کی بزرگی ہم پر روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

بادشاہ معہ تمام علماء چھوٹوں بڑوں وضیع و شریف کے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ننگے سر پگڑی گلے میں ڈال کر حاضر ہوا۔ پہلے سب نے اپنے مذہب سے توبہ کی، پھر جو تکلیفیں پہنچائی تھیں ان کی بابت معافی مانگی لیکن آنجناب نے ذرا توجہ نہ کی وہ بیچارے صبح سے عصر تک ننگے سر کھڑے رہے۔ جب انھوں نے حد سے زیادہ عاجزی کی اور عرض کیا کہ آنجناب نے جب خواب میں تقصیرات معاف فرمائی ہیں تو ہم امیدوار ہیں کہ ظاہر میں بھی ہمارے قصوروں سے درگذر فرمائیں گے اور ہماری توبہ کو قبول و منظور فرمائیں گے۔ پھر سب نے اپنے اپنے خواب عرض خدمت کئے۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو بھی ان کی حالتِ زار پر رحم آیا ان کے جرموں کو معاف فرمایا، سلطانِ سقط معہ تمام علماء و ارکینِ سلطنت حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مرید ہوا۔

دوسرے دن بادشاہ نے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو معہ تمام خلفاء اور مریدوں کے ضیافت کے لئے قلعہ میں مدعو کیا۔ اور ضیافت کی تمام رسمیں کماحقہٗ پوری کیں اور اپنے ملک کے تحفے اور ہدیئے پیش کئے۔ اپنا تمام مال و اسباب اور اندوختہ بطور نذر آنحضرت رضی اللہ عنہ کو پیش کیا۔ آنجناب نے سب کچھ لے کر پھر اس کو واپس

دے دیا اور فرمایا کہ ہم فقیر لوگ اس قدر مال وجنس کو کیا کریں گے؟ بادشاہ نے بہت اصرار کیا تو آپ نے اس میں سے قدرے قبول فرمایا۔ بادشاہ مسقط نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو تین روز اپنے خاص قلعہ میں مہمان رکھا۔ تیسرے روز آنحضرت رضی اللہ عنہ اپنے گھر تشریف لائے بادشاہ بھی بطور وداع آنجناب کے ساتھ آیا۔

بادشاہ ہر صبح وشام حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے حلقہ میں شامل ہوتا مسقط کے ہزاروں آدمی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ اور سلوک باطنی حاصل کر کے پروردگار کی ذات وصفات کے قرب وکمال سے مشرف ہوئے۔ اور ان میں بہت لوگوں کو آنحضرت نے اس طریقہ احمدیہ معصومیہ کی عمدہ بشارات عنایت فرمائیں۔ اور وہاں کے اکثر علما کو خلافت عطا فرمائی۔ وہ سارا ملک حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے سلسلے سے پُر ہو گیا۔ جب تک وہ بادشاہ زندہ رہا آنجناب کا مرید رہا اور یہ طریقہ بھی اس مُلک میں رائج رہا۔

مسقط میں خارجیوں کی نئی لہر

جب بادشاہ فوت ہو گیا۔ اور ارکان سلطنت نے اس کے رشتہ داروں میں سے ایک کو تخت پر بٹھایا۔ یہ بادشاہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے کمالات سے چنداں باخبر نہ تھا۔ کچھ عرصے بعد دوسرے علماء اور اکابر سلطنت جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید تھے اس جہان فانی سے کوچ کر گئے تو جاہل خارجی جو آنحضرت کے ڈر سے پہاڑوں کی چوٹیوں پر جا چھپے تھے۔ اور گمنامی کی حالت میں زندگی بسر کر رہے تھے۔

جب تک وہ نیک بادشاہ زندہ رہا ان کی مجال نہ تھی۔ کہ ملک میں داخل ہوں اب موقع پا کر اس بادشاہ سے آملے۔ اور پھر اُسے خارجی مذہب کی طرف مائل کیا یہ خفیف العقل بادشاہ ان پر ایسا فریفتہ ہوا۔ کہ جو کچھ وہ کہتے تھے وہی کرتا تھا۔ ان کی ابلہ فریب باتوں میں آکر خارجیوں کے ناقص دین کو قبول کیا۔ اور لوگ بھی الناس علیٰ

دین ملوکہم (لوگ بادشاہ کا دین اختیار کرتے ہیں۔) کے بموجب خارجیوں کا دین قبول کیا۔ اور پھر اس دین باطل کا پورا پورا رواج ہوگیا۔ اور یہ غیر حق مذہب دوبارہ ملک مسقط میں رائج ہوا۔ لیکن حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے سلسلہ والے مستقل رہے۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ انھیں اس طریقہ سے روکے بلکہ ان سے ڈرتے تھے۔ اور اپنے مذہب کو پوشیدہ رکھتے تھے۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے جو فرزند اور خلفار اس ملک میں موجود تھے۔ بادشاہ ان کی بہت عزت وحرمت کرتا تھا۔ اور اکثر ان کی زیارت کے لئے آیا کرتا۔ جو کچھ وہ فرماتے وہی مانتا۔ خانقاہ کے اخراجات کے لئے گاؤں دے رکھے تھے۔ اور دوسرے مریدوں کے لئے بڑے بڑے معقول وظیفے اور مدد معاشیں اور روزینے مقرر کئے ہوئے تھے بہت سی خانقاہیں اور مدرسے ان کی خاطر بنوائے تھے۔ جو آج تک موجود ہیں اور اسوقت اس ملک میں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا طریقہ بڑی شان وشوکت کیساتھ جاری ہے۔

مسقط سے حجاز تک

اب ہم اصلی قصہ بیان کرتے ہیں جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو مسقط میں رہتے ہوئے ایک سال ہوگیا۔ تو پھر سفرِ حجاز کا ارادہ کیا۔ ماہ شعبان کے آخری حصہ میں تمام لواحقین وتابعین جہاز پر سوار ہوئے۔ مسقط کے بہت سے علمار اور امیر وارکانِ سلطنت بھی آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حج کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔

کواکب دریہ میں لکھا ہے کہ جس قدر آنجناب کے ہمراہی وبار اور دوسری تکالیف سے مسقط میں ضائع ہوئے تھے ان سے زیادہ مسقط کے لوگ آنجناب کے ہمراہ ہوئے شاہ مسقط نے سارے ملک کا ایک سال کا اخراج بطور زادِ راہ آپ کی نذر کیا۔

شیخ عبدالکریم یمنی قدس سرہ

آنحضرت نے شیخ عبدالکریم یمنی کو خلافت عنایت کر کے مسقط میں خلق خدا کی تربیت کے لئے چھوڑا

اور وہاں کے بعض اور آدمیوں کو بھی خلافت عنایت فرمائی۔ اور شیخ صاحب کو اُن سب کا سردار مقرر کیا۔ کہتے ہیں شیخ صاحب کو وہاں قبولیتِ عامہ نصیب ہوئی۔ ہزارہا آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ اور عجیب و غریب حالات پیدا کئے۔ شیخ صاحب نے بھی بہتیروں کو خلافت عطا فرمائی۔ شیخ صاحب اسی ملک میں اس دارِ فانی سے رخصت ہوئے شیخ صاحب کے ایک سال بعد وہ بادشاہ بھی جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کا مرید تھا۔ اس دنیائے ناپائیدار سے چل بسا۔

حضرت ابوالعلی مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے اس احقر کو فرمایا کہ نماز تراویح میں قرآن شریف ختم کرو۔ مجھے امامت کے لئے مقرر فرمایا میں حسب الارشاد امام تراویح بنا۔ آنجناب پر عجیب معاملات منکشف ہوئے جو لوگ آنحضرت کے خاص جہاز میں تھے۔ وہ آنجناب کے ساتھ نماز تراویح میں شامل ہو کر سعادت حاصل کرتے تھے۔ دوسرے جہازوں کے سوار اس بارے میں کفِ افسوس ملتے تھے۔ کہ ہم کیوں اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہے۔ ایک رات ایک جہاز کے آدمی کشتیوں میں بیٹھ کر ہمارے جہاز میں آکر آنحضرت کے ساتھ نماز تراویح میں شامل ہو کر چلے چلے جاتے۔ دوسری رات دوسرے جہاز کے آدمی آتے۔

ایک رات عین نماز میں تھے کہ آنجناب سے ایک آواز بلند ہوئی۔ میں نے نماز سے فارغ ہو کر پوچھا کہ نماز میں کیا معاملہ ہوا تھا؟۔ فرمایا السکوت خیر من الکلام فی ھذا الکلام۔ اس مقام پر خاموشی بہ نسبت کلام کرنے کے اچھی ہے، حافظ! یہ قصہ دراز ہے بخدا مت پوچھو۔ جب میں نے بہت الحاح کیا تو فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت شرمسار تھا اور مارے شرم کے گھُلا جاتا تھا۔ کہ من تواضع اللہ رفع اللہ القدر۔ جو شخص اللہ تعالےٰ کی خاطر تواضع کرتا ہے اللہ تعالےٰ اس کا مرتبہ بلند کرتا ہے کہ مطابق قرب محبوبیت و خلوت کے اسرار سے سرفراز فرمایا

جنھیں میں بیان نہیں کر سکتا۔ گویا مجھ سے نور ظاہر ہوا ہے جس نے سارے عالمِ سفلی و علوی کو گھیر لیا ہے۔ اور عرش سے مرکز فرش تک سرایت کر گیا ہے۔ پھر مجھے اِن کلمات سے سرفراز فرمایا۔ ان اللہ یباھی لك الملائکة من احبك احب اللہ ومن ابغضك ابغض اللہ " بیشک اللہ تعالےٰ تیرے وجود سے فرشتوں پر فخر کرتا ہے جو تجھ سے محبت کرتا ہے اللہ تعالےٰ اس سے پیار کرتا ہے اور جو تجھ سے دشمنی رکھتا ہے اللہ تعالےٰ اس کا دشمن بن جاتا ہے اور یہ کہ جو لوگ اسوقت تیرے ہمراہ تھے ہم نے ان سب کو اپنے دوستوں میں داخل کیا۔

اس سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی عُلو شان کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ آنحضرت کے تمام مکشوفات پر ایمان لانا چاہیئے۔ ہر رات اسی قسم کے معاملات و واردات ظہور میں آئیں۔ اور تجلیات و برکات ظاہر ہونے لگیں جن کا بیان حیطۂ تحریر و تقریر سے باہر ہے۔ باقی جہازوں کے آدمیوں نے عرض کیا کہ ہم امید کرتے ہیں کہ آنجناب کی صُحبت کے سبب باقی عشرہ ہمیں برکات نصیب ہوں گی اور لیلۃ القدر بھی اسی عشرے میں ہے۔ اگر از راہ کرم حضور توجہ فرمائیں کہ جہاز دو تین دن میں کہیں ٹھہر جائیں۔ تو ہم بھی لیلۃ القدر کی برکات سے مستفیض ہو جائیں۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ نے ملاحوں سے پُوچھا کہ ہم کتنے روز میں مخا پہنچ جائیں گے عرض کیا حضور! اگر بادِ مراد چل پڑی تو ہم ایک ماہ بعد ضرور مخا پہنچ جائیں گے۔ حالانکہ بادِ مراد چند دِنوں سے بند تھی۔ اور بڑی دقت سے جہاز ایک روز کی مسافت دس روز میں طے کر رہے تھے۔ آنحضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ ایک ماہ کی راہ ایک دن میں طے کرا دے۔ جب دوسرا دن ہوا تو آنجناب فجر کے مراقبہ سے فارغ ہو کر نمازِ اشراق پڑھ رہے تھے۔ کہ دُور سے ایک بندرگاہ پر نظر پڑی۔ ملّاح نے کہا پہلے میں نے کبھی یہاں بندرگاہ نہیں دیکھی یہ کہاں سے آگئی؟ ۔ قریب پہنچے تو معلوم

ہوا کہ یہ مخا کی بندرگاہ ہے۔ سب حیران رہ گئے اور جان گئے کہ یہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی توجہ کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ لوگوں کو آنحضرت پر اور بھی پختہ اعتقاد ہو گیا جب اہلِ یمن کو آنحضرت کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی تو سب کے سب آنحضرت رضی اللہ عنہ کے استقبال کے لیے آئے اور مرید و غلام بن گئے۔ والیٔ مخا خدمتگاری اور مہمانداری کی تمام شرطیں کماحقہ بجا لایا۔

جب امامِ یمن نے جو حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کا مرید تھا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے قدومِ میمنت لزوم کے ورود کی اطلاع پائی تو سر کے بل حاضر خدمت ہو کر تجدید بیعت کی اور صبح و شام آنحضرت کے حلقہ میں شامل ہونے لگا۔ اس کے ارکین سلطنت بھی معہ اپنے اپنے لشکروں کے آنحضرت کے مرید ہوئے۔

کہتے ہیں لیلۃ القدر کو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے ان تمام آدمیوں کو جو آنجناب کے ہمسفر تھے۔ اور مسقط میں مصیبتیں اٹھا چکے تھے ولایت، قربِ حق، فنا و بقائے ذات و صفات پروردگار کی خوشخبری سُنائی۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے جسے چاہے عنایت کرے۔ اللہ تعالےٰ صاحبِ فضل عظیم ہے۔

حضرت قیومِ ثالث رضی اللہ عنہ

مکہ معظمہ میں حاضر ہوتے ہیں

حضرت ابوالعلی رضی اللہ عنہ مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے ماہِ شوال مخا میں بسر کیا اور ذیقعد کی پہلی تاریخ کو حرمین الشریفین زاد اللہ شرفاً و کرماً کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں آنجناب پر اس قدر تازہ عنایات اور

بے اندازہ رحمتیں وارد ہوئیں کہ جن کا ظاہر کرنا عام لوگوں کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ عاقل کو اشارہ ہی کافی ہے۔

جب اہلِ عرب کو آنجناب کی تشریف آوری کی خبر ہوئی۔ تو تمام وضیع و شریف اور چھوٹے بڑے مثلاً شیخ المشائخ شیخ عبدالوہاب، شیخ فخرالدین خطیب، ملک العلما مولانا شمس الدین وغیرہ اور شریف مکہ استقبال کے لیئے آئے۔ شیخ مراد شامی مع ان تمام خلفائے امام معصوم رضی اللہ عنہ جو شام روم اور عرب کے گرد و نواح میں رہتے تھے۔ حاضرِ خدمت ہوئے اور آنحضرت سے تجدید بیعت کی۔ خنکار روم نے بھی اپنے بڑے بڑے امیر مع تحف و ہدایا ایک لاکھ اشرفی اور تین لاکھ روپیہ دے کر آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں خدمت میں بھیجا اور آنجناب سے تجدید بیعت کی۔ روم شام اور عرب کے تمام امراء نے آنحضرت سے ازسرِ نو بیعت کی۔

مناقب نقشبندیہ میں لکھا ہے کہ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ مکہ میں پہنچے۔ تو کعبہ حسنہ آنجناب کے استقبال کے لیئے آیا اور گلے ملا۔ آنجناب نے فرمایا کہ میری حقیقت کعبہ سے خاص ذوق حاصل ہوا ہے چونکہ کعبہ کی حقیقت صفاتِ الٰہی کے اصول کے کمالات کا انتہائی مقام اور تمام ممکنات کے حقائق کی سجدہ گاہ ہے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی حقیقت بھی اصول صفات کے انتہائی مقام تک پہنچی ہے۔ اور ذات بحت سے مل گئی ہے اس واسطے آنحضرت رضی اللہ عنہ تمام مخلوقات کا مرجع و مآب ہوئے جب آپ حرم پاک میں پہنچے تو پاؤں کے درد کی وجہ سے پیدل نہیں چل سکتے تھے اس لیئے آپ کا تخت مسجد الحرام میں لے جایا گیا۔ اور تخت پر بٹھا کر طواف کرایا گیا۔

شیخ مراد شامی کے پاؤں بھی تسمہ کی طرح تھے۔ اس لیئے اٹھنے کی طاقت نہ تھی انھیں بھی آنحضرت کے طفیل سے تخت پر بٹھا کر طواف کرایا گیا۔ پہلے آنحضرت کا

تخت مسجد الحرام میں گیا۔ جب آنجناب کا تخت مسجد میں پہنچ چکا تو آنجناب کے حکم سے شیخ مراد شامی کا تخت بھی لایا گیا۔ حرمین الشریفین میں یہ عزت و حرمت اور یہ معاملہ سوائے ان دو بزرگوں کے کسی اور کو نصیب نہیں ہوا۔ [۱]

---

[۱] : شیخ مراد شامی بن علی بن داؤد بن کمال الدین بن صالح ابن محمد حسینی حنفی بخاری نقشبندی مجددی دمشق (شام) میں رہتے تھے۔ مگر اکثر اوقات حرمین الشریفین میں چلے آتے۔ اور زیادہ وقت یہیں گذارتے۔ عربی۔ فارسی اور ترکی زبان پر عبور حاصل تھا۔

آپ کے والد گرامی شیخ علی سمرقند کے نقیب الاشرف تھے۔ شیخ مراد سرہند آئے حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ سے طریقہ مجددیہ میں استفادہ کیا۔ واپس گئے تو سمرقند و بلخ کے مشائخ سے ملاقات کرتے گئے۔ مرزا صائب ایرانی سے ملاقات ہوئی دوسرے حج کے بعد ۱۰۸۰ھ / ۱۶۷۰ء میں دمشق گئے ۱۰۹۲ھ / ۱۶۸۱ء میں روم اور قسطنطنیہ کا سفر کیا۔ تیسری بار ۱۰۹۷ھ / ۱۶۸۶ء میں حج کو گئے۔ ۱۱۱۹ھ / ۱۷۰۸ء میں چوتھی بار حج کیا۔ آپ نے دمشق میں مدرسہ نقشبندیہ قائم کیا۔ شیخ مراد کو دس ہزار احادیث مع سند زبانی یاد تھیں۔ آپ ۲۱ ربیع الآخر ۱۱۳۲ھ / ۱۷۲۰ء کو جامع ابی ایوب انصاری میں فوت ہوئے۔ اور مزار درس خانہ مدرسہ المعروفہ محلہ نیشانجی قسطنطنیہ میں ہے۔

آپ نے حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات کے کچھ حصوں کا عربی ترجمہ کیا۔ اس ترجمہ کا تازہ ایڈیشن ایشک مکتبہ ترکی میں حلیم علمی کے زیر اہتمام چھپا ہے۔ آپ نے ایک رسالہ "فی آداب الطریقۃ النقشبندیہ" لکھا تھا۔ المفردات القرآنیہ دو جلدوں میں لکھی۔ آپ کے صاحبزادہ نے بھی سلسلہ نقشبندیہ کو جاری رکھا۔ آپ کے ایک بیٹے شیخ مصطفٰے نے حضرت خواجہ محمد معصوم سے استفادہ کیا۔ آپ کے دوسرے صاحبزادے شیخ محمد دمشقی مرادی (م ۱۱۶۹ھ / ۱۷۵۵ء) حضرت خواجہ محمد زبیر قیوم رابع کے خلیفہ تھے۔ شیخ مراد خانوادہ مجددیہ سرہندیہ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ شیخ محمد صبغۃ اللہ حج کو گئے۔ تو مراد شامی نے حاضر خدمت ہو کر ایک لاکھ روپیہ نذرانہ پیش کیا۔

(از مقدمہ حسنات الحرمین)

جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے مریدوں اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو حرمین الشریفین میں یہ عزت و حرمت نصیب ہوئی مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور پورے عرب کے بڑے بڑے رئیس پیادہ پا آنجناب کی سواری کے ساتھ چلتے تھے۔ اور صبح و شام آپ کے حلقہ میں شامل ہوتے۔ مسجد الحرام میں لوگ پانچوں وقت آنحضرت رضی اللہ عنہ کے انتظار میں رہتے جب تشریف لاتے تو آنحضرت کو امام بنا کر نماز باجماعت ادا کرتے۔

جب حج کے لیے عرفات میں گئے تمام علما و مشائخ آپ کے ساتھ تھے اور آپ تمام اہلِ حج کے قافلہ سالار تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ عرفات میں مجھ پر اس قدر عنایاتِ ربی ہوئیں۔ کہ بیان نہیں کر سکتا۔ بعد ازاں الہام ہوا کہ عنقریب حق تعالےٰ آپ کو ایسی عظیم نعمت عطا فرمائے گا۔ کہ ساری دنیا قیامت تک اس سے فیض حاصل کرتی رہے گی۔ اس نعمت سے مراد حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہے کہ قیامت تک ان سے فیض و ہدایات لوگوں کو نصیب ہوتی رہے گی۔

حجازِ مقدس میں ایک لاکھ اشرفی چوروں کو بخش دی

جب عرفات سے واپس آئے تو آنحضرت کے خزانے کا ایک اونٹ جس پر ایک لاکھ اشرفی لدی ہوئی تھی چوری ہو گیا۔ لیکن آنجناب اپنے بیٹے کی خوشی میں اس قدر محو تھے کہ ذرا پروا نہ کی۔ لوگ سمجھے کہ آج آنحضرت کو خوشی ہوئی ہے۔ اس لیے پرواہ نہیں کرتے۔ شریف مکہ اور امیرِ عرب بھی چوروں کو معہ مال و اسباب کے پکڑ کر لے آئے اور چوروں کو ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنا کر بہت جلدی جیل بھیج دیا۔ جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو چوروں کے جیل میں جانے کی اطلاع ہوئی تو "والعافین عن الناس" کے مطابق انھیں قید سے چھڑایا اور وہ روپیہ بھی انھیں بخش دیا۔ دوسرے روز جب عید الاضحٰے کا دن تھا۔ عین طواف ایک مہر شدہ کاغذ

قبولیت جناب پروردگار کی طرف سے آپ کو عنایت ہوا۔ اور سفید رنگ کی خلعت بھی مرحمت ہوئی۔ اور آنحضرت کے فرزند اکبر حضرت ابو العلیٰ کو بھی اسی قسم کی خلعت عطا ہوئی۔

مناقبِ نقشبندیہ میں حضرت ابو العلیٰ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مکہ مکرمہ میں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ پر مرض کا غلبہ ہوا۔ جو ایک ماہ سے زیادہ تک رہا۔ لیکن آپ کبھی نہ گھبرائے۔ ہمیشہ صبر و شکر کرتے رہے۔ یہی کلمہ وردِ زبان تھا۔ کہ اگر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کروں اور اپنا چہرہ اس مبارک دہلیز پر ملوں۔ تو بہت کچھ امید ہو سکتی ہے اگر اسی شوق اور طلب میں جان گئی تو بھی دونوں جہان کی سعادت حاصل ہو سکتی ہے۔

عین شدتِ مرض میں مجھ حقیر کو فرمایا کہ شفائے مرض کے لیئے استخارہ کرو۔ میں نے بیت العتیق کے باہر استخارہ کیا اور پھر استخارہ کے بعد کی دعا پڑھنی شروع کی تو اس قدر انوار و برکات معلوم ہوئے جن کی شرح نہیں کر سکتے۔ گویا عالم اولین و آخرین آنحضرت کی شفا کے لیئے دست بدعا ہیں پتھر درخت زمین آسمان اور تمام مخلوقات آمین کہتی ہوئی اس دعا کے قبول ہونے کے لیئے عاجزی کر رہے ہیں۔ ایک گھڑی بعد مجھے معلوم ہوا کہ تیری دعا ہم نے قبول کر لی ہے عنقریب تیرے باپ کو شفا ہو جائے گی ابھی بعض معاملات و اسرار حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی ذات سے وابستہ ہیں جن کے واسطے وہ اس جہان میں ہیں۔ اس خوشخبری سے فارغ ہو کر آنحضرت کے بارے میں اس قدر الطاف و عنایات معلوم ہوئیں جنھیں میں بیان نہیں کر سکتا۔ گویا حق تعالےٰ از روئے فخر فرشتوں کو فرماتا ہے کہ دیکھو میرا بندہ محمد نقشبند ایسا ہے۔

کعبۃ اللہ طواف کرنے لگا

حضرت ابو العلیٰ مناقب نقشبندیہ میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو مرض سے غایت درجہ تکلیف ہوئی حتٰے کہ بہ سبب ضعف مسجد الحرام میں نماز کے لیئے نہیں جا سکتے تھے۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ بہت پریشان و نادم تھے۔ ایک روز فجر کی نماز کے

بعد بیت اللہ شریف کی طرف رُخ کیئے ہوئے جو آپ کے گھر کے سامنے ہی تھا بیٹھے تھے۔ طواف نہ ہو سکنے کا افسوس کر رہے تھے۔ اسی وقت آنحضرت پر منکشف ہوا کہ خود بیت اللہ آنجناب کی ملاقات کے لیئے آ کر آنجناب کے گرد پھر رہا ہے۔ اور بغلگیر ہو کر بوسہ دے رہا ہے اور حقیقتِ کعبہ اور آنحضرت کی حقیقت دونو آپس میں خوب مل گئی ہیں۔ اور مخفی اسرار کا اظہار ہو لہ ہے۔

میرے (مصنف) جد امجد کواکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ جب عارف کی سیر جو قیوم وقت ہو حقیقتِ کعبہ سے ترقی کر کے ذات بحت تک ہو جاتی ہے۔ اور وہاں سے حصّہ لے کر نزول کرتا ہے۔ نزول کے وقت کعبہ قیوم کی ان برکات کی وجہ سے جو اسے ذات بحت سے حاصل ہوتی ہیں اور ان انوار و اسرار کے سبب جو وہ ساتھ لاتا ہے اس کا طواف کرتا ہے دراصل یہ طواف ان اسرار و برکات کا ہوتا ہے۔ جو قیوم کو حاصل ہوتی ہیں اگر ایسا نہ ہو تو لازم آتا ہے کہ کعبہ سے قیوم افضل ہو۔ لیکن قیوم کی حقیقت کعبہ کی حقیقت کے نیچے ہے۔ نیز کعبہ کی حقیقت کو قیوم بھی سجدہ کرتا ہے۔ بلکہ کعبہ کی حقیقت تمام حقائق بشری سے افضل ہے۔ قیوم کی یہ ترقی ذات اقدس کے سبب المرءُ مع من احبّ کے موافق ہے۔

شیطان دیکھتے ہی بھاگ نکلا

مناقب نقشبندیہ میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ مسجد الحرام میں بیٹھے تھے جب مراقبہ کیا تو دیکھا کہ شیطان ملعون ذلیل و خوار اور ننگے سر اور بے رونق ہو کر بیت اللہ کے قریب چوروں کی طرح چھپا چھپا پھرتا ہے۔ جب آنجناب کی نگاہ اس پر پڑی تو آنحضرت کو دیکھتے ہی ڈر کر دور بھاگا۔ وہی قصہ ہے کہ شیطان عمرؓ کے سایہ سے بھاگتا ہے۔ کیونکہ یہ بھی حضرت عمرؓ کے فرزند کامل تھے۔ اس واسطے آنجناب سے شیطان بھاگ اٹھا کیونکہ مشہور ہے کہ بیٹا باپ کا عبید ہوتا ہے۔

قیام کعبۃ اللہ میں انوار و برکات کی بارشیں

جب مکہ معظمہ میں آنحضرت کی خدمت میں لوگوں کا ہجوم بکثرت ہو گیا۔ اور ہزاروں لوگ مرید ہونے کے لئے اطراف و جوانب سے آنے لگے۔ تو ایک روز آنجناب کے دل میں خیال آیا کہ بندگانِ خدا پر اس قدر تصرف کرنا ٹھیک نہیں۔ یہ خیال آتے ہی جنابِ الٰہی سے خلعت عنایت ہوئی۔ اور الہام ہوا کہ یہ خلعت ارشاد ہے اور اپنے بندوں کو ہم تمہارے پاس بھیجتے ہیں۔

ابھی مکہ معظمہ میں تھے کہ ایک روز آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا "مجھے پروردگار سے قلمدان عنایت ہوا ہے اور الہام ہوا ہے کہ تم حق تعالیٰ کے وزیر اعظم اور نائب اتم ہو"۔ میں نے دیکھا کہ فرشتے مخلوقات کی طرح مقاصد کے کاغذات میرے پاس لا رہے ہیں اور میرے دستخط کرا کے کاموں کو سرانجام دیتے ہیں۔ میں تمام موجودات کو اپنی طرف متوجہ پاتا ہوں اور تمام کائنات مجھ سے فیض و انوار حاصل کرتی ہے۔

دس محرم الحرام کو آنحضرت رضی اللہ عنہ کو خانہ کعبہ کے اندر جانا میسر ہوا۔ آنجناب فرماتے تھے کہ اس گھر کے اندر اس قدر انوار و برکات کا ظہور ہوا کہ باہر اس کا عشرِ عشیر بھی نہ تھا۔ وہاں پر مجھے خلعت مرحمت ہوئی پہلے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ اپنے چھوٹے اور بڑے بیٹے کے ساتھ اس گھر کے اندر تشریف لائے۔ اور چوتھا ان کے ساتھ کوئی نہ تھا۔ جب آنجناب باہر تشریف لائے تو اور لوگوں کو اندر جانا نصیب ہوا۔

اس کے بعد آنجناب رضی اللہ عنہ پر مرض کا سخت غلبہ ہوا جس کے سبب طبیعت میں نہایت ضعف آگیا۔ اس لئے کمال اشتیاق کی وجہ سے مدینہ منورہ کی طرف رُخ کیا۔

مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو روانگی

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ عین شدت مرض میں بر سبب اشتیاق و محبت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اس قدر عنایات آنجناب پر ہوئیں کہ بیان سے باہر ہیں حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وسلم نے نہایت فضل وکرم سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سے بغل گیر ہو کر آنجناب کی بہت کچھ تعریف کی۔ ان میں سے ایک یہ ہے:

"انت فخر اُمتی"۔ (تم میری امت کا فخر ہو!)

علیٰ ہذا القیاس اور بھی۔ مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو وہاں کے تمام چھوٹے بڑے، اعلیٰ وادنےٰ وضیع وشریف آنجناب کے استقبال کے لئے آئے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ خلیفۃ اللہ اپنی والدہ ماجدہ کی زبانی فرماتے ہیں۔ کہ جب ہم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اس روز خلقت کا ہجوم اس قدر ہو گیا کہ بڑے بڑے امراء اور مشائخ کو آنحضرت کی زیارت بدقت نصیب ہوتی تھی۔ آنجناب سے مصافحہ کرنے کی بہتیری کوشش کرتے لیکن میسر نہ ہوتا۔ سب نے یک زبان ہو کر کہا:

"ھذا شیخ مثل الشیخین ومستنا من جمیع الاولیاء امت" یہ شیخ دو شیخوں کی طرح ہے اور تمام اولیائے اُمت سے افضل ہے۔

دربار رسالت سے انعامات کی بارش

اس ملک کے ایک شیخ نے مجھے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے بعد تمام اولیائے اُمت سے حضرت غوث الاعظم افضل

ہیں ۔ میں نے کہا ۔ ان بزرگوں کے بعد حضرت خواجہ بہاؤالدین باقی تمام اولیائے اُمت سے افضل ہیں ۔ اسی اثنار میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ظاہر ہو کر فرمایا کہ تم بھائی خواجہ بہاؤالدین کو کس وجہ سے فضیلت دیتے ہو؟ میں نے عرض کیا جیسا کہ حضرات سرہند کا عقیدہ ہے ہم ان دونوں بھائیوں کو برابر سمجھیں گے ۔

ابھی یہی گفتگو ہو رہی تھی ۔ کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا روضہ مبارک دکھائی دیا ۔ ہم جاکر روضہ منورہ کی زیارت سے شرف اندوز ہوئے ۔ حضرت ابوالعلی مناقب نقشبندیہ میں لکھتے ہیں ۔ کہ اس وقت میں آنجناب کے ساتھ تھا ۔ آنجناب دیر تک حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے سامنے کھڑے رہے اور روتے رہے ۔ بعد ازاں حجرہ کے قریب بیٹھ کر مراقبہ کیا اور دیر تک رسالت کے بحر احسان و انعام میں مستغرق رہے اور یہ کلمہ فرماتے رہے " فدیت نفسی رُوحی و اولادی علیک یارسول اللہ " یارسول اللہ ! میری نفس ، روح اور اولاد آپ پر قربان ہوں ۔

اسی اثنار میں بحت رسالت کے ظہور سے اہل مجلس انوار میں منغمل ہو گئے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کمال لطف و کرم سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو عنایاتِ خاصہ اور تشریفات مخصوصہ سے ممتاز فرمایا اور اس قسم کی مہربانی فرمائی جس کا چھپائے رکھنا ہی بہتر ہے نہایت عنایت سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ برابر بٹھایا اور اپنا نائب اتم بنایا اور اپنی خاص خلعت آنجناب کو پہنائی ۔

مدینہ منورہ میں ارشادِ نقشبندیہ کی اجازت

حضرت ابوالعلی مناقب نقشبندیہ میں لکھتے ہیں کہ جب مدینہ منورہ میں عربی اور تُرک وغیرہ بے شمار آدمی آنحضرت کی خدمت میں مرید ہونے کے لئے آئے تو آپ نے بپاسِ ادب جناب رسالتمآب سلسلہ ارشاد بند کر دیا ۔ اور لوگوں کو ٹالتے رہے اسی دوران ایک دن جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حجرہ خاص سے قدم رنجہ فرما کر

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ پر حد سے زیادہ مہربانی کی۔ اور اس لقب سے ملقب فرمایا کہ تم میرے بیٹے ہو جیسے ابراہیم تھا، خلعت ارشاد تمھیں مبارک ہو یہ کام تمھارے ہی متعلق ہے تم میرے قائم مقام اور مسند نشین ہو۔

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ ان دنوں بیماری میں بری طرح مبتلا تھے۔ چنانچہ طالبوں کو توجہ دینے کی طاقت بھی آنجناب میں نہ تھی۔ اس واسطے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی شفا کے لئے عرض کیا الہام ہوا کہ جلیل القدر خدمت کے لئے چند روز تک شفا ہوگی۔ چنانچہ اس کے بعد پچیس روز تک آپ مدینہ میں رہے اس عرصہ میں آپ کو کامل صحت رہی۔ اور خلقت کی طرف متوجہ رہے۔ ہزاروں آدمیوں نے آنجناب سے کامل باطنی حصہ حاصل کیا۔

کہتے ہیں ہر روز سینکڑوں نئے طالب آنجناب کی خدمت میں مرید ہوتے، شیخ الاسلام مدینہ اس ملک کا سب سے بڑا عالم تھا۔ سات سو عالم اس کے مدرسے میں پڑھانے پر مامور تھے۔ اس نے آنحضرت کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ آج رات خواب میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم مجھے فرماتے ہیں۔ کہ محمد نقشبند میرا خلیفہ اکمل اور نائب اعظم ہے تم اس کی خدمت میں جاکر مرید ہو جاؤ۔ بعد ازاں صدق اعتقاد سے شاگردوں سمیت آنجناب کا مرید ہوا۔

دوسرے روز شیخ العرب نے جو اس ملک کا سب سے بڑا شیخ تھا اور جس کی خانقاہ میں قریبًا ایک ہزار شیخ عالم فقیر اور صالح آدمی رہا کرتے تھے اور جس سے لوگوں کو ظاہری اور باطنی فائدہ پہنچا کرتا تھا۔ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آج رات میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مجھے فرماتے ہیں کہ خواجہ محمد نقشبند کے پاس جاکر اس کے مرید ہو جاؤ۔ کیونکہ وہ اولیائے اُمت سے افضل ہے۔ پھر وہ بھی معہ تمام توابع و لواحقین اور شاگردوں کے مرید ہوا۔ ان دونوں صاحبان نے بقید تمام

سلوک باطنی حاصل کیا۔ آنحضرت نے ان دونوں کو ولایت کی خوشخبری عنایت کر کے اجازت تعلیم طریقہ مرحمت کر کے اپنی خلافت سے بھی مشرف فرمایا۔

کہتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں عرب والے جس قدر مرید ہوئے ان میں سے اکثر خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم و صحابہ رضی اللہ عنہ سے خوشخبری پا کر مرید ہوئے جن کی تفصیل لکھنا موجب طوالت کلام ہے۔ میرے (مصنف) جد شریف کواکب درّیہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو بہت سے مریدوں سمیت جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک میں داخل ہونے کی اجازت ملی اس کے اندر معہ یاروں کے استغراق ہوا۔ دیر تک مراقبہ کیا۔ بعدازاں بڑی عاجزی سے سرمنہ خاص پردہ کے اندر مل کر باہر تشریف لائے۔ اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی زیارت کی۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ روضہ منورہ کے اندر مجھے نہایت عالیشان خلعت عطا ہوئی۔ اور شیخین کی طرف سے بھی دو خلعتیں مرحمت ہوئیں جسب معمول عشار کی نماز کے بعد لوگوں کو وہاں سے دور کیا کہ حضرت حجۃ اللہ معہ مریدوں کے آدھی رات تک وہیں بیٹھے مراقبہ کرتے رہے اور روضہ منورہ کے خادم نہایت ادب سے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کھڑے رہے۔ ہفتے میں دو راتیں یعنی جمعہ اور پیر کی رات کو تمام رات اپنے خاص مریدوں سمیت روضہ منورہ میں حلقہ اور مراقبہ کرتے۔

جنّت البقیع کی زیارت

"تیسرے دن آنحضرت مدینہ سے بقیع کی زیارت کو گئے۔ اور فرمایا کہ حضرت عثمان، حضرت امام حسن اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم کی نسبت نہایت عظمت و جلالت سے ظاہر ہوئی۔ اور ہر ایک نے خلعت عنایت فرمائی۔ بعدازاں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ظہور فرمایا اور مجھے بیٹوں کی طرح گود میں لیا۔ اور نہایت مہربانی فرما کر خلعت عنایت فرمائی

بقیع میں تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مجھ پر حد سے زیادہ مہربانی فرمائی۔ اور ہر ایک اپنی قبر سے نکل کر میرے آنے کا منتظر ہوا۔ اور میری ملاقات کو آکر مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ میں ان بزرگوں کے درمیان حیران تھا کہ اول کس کی تواضع کروں؟ میں ان بزرگوں کے درمیان مضمحل اور متواری رہا۔ دیکھتا ہوں کہ ان کی نسبت کے انوار میں غرق ہوں۔

بعد ازاں آپ سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ وغیرہ شہدائے اُحد کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے جو معاملہ بقیع میں ہوا تھا وہی یہاں پیش آیا۔

سرکار رسالتمآب کی خصوصی شفقت

مناقب نقشبندی میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت قیوم ثالث جناب سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے سامنے بیٹھے تھے کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے روضہ مبارک سے باہر آکر انھیں بغل میں لیا۔ حضرت قیوم ثالث فرماتے ہیں اس وقت مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خاص حقیقت کا طوق نصیب ہوا اور آپؐ کا تکون و بروز حاصل ہوا۔ تکون و بروز کا مطلب یہ ہے کہ جب کامل شیخ اپنے کمالات اپنے مرید صادق کو القا کرنا چاہے تو وہ اپنے آپ سے غائب ہو کر نفس مرید میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس وقت مرید ظاہر و باطن میں مرشد کا ہم رنگ ہو جاتا ہے۔ اور اس کے دقائق و حقائق سے متحقق ہو جاتا ہے۔ یہ معاملہ جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ کو بھی نصیب ہوا تھا۔ جس کا ذکر کتاب کے پہلے اور دوسرے حصے میں ہو چکا ہے۔ وہی معاملہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ یہ فضلِ الٰہی ہے جسے چاہے عطا فرمائے اللہ تعالےٰ صاحب فضل عظیم ہے۔

اسی اثناء میں حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ نے ہزاروں آدمیوں سمیت ظاہر ہو کر فرمایا محمد نقشبند! جسطرح تم نے مجھے اوّلین و آخرین میں سُرخرو کیا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ

تمہیں سرخرو اور سربلند کرے۔ اللہ تعالےٰ نے آپنے فضل و کرم سے تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر رکھا ہے۔" اسی وقت اللہ تعالےٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ تمام اولیاء اللہ کی گردن پر تیرا قدم ہے۔ کواکب دریہ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ جل شانہ نے حضرت حجۃ اللہ کو جناب رسالتماب صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل ان اسرار سے مشرف فرمایا جن کی وجہ سے آپ کے والد بزرگوار اولین و آخرین میں سرخرو اور سربلند ہوئے۔ اگرچہ بذات خود بھی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سرفراز تھے خلعت ارشد بھی آنجناب کی سرفرازی کا باعث ہوا۔

مسجد نبوی میں برکات

ایک روز حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی کے قریب قرآن شریف ختم کر رہے تھے۔ ختم سے فارغ ہو کر فرمایا۔ کہ اس اثناء میں مجھ سے ایک نور ظاہر ہوا جس نے تمام عالم سفلی و علوی کو گھیر لیا۔ جب بصرح بچار کی تو معلوم ہوا۔ کہ یہ وہی معاملہ اور خلعت ہے جس نے کما حقہ ظہور کیا ہے مجھ فقیر پر عجیب و غریب دقت ظاہر ہوا۔ گویا آج سے سینکڑوں خلعتیں از سر نو جلوہ گر ہیں۔ اور نہایت خوبصورتی کی حالت میں نمودار ہوئی ہیں۔

مجھے الہام ہوا کہ یہ خلعت حضرت داؤد علیہ السلام کے وقت سے لے کر کسی کو عطا نہیں ہوئی۔ جو تمہیں عنایت ہوئی ہے۔ تمہارے لئے یہ خلعت مبارک ہو! اتنے میں اس خلعت کی مبارکباد اولین و آخرین اور اہل زمین و آسمان کی طرف سے ملی۔ موجودات کے تمام ذرات اور انبیاء و ملائکہ مجھے مبارکباد دیتے تھے۔ میں حیران تھا کہ یہ کس قسم کی خلعت ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام کو نصیب ہوئی اور یہ خصوصیت میرے سوا کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ الہام ہوا کہ داؤد کو ہم نے سلیمان کا سا بیٹا دیا جو تمام جہان اور اہل جہان کا پیغمبر اور بادشاہ تھا اور تمام مخلوقات اس کی مطیع و مستغار تھی۔ اس کے بعد اس قسم کی سلطنت آج تک کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ بلکہ دیو، پریاں اور جنات وغیرہ سب اس کے فرمانبردار تھے۔ تمہیں بھی ہم نے ایسا فرزند عطا فرمائی ہے جو جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کا مظہر اتم، نائب اعظم

اور خاتم کمالات ہوگا۔ تمام مخلوقات کی معنوی سلطنت اور قیومیت کا منصب اسی پر ختم ہوگا۔ اور تمام اہلِ جہان قیامت تک اس سے فیض رُشد و ہدایت حاصل کرتے رہیں گے جب تک دنیا قائم ہے جسے فیض حاصل ہوگا اس کے وسیلہ سے ہوگا اس دنیا میں اس جیسا کوئی پیدا نہ ہوگا۔

بارگاہِ رسالت سے خصوصی بشارتیں

اسی اثنا میں جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے روضہ مبارک سے نکل کر فرمایا کہ میں نے تمہیں ہندوستان سے بڑی تاکید سے منگایا اور متواتر تین مہینے ہندوستان میں لینے کے لئے جاتا رہا اور اس سفر کی برکتیں تمہیں تبلاتا رہا ان ساری باتوں کی غرض یہی تھی کہ میں تمہیں بلاکر اپنی خاص نسبت کا القاکروں جس کے القاء کی وجہ سے تمہارے ہاں ایک فرزند ہوگا۔ اور جو میرے کمالات کا خاتم اور مظہرِ اتم ہوگا۔ اور جس کے سبب سے تمہارے خاندان میں برکت عظیم رہے گی۔ اور لوگ قیامت تک اس سے فیض حاصل کرتے رہیں گے۔ اِسکے بعد پھر اس جیسا کوئی نہ ہوگا۔ بعدازاں مجھ سے بغل گیر ہوکر اپنے سینہ مبارک کو میرے سینے سے ملایا اور اپنی نسبت خاصہ کا القا فرمایا۔

بعد میں میرے فرزند ابوالعلی کو بلاکر اس سے بغل گیر ہوکر فرمایا کہ وہ فرزند اس عزیز کی پشت سے ہوگا۔ اس واسطے کئی سال لسے اپنے پاس بٹھایا میں نے اس کی تربیت کی اور اس کے چہرے پر برقعہ ڈال کر اس کی نگاہ ہر طرف سے بند کر کے اپنی طرف متوجہ رکھا تاکہ اس کے ہاں ایسا بزرگ فرزند پیدا ہو۔ پھر فرمایا کہ وہ فرزند باطنی تربیت تم سے حاصل کرے گا۔ یہ نسبت جو میں نے تمہیں دی ہے۔ اُسے دینا۔ مسقط میں جو اس قدر تکلیفیں اور مصیبتیں تمہیں پہنچیں ان کے بدلے حق تعالیٰ نے تمہیں یہ نعمت عظمیٰ عطا فرمائی۔

ایک بدعقیدہ کی مجلس میں آمد

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے یہ خوشخبری سُن کر دوگانہ ادا کیا۔ اور اس کے شکریہ میں جناب رسول خدا

صلے اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کے نام طعام پکا کر فقراء کو تقسیم کیا۔ تمام اہلِ مدینہ کو بلایا جب لوگ آئے اور مجلس منعقد ہوئی۔ ابھی کھانا نہیں چنا گیا تھا۔ کہ آنحضرت نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تصنیف مبداء و معاد کے بعض معارف جو پنجگانہ عالم امر کے متعلق ہیں بیان کرنا شروع کئے۔ اہلِ مجلس ان کے سننے میں محو تھے۔

اتنے میں ایک اہلِ عناد جسے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے قدیمی عداوت اس واسطے تھی کہ آنحضرت نے معارفِ لدنیہ میں جو آنجناب کی تصنیفات سے ہے مرشدوں کے مرشد نے اس کو جو سراسر دائرہ شریعت سے خارج تھا۔ اور اس کو دین و مذہب سے سروکار نہ رکھتا تھا۔ حد سے زیادہ طعن و تشنیع کی ہے اس نے مرشد بدنہاد سے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کے حق میں بُری بھلی باتیں بیان کیں۔ جنھیں سن کر حضرت قیوم ثالث سخت ناراض ہوئے۔ اہلِ مجلس نے اس ملعون کو مار پیٹ کرنی چاہی۔ لیکن آنحضرت نے بتاکید تمام منع فرمایا۔ اور خود تحمل کو کام میں لائے۔

مجلس طعام سے فارغ ہو کر اس مردِ بدبخت نے گھر پہنچ کر ایک رسالہ رفض و عناد کا لکھ کر آنحضرت کی خدمت میں بھیج دیا۔ جب آنحضرت نے اس کا مطالعہ کیا تو سر جھکا لیا اور نہایت مغموم ہوئے۔ اسے ہاتھ سے پھینک کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ کے سامنے مغموم ہو کر جا بیٹھے۔ جنابِ رسالتمآب نے ازراہ لطف و کرم ظاہر ہو کر فرمایا۔ کہ جو تیرا مردود ہے۔ وہ میرا بھی مردود ہے۔ جو کچھ چاہتے ہو اس کے حق میں ظاہر ہو سکتا ہے۔ آنجناب کی عادت تھی کہ کسی سے کبھی بدلہ نہ لیتے تھے جب کبھی کوئی خلاف ادب بات کرتا آپ برداشت کرتے۔ اس کا بدلہ لینے کی کوشش ہی نہ کرتے۔ اپنے طالبوں کو بھی یہی نصیحت کرتے۔ کہ اگر ہم بھی بدلہ لینے پر اتر آئیں تو پھر خاص و عام میں فرق ہی کیا رہا۔ یہی وجہ ہے کہ افضل البشر اور دیگر انبیاء نے کفار اور منافقوں کے ہاتھ سے طرح طرح کی اذیتیں سہیں لیکن انتقام نہ لیا۔ کہتے ہیں وہ دشمن اسی رات سے اسہال سے مر گیا۔

حج کی قبولیت کی علامات

حضرت ابوالعلی مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں کہ حج کے قبول ہونے کی تین علامتیں یہ ہیں ایک آنحضرت کا آزار بدنی دوسری وہ تکلیف جو مکہ معظمہ میں حج سے فارغ ہو کر ہوئی جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے. تیسری وہ تکلیف جو اس مردملعون سے پہنچی. یہ تینوں حج کے بعد ہوئیں بعدازاں خطاب ہوا کہ جو تیرا مردود ہے وہ میرا بھی مردود ہے اس وقت آنجناب نے اس بدمذہب کے حق میں دعا نہ کی کیونکہ آنجناب کا طریقہ بدلہ لینے کا نہ تھا. پچیس روز مدینہ منورہ میں رہ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہو کر مکہ معظمہ کا رُخ کیا.

آستانِ نبوت پر جبین نیاز

حضرت ابوالعلی مناقب نقشبندیہ میں لکھتے ہیں. کہ جب حضرت قیوم ثالث وداع ہونے کے لئے جناب سید دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ پر آئے تو نہایت عاجزی اور زاری سے سر جھکا لیا اور رونے لگے پھر اوندھے گر پڑے یہی حالت تمام مریدوں کی تھی. رخصت سے فارغ ہو کر آنجناب نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم دست مبارک میں عصائے لئے ہوئے حجرہ سے باہر تشریف لاتے اور بڑے تپاک سے مجھ سے بغل گیر ہو کر فرماتے ہیں. السلام علیک ورحمۃ اللہ برکاتہ! اور خلعت خاص مرحمت فرما کر پھر حجرہ کی طرف متوجہ ہوئے ہیں. میرے تمام یاروں اور خلفاء پر بھی بہت عنایات فرمائیں.

بادشاہ ہندوستان نے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا تو اس کے جواب میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا "مُؤْمِنٌ مُحْسَادٌ اَنَا مُحِبُّهٗ وَسَلَامٌ". جس مومن کے ساتھ حسد کیا گیا ہو میں اسے دوست رکھتا ہوں اور سلام. بعدازاں بقیع میں جا کر اصحاب رضی اللہ عنہ رخصت ہوئے. صحابہ میں سے ہر ایک نے آنحضرت پر حد سے زیادہ مہربانی کی اور

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب آنحضرت مدینہ منورہ سے باہر نکلے تو مرض کا دورہ ہوا۔ کیونکہ شفا صرف اتنے دن تک تھی۔ جتنے دن آپ شہر میں رہے۔ اس لیے کہ آپ کی ذات سے اس ملک کے لوگوں کو باطنی فائدہ پہنچے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

آنحضرت نے اس مرض کے دوران ایک روز فرمایا کہ نزولِ بے کیف باخیر و برکت واقع ہوا۔ اور ایسا معلوم کرایا گیا۔ کہ میں تیری بیمار پرسی کے لیے آیا ہوں۔ بعدازاں تمام انبیاء اولیاء اور ساتوں آسمانوں کے فرشتے تشریف لاکر فرماتے ہیں کہ ہم سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ کی بیمار پرسی کے لیے آئے ہیں۔ جب مکہ معظمہ کے قریب پہنچے تو کعبہ معظمہ ایک بار پھر آپ کے استقبال کو آیا۔ جب اہل مکہ کو آنجناب کی تشریف آوری کی خبر ہوئی تو سب سر کے بل آنحضرت کے استقبال کو آئے۔

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے چند روز مکہ معظمہ میں رہ کر ہندوستان کا رخ کیا۔

حج سے واپسی کا سفر

جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ میں تشریف لائے تو چند روز وہاں رہ کر ہندوستان جانے کا ارادہ کیا۔ عرب، شام، روم اور یمن وغیرہ ممالک کے تمام مشائخ اور علماء آنجناب کے ساتھ تھے۔ سب کو رخصت فرمایا اور اپنے خلفاء مثلاً شیخ مراد شامی، شیخ الاسلام مدنی اور شیخ العرب مدنی وغیرہ کو بھی رخصت کیا۔ اور خود ہندی آدمیوں سمیت جہاز میں سوار ہوئے۔ جہاز میں سوار ہوتے وقت جو لوگ مسقط سے حج کے آنجناب کے ساتھ آئے تھے۔ انھیں بھی رخصت فرمایا جب سمندر طے کر کے بندرگاہ

سورت میں پہنچے تو ہندوستان کے تمام بڑے بڑے رئیس اور امیر آنحضرت کے استقبال کو آئے۔

حضرت ابو العلی نے آٹھ سال کے بعد چہرے سے برقعہ ہٹا لیا

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے فرزند اکبر حضرت ابو العلی نے قیومیت کے پانچویں سال چہرے پر برقعہ ڈالا۔ پھر کسی سے گفتگو نہ کی۔ بندرگاہ سورت میں پہنچ کر وہ برقعہ اٹھایا آٹھ سال تک آنجناب برقعہ اوڑھے رہے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میرے قبلہ گاہ (حضرت ابو العلی) حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ اور آپ کے چہرے پر نقاب تھا۔ اچانک وہ برقعہ چہرہ پر سے اٹھا دیا جسے دیکھ کر حاضرین دنگ رہ گئے۔ آپ نے والد بزرگوار سے عرض کیا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا ہے کہ چہرے کا نقاب دور کر دو۔ جس کام کے لیے برقعہ پوش ہوئے تھے۔ وہ مقصد حاصل ہو گیا ہے یعنی تمہارے ہاں لڑکا پیدا ہو گا جس کی طفیل پروردگار دین و دنیا کا کارخانہ آباد رکھے گا۔ اب جلدی سے اپنا نکاح کرو۔

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے بھی الہام ہوا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تمہاری یہ تربیت فرمائی تو محض اس خاطر کہ تم سے ایسا فرزند پیدا ہو، جو کمالاتِ محمدی کا مظہر اتم ہو۔

حضرت ابو العلی آٹھ سال برقعہ پوش رہے۔ اس آٹھ سال کے عرصہ میں ہر وقت جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے بیٹھ کر آپ کی تربیت میں مشغول رہتے ایک روایت یہ ہے کہ آپ بارہ سال تک برقعہ اوڑھے رہے۔ جب آپ نے چہرے سے نقاب اٹھایا تو کسی نے آپ کو نہ پہچانا۔ کیونکہ جب آپ برقعہ پوش ہوئے تھے تو بے ریش تھے۔ اور جب نقاب چہرے پر سے اٹھایا تو اس وقت خط آیا ہوا تھا۔

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند حضرت ابوالعلیٰ کے بیٹے خازن الرحمت کے بیٹے شیخ سعدالدین کی لڑکی طلب کی . سفر سے واپس آکر چند روز میں نکاح ہوگیا .

القصہ جب آنحضرت بندرگاہ سورت سے ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے تو جس گاؤں یا شہر سے آنجناب کا گذر ہوتا وہاں کے رہنے والے سبھی آنجناب کے استقبال کے لئے آتے . بادشاہِ ہندوستان نے تمام حکام کے نام احکام جاری کئے کہ اپنی حدود تک آنحضرت کا استقبال کرو اور پھر اپنی حدود سے باہر تک وداع کرو .

اسی طرح شاہجہان آباد تک پہنچے .

اورنگ زیب کے ڈر سے شاہِ ایران نے خودکشی کرلی

عالمگیر بادشاہ ان دنوں حسن ابدال میں تھا . اس لئے کہ جب اس نے مسقط میں آنحضرت کو تکلیف پہنچنے کی خبر سُنی تو گھبرا کر ایران کا رُخ کیا . کیونکہ مسقط عراق ایران کے نواح میں ہے . اس کا خیال تھا کہ ایران کے آدمی بھی آنجناب کے دشمن ہیں . اس واسطے جو تکلیف آنحضرت کو پہنچی ہے . وہ شاہِ ایران کے اشارہ سے پہنچی ہے . کیونکہ والیٔ مسقط عراق ایران کا باجگذار ہے . اس لئے بادشاہِ ہندوستان عالمگیر نے شاہِ ایران کو تہ تیغ کرنا چاہا اور اس مطلب کے لئے ایک جرار لشکر لے کر دریائے سندھ کے قریب حسن ابدال میں جا پہنچا جب شاہ ایران نے شاہ ہندوستان کے آنے کی خبر سُنی تو آمادہ جنگ ہوا لیکن ارکانِ سلطنت نے اُسے شاہ ہندوستان کے دبدبہ سے بہت ڈرایا اس لئے شاہِ ایران نے ڈر کر زہر کھا کے خودکشی کرلی .

ارکین سلطنت نے اپنے عجز و انکسار کی ایک عرضی بادشاہ ہند کی خدمت میں لکھی کہ ہمارا بادشاہ فوت ہوگیا ہے اب یہ بیوہ عورتیں رہ گئی ہیں جن کی حالت قابلِ رحمت ہے امید ہے آپ ان شکستہ حال بوڑھیوں پر رحم فرمائیں گے . اور ارادہ کی باگ شاہجہان آباد کی طرف پھیریں گے . اسی اثناء میں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری

کی فرحت اثر خبر پہنچ گئی کہ والئ مسقط اور وہاں کے باشندے کامل اعتقاد سے آنحضرت کے مرید ہو گئے ہیں۔ اور آنجناب بخیر و عافیت مسقط سے حرمین الشریفین کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔ بادشاہ یہ خبر سُن کر از حد خوش ہوا اور ایران جانے کا ارادہ ترک کر دیا چونکہ حسن ابدال کی آب و ہوا خوشگوار تھی اس لیئے چند ماہ وہیں قیام کیا جب آنحضرت کے سمندر پار اترنے کی خبر بادشاہ نے سُنی تو اسی وقت حسن ابدال سے آنحضرت کے استقبال کے لیئے شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔

اسی سال حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ اس سرائے فانی سے عالم جاودانی میں کوچ کر گئیں اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے مشرقی محراب میں مدفون ہوئیں۔ محراب کے دروازے کو بند کر دیا گیا۔ اور دوسری طرف محراب نکالی گئی۔

جب بادشاہ اورنگ زیب سرہند پہنچا تو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ میں آکر فاتحہ پڑھی اور آنحضرت کے جو فرزند سرہند میں اس وقت موجود تھے ان سے والدہ کی ماتم پرسی کی اور تاکیداً حکم دیا کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو والدہ ماجدہ کے انتقال کی خبر نہ ہونے پائے اور خود جلدی شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت حجۃ اللہ یہ خبر شاہجہان آباد میں سُن کر غم کی صورت بنالئے۔ سرہند کی طرف آرہے تھے۔ سرہند سے چالیس کوس کے فاصلہ پر تھانیسر میں بادشاہ نے آنحضرت کی قدم بوسی کی۔ پہلے آنحضرت کی والدہ ماجدہ کی ماتم پُرسی کی پھر عرض کیا کہ آنجناب میرے ساتھ شاہجہان آباد تشریف لے چلیں۔ جب آنحضرت نے اس بات سے انکار کیا۔ تو بادشاہ نے حد سے زیادہ منت سماجت کی آپ نے بکمال لُطف و کرم سے اس کی التماس کو منظور فرما کر شاہجہان آباد کا رُخ کیا۔

بادشاہ نے قلعہ خاص میں آنحضرت کے قیام کا بندوبست کیا۔ اور صبح و شام آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ تمام اراکین سلطنت آنحضرت کے حلقہ میں شامل ہوا کرتے تھے۔ ہر صبح و شام آپ کے حلقہ میں ہزاروں آدمیوں کا مجمع ہوا کرتا۔ آنحضرت رضی نے

جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی عنایت کو بادشاہ پر ظاہر کیا۔ بادشاہ نے عرض کیا۔ کہ جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ عنایت صرف آنجناب کی طفیل سے ہے اللہ تعالےٰ کا شکر ہے جس نے مجھے آنجناب کی خدمت میں پہنچایا جس کی وجہ سے میں اس مرتبہ مشرف ہوا کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر اس قدر عنایت و شفقت فرمائی۔

حضرت خواجہ محمد نقشبند کی سفارش سلطان محمود کی قید سے رہائی

انہی دنوں بادشاہ نے اپنے بڑے بیٹے سلطان محمود کو بعض حاسدوں کے بہکانے سے قید کر رکھا تھا۔ اور بارہ سال سے جیل میں تھا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اسے قید سے چھڑایا۔ بادشاہ کو اس سے بڑی محبت تھی۔ اُسے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کا مرید کرایا تھا۔ آنحضرت بھی اس پر حد درجہ مہربان تھے یہ شاہزادہ مر گیا تو بادشاہ بہت ہی غمگین ہوا۔ اسے سلطان ہمایوں کے مقبرہ میں جہاں سلاطین ہند کی قبریں ہیں دفن کیا گیا۔

ایک روز بادشاہ نے بیٹے کی فاتحہ کے لیے جانا چاہا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں سلطان محمود کی قبر کا حال معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ یہ کام آپ کی توجہ اشرف سے ہوگا۔ امید ہے کہ میرے سینے پر تصرف فرمائیں گے تاکہ اس کی قبر کے حالات مجھ پر منکشف ہو جائیں۔ آنحضرت نے اپنے باطن کی طرف تھوڑی سی توجہ کر کے فرمایا جاؤ بیٹے کی قبر پر انشاءاللہ بفضلِ خدا اس کے حالات تم پر منکشف ہو جائیں گے۔ بادشاہ بیٹے کی قبر پر گیا جب وہاں سے واپس آیا تو آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ الحمدللہ! آنجناب کی توجہ سے بیٹے کی قبر کے حالات میں نے معلوم کر لیے۔ جو جناب کی توجہ اور فضل خدا سے اچھے ہیں۔ جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو شاہجہان آباد میں رہتے ہوئے چند ماہ کا عرصہ ہو گیا تو تمام حضرات سرہند آپ کی خدمت میں حاضر

ہوئے آنحضرت کو بھی شوقِ وطن بکثرت ہوا بادشاہ سے رخصت چاہی۔ بادشاہ آپ سے جدا نہیں ہونا چاہتا تھا۔ بہت عرض معروض کیا مگر آنحضرت رضی اللہ عنہ سرہند کی طرف روانہ ہوگئے۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ

شاہجہان آباد سے سرہند کو تشریف لے جاتے ہیں

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے بادشاہ سے رخصت ہو کر سرہند جانا چاہا بادشاہ نے عرض کیا کہ چند روز اور توقف فرمائیں۔ تاکہ یہاں کے لوگ جناب کی صحبت بابرکت سے فیض حاصل کریں اور مجھے بھی نجاتِ ابدی اور سعادت سرمدی نصیب ہو۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اشتیاقِ وطن غالب ہے اب میں ضرور وطن جاؤں گا۔ بادشاہ نے بہت منت سماجت کی لیکن آپ نے قبول نہ فرمائی۔ اور سرہند کی طرف روانہ ہوگئے۔

جب اہلِ سرہند نے آنجناب کی تشریف آوری کی خبر سنی تو سر کے بل استقبال کو آئے۔ حضرت قیوم ثالث نے پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ کی زیارت کی پھر حضرت عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ کی زیارت کرکے تھوڑا توقف فرمایا اور محل میں تشریف لے گئے۔

اسی سال حضرت قیوم ثالث کے فرزند حضرت ابوالعلی کے ہاں بروز پیر ۵، ذیقعد کو فرزند پیدا ہوا۔ ~~

چہ فرزند یکہ نازد شادی از دے   جہاں را شد مبارکبادی از دے

جب حضرت حجۃ اللہ کو اس فرزند کی پیدائش کی اطلاع ہوئی تو فرزند بزرگوار کے دیکھنے کے لیے تشریف لائے اور فرمایا کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء اور ملائکہ سمیت تشریف فرما ہوتے ہیں۔ گود میں لے کر دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہہ کر محمد زبیر نام ابوالبرکات کنیت اور شمس الدین لقب فرمایا ہے اور نہایت کرم سے فرماتے ہیں کہ یہ فرزند خاتم منصب قیومیت ہوگا۔ اور جب تک دنیا ہے اس کے ارشاد اور نور ہدایت سے جہاں روشن رہے گا۔ اس کے بعد کوئی ایسا مقرب بارگاہِ الٰہی پیدا نہیں ہوگا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو پروردگار کی طرف سے کئی دفعہ معلوم ہوا تھا کہ یہ فرزند ایسا بلند مرتبہ ہوگا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل ہوگا۔ چنانچہ یہ حالات اس کتاب کے چوتھے حصہ میں انشاء اللہ مفصل بیان کیے جائیں گے۔

اس بچے کی بلندئ مرتبہ کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ دو فرضوں یعنی روزہ حج کے مابین واقع ہوا اور دو عیدوں کے دو عیدوں کے درمیان پیدا ہوا۔ ماہ ذیقعد جس میں حضرت قیوم رابع پیدا ہوئے ہندی میں اسے خالی مہینہ کہتے ہیں۔ لیکن اب یہ حضرت قیوم رابع کی ولادت کے سبب پُر ہو گیا۔ اور واقعی یہ مہینہ ذیقعدۃ العمور ہو گیا۔ شعرا نے اس فرزند ارجمند کی تاریخ ولادت کہہ کر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کی جو درج ذیل ہے۔

آں شیخ مجدد کہ بالف ثانیش — نبود ثانیش در ہمہ انسان غیر
حق داد باو منصب قیومی را — زو ماند بمعصوم شہے عالم سیر
معصوم چو از جرم و خطا بد معصوم — زاں نطفہ پاک خواجہ شد صاحب خیر
آں خواجہ کہ بود نقشبند عالم — اعلیٰ درجہ ابوالعلی ماند بخیر
فرزند چو حق داد ابوالعلی را — چوں گوہر پاک آمد از معدن خیر

تاریخ ولادتش چو جستم گفتند قیوم زماں قطب بادشاہ زبیر

ایک اور صاحب نے یہ تاریخ کہی ہے۔

"مخدومِ زمانہ قطب الاقطاب"

امداد شاعر نے کہا "سروش آمد ولی قیوم رابع مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ"

علےٰ ہذا القیاس بہت سی تواریخ مختلف اشخاص نے کہیں جو خواب مختلف اشخاص نے اس رات دیکھے وہ اس کتاب کے چوتھے حصے میں انشاء اللہ درج کئے جائیں گے۔

اسی سال ایک روز حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ پر دید قصور یہاں تک غالب آئی کہ شہر کے کوتوال کو بلا کر فرمایا کہ مجھ پر تعزیر کرو۔ اور حد شرع لگاؤ۔ اس نے کہا میری کیا مجال کہ آپ کو تعزیر کروں۔ آنحضرت نے پھر تاکیداً فرمایا کہ ضرور بالضرور مجھ پر تعزیر لگاؤ! کوتوال نے کہا آپ سے کوئی ایسا قصور نہیں ہوا۔ آنجناب نے فرمایا میں بہت گنہگار ہوں مجھ پر تعزیر لگاؤ! تاکہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے۔ کوتوال نے پھر عذر کیا تو آنجناب نے اصرار فرمایا کہ بالضرور سزا دو۔

آخر اس نے مجبور ہو کر آنحضرت کو کوڑے مارنے شروع کئے۔ صوفی عبدالوہاب اس وقت موجود تھے۔ انھوں نے کوتوال کو کہا کہ آنحضرت کے بدلے میرے بدن پر کوڑے مارو۔ صوفی صاحب ایک ہی کوڑا کھا کر بے ہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو کہا کہ آنحضرت محض اپنے تصرف سے بیٹھے کوڑے کھاتے تھے۔

جب کوتوال کوڑے مار مار تھک گیا۔ اور اس کے ہاتھ کام سے رہ گئے تو کوڑا ہاتھ سے پھینک دیا۔ کوڑوں سے فارغ ہوتے ہی دیوانہ ہو گیا۔ اور گوہ کھانے لگا۔ لوگوں نے کہا اس کی یہ حالت اس لئے ہوئی ہے کہ اس نے آنجناب پر اس زور سے کوڑے لگائے کہ کوئی مجرم کو بھی اس زور سے نہ مارتا ہوگا۔ اسے مناسب تھا کہ اگر آنحضرت نے اصرار کیا تھا تو آہستہ سے ایک کوڑا مار دیتا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام پر معاندین کے اعتراضات

اور برزنگی کا حشر

اس سال بعض مخالفوں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام کی مخالفت کی۔[۱] اس کی مفصل کیفیت یوں ہے۔ کہ جب طریقہ احمدیہ معصومیہ تمام جہان میں شائع ہو گیا

۱۔ ایسے مخالفین میں سے عبداللہ خویشگی قصوری بھی کسی سے پیچھے نہیں تھا۔ یہ شخص قصور کے خویشگی قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔ والد کا نام عبدالحق (عبدالقادر) تھا۔ اور چشتی سلسلہ میں مرید تھا۔ اچھا شاعر (عبدی تخلص) تذکرہ نویس اور بہت سی کتابوں کا مصنف تھا۔ وہ تقریباً ۱۰۴۳ھ میں پیدا ہوا۔ اور ۱۱۰۶ھ میں فوت ہوا۔ وہ حضرت مجدد الف ثانی کا بدترین مخالف تھا اس نے اپنی اکثر تصانیف میں آپ کی مخالفت کی آپ کے خاندان کے خلاف لکھتا رہا۔ وہ ایسے صوفیاء کی مجالس میں رہا جو وحدت الوجود کے زبردست حامی تھے۔ ان میں شیخ نعمت اللہ لاہوری، شیخ فتح اللہ، شاہ سراج الدین، شیخ عبدالرحمٰن رفیع۔ شیخ پیر محمد لکھنوی، مولانا خواجہ علی، شیخ محمد جونپوری، شیخ عبداللطیف برہانپوری، شیخ برہان الدین برہان پوری، شیخ حبیب جنیدی، شیخ محمد نعیم جونپوری، شاہ دولہ دریائی۔ میر سید احمد گیسو دراز، شیخ عبدالخالق خویشگی، کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

عبداللہ خویشگی کی کتاب "معارج الولایت" بزرگانِ دین کا ایک ضخیم تذکرہ ہے۔ یہ شخص اورنگ زیب کے ایک امیر دلیر خان کے ماتحت کئی جنگی مہمات میں شریک رہا۔ اور جہاں جہاں بس چلتا حضرت مجدد الف ثانی اور آپ کے خانوادہ کی مخالفت میں پیش پیش رہتا (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اور جہاں بھر کے سرکش اس طریقہ میں داخل ہو گئے۔ اور ساتوں ولایتوں کے بادشاہ اور امرار اس طریقہ میں داخل ہو گئے اور بڑے بڑے مشائخ اور علمائے وقت اس سلسلہ کے مرید ہو گئے اور دن بدن اس عالی خاندان کو رونق و زینت ہونے لگی اور حضرت امام معصوم کے فرزندوں اور خلفاء کا ارشاد ساعت بساعت ترقی پر تھا۔ اور ان کی بزرگی اظہر من الشمس ہو گئی۔ خاص طور پر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے ارشاد سے تمام جہان پُر ہو گیا چنانچہ جہاں بھر کے وضیع و شریف آپ کے مرید ہو گئے۔ اور دینِ متین کا ہنگامہ گرم ہوا۔ اور اسلام اور مسلمانی کو زیب و زینت حاصل ہوئی۔

دشمنانِ دینِ متین یہ حالت دیکھ کر مارے حسد کے جلے بھُنے جاتے تھے۔ رات دن اسی فکر میں تھے۔ کہ کسی طرح اس طریقہ کو تکلیف پہنچائیں۔ حتّٰے کہ ایک روز مجلس منعقد کر کے طے کیا کہ مُلا یعقوب کو اس مہم کا سرغنہ بنانا چاہیئے۔ تاکہ ان کے پیشوا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام پر نکتہ چینی کرے کہ اس کلام کے بعض حِصّے شریعت کے مخالف ہیں۔ ؎۱

بادشاہ کو بھی مخالفوں نے اُکسانا چاہیئے۔ کہ یہ کلام خارج از شریعت ہے۔ بادشاہ

(سابقہ صفحہ سے آگے) وہ وجودی فلسفہ کی آڑ میں حضرت مجدد کی تعلیمات پر اعتراض کرتا۔ اور امراء حکومت کو خانوادہ مجددیہ کے خلاف بھڑکاتا رہتا۔ اس کے تفصیلی حالات کے لئے "احوال و آثار عبد اللہ خویشگی قصوری" مؤلفہ محمد اقبال مجددی کا مطالعہ ضروری ہے۔

؎۱ حضرت قیوم ثالث کے زمانہ میں ایک بار پھر حضرات سرہند کے خلاف ایک فِتنہ اٹھا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی کی تحریروں کے خلاف ایک طوفانِ بدتمیزی اٹھایا گیا۔ اس وقت کے مخالف علماء نے بڑا شور مچایا۔ ہمارے فاضل دوست جناب محمد اقبال مجددی ایم اے نے اپنی کتاب "احوال و آثار عبد اللہ خویشگی قصوری" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء میں ان علما کے نام دیئے ہیں۔

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

نے کہا کہ یہ کلام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا ہے۔ جنھوں نے تمام بدعتوں گمراہیوں اور مخالفِ شرع امور کا قلع قمع کیا دین متین کو تازہ کیا۔ اور شریعت کو زیب و زینت دی اس سے پہلے کئی اولیاء مخالفِ شرع تھے۔ ان سلسلوں کو آنجناب نے منسوخ کیا آنجناب کے طریقہ میں ایک ادب کی ترک کو بھی حرام سمجھتے ہیں۔ شریعت کو رواج دینے اور سنت نبوی کو زندہ کرنے کی خاطر آپ نے حد درجہ کی کوششیں کیں اپنے آپ پر تکلیفیں سہیں۔ تب کہیں جاکر شریعت کا رواج ہوا۔ اور دین محمدی نے از سر نو رونق پائی۔ اس وجہ سے آپ

(سابقہ صفحہ سے آگے) جنھوں نے ایک محضر نامہ تیار کیا اور حضرت مجدد کے "خلاف شرع" عقائد پر محمد شاہ بادشاہِ وقت سے مکتوبات کی اشاعت تعلیم اور تدریس پر پابندی لگانے کی درخواست کی ان علماء میں سے قابلِ ذکر نام یہ ہیں۔

ابو الفتح، عبد الصمد بن حافظ یار محمد معذور القریشی، العباسی الکروڑی۔ تاج محمود شور کوٹ۔ فقیر بن مظفر خاں احمد۔ عنایت اللہ۔ سید شاہ محمد ناگوری۔ عنایت اللہ ثانی۔ مولانا جان محمد۔ محمد اشرف اورنگ آبادی۔ سید حامد عبد القادر ناگوری۔ شیخ ابو الخیر نبیرہ۔ حضرت سلطان التارکین۔ محمد اکرم بن شیخ محمد الدنیوری۔ شیخ محمد بن مولانا عبد اللہ مفتی لاہوری۔ محمد باقر اجمیری، بہاء الدین مفتی ملتان۔ تاج محمد عباسی۔ ابو حنیفہ مفتی ملتان، حافظ محمد طاہر تلمیذ مولانا عبد اللہ سیالکوٹی۔ قاضی خواجہ محمد، فتح محمد مفتی ہزارہ جہانگیر نگر۔ محمد تقی ساکن چیمہ چٹھہ۔ لطف اللہ قاضی۔ عبید اللہ۔ عبد الکریم بن محمد جمیل لاہوری ابو الحسین لاہوری۔ روح اللہ لاہوری۔ سلیمان لاہوری۔ عبد المومن لاہوری۔ حافظ نعمت اللہ لاہوری محمد ہاشم لاہوری۔ عبد الغنی بن شیخ عبد اللطیف مفتی لاہوری۔ محمد عبد اللہ۔ مولانا تیمور لاہوری۔ نور محمد عبد الحمید تلمیذ تیمور لاہوری۔ عبد الرحمن رومی۔ قاضی نور الدین قاضی قصور۔ شیخ غلام محمد۔ سید ولی لاہوری محمد فاضل فرید۔ محمد صادق امام محمد قاضی محمد افضل۔ سید عنایت اللہ لاہوری۔ عبد الوہاب بن سلطان محمد۔ یہ تھے وہ علماء جنھوں نے حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیمات کے خلاف آواز اٹھائی تھی۔

کو مجدد الف ثانی کا خطاب عطا ہوا۔ پس ان کا کلام کیونکر مخالف شرع ہو سکتا ہے۔ اس میں اُلجھنا تمھارے لئے نہایت نازیبا اور نامناسب ہے ایسے کلام سے جس کا نتیجہ سراپا عذاب ہی عذاب ہے۔ توبہ کرو تاکہ تمھارے دین و ایمان میں خلل نہ آجائے چنانچہ یہ لوگ مخالفت سے شرمندہ ہو کر بادشاہ کے پاس سے کھسک آئے۔

بادشاہ کی طرف سے تین جعلی خطوط

اب ایک اور منصوبہ باندھا وہ یہ کہ تین خط بادشاہ کی طرف سے جعلی لکھ کر سرہند بھیجے جن کی بادشاہ کو قطعاً خبر نہ تھی۔ ایک حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے نام دوسرا حضرت شیخ سیف الدین اور تیسرا مولوی فرخ شاہ صاحب کی طرف۔ جن کا مضمون یہ تھا کہ "حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی بعض عبارتیں بظاہر مخالفِ شرع ہیں۔ اور تمام علماء نے متفق ہو کر اس بات کا فتویٰ دیا ہے کہ مکتوبات کا پڑھنا پڑھانا بند کر دیا جائے"۔ اس بارے میں ایک محضر پر تمام علماء کے دستخط کرا کے سارے مخالف اکٹھے ہو کر دار الخلافہ میں آئے اور اس طریقہ کے خلفاء کو پیغام بھیجا کہ تمھارے شیخ کے کلام کے بعض حصے شریعت کے موافق نہیں ہیں[۱] تم اگر اس کا جواب دو جو شرع کے مطابق ہو۔

---

[۱] اس جعلی خط کو بعض علماءِ وقت نے خود ہی لکھ کر بادشاہ عالمگیر کے نام سے فرمان بھی جاری کر دیا اس خط کا ترجمہ یہ ہے "بادشاہِ اسلام کا حکم" قاضی شیخ الاسلام کی مہر سے قاضی اورنگ آباد کو جاری ہوتا ہے۔ کہ آج مورخہ ۲۷، شوال ۱۰۹۰ھ سے شریعت پناہ فضائل دستگاہ فقاہت انتباہ قاضی ہدایت اللہ آگاہ رہیں کہ ان دنوں شاہ مقدس دہلی تک یہ بات پہنچی ہے کہ شیخ احمد سرہندی کے مکتوبات کے بعض مقامات ایسے ہیں جو اہلسنت وجماعت کے عقائد کے خلاف ہیں۔ شیخ مذکور کے معتقدین جو اورنگ آباد میں مقیم ہیں۔ ان کی اشاعت میں مصروف ہیں اور اُن کی تدریس کر رہے ہیں۔ وہ حقیقت میں باطل اعتقاد پر گامزن ہیں۔ چنانچہ حکم والا شرف صدور پایا ہے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

شیخ عبدالاحد شاہ گل بھی ان دنوں شاہجہان آباد میں تھے۔ انھیں شمولیت کی تکلیف دی۔ بادشاہ کو جب معلوم ہوا تو اس نے شیخ عبدالاحد کو کہلا بھیجا کہ تمھارا اس مجمع میں آنا مناسب نہیں۔ تمام احمدی اور معصومی خلفار دار الخلافہ میں جمع ہوئے۔ مخالفوں نے جو سوال کیئے ان کے شافی اور شریعت کے مطابق جواب دیئے۔ کہ مخالفوں کو اعتراض کی گنجائش نہ رہی اور ان کی تسلی کر دی گئی۔ از روئے بحث مخالف ماند پڑ گئے۔

بادشاہ کے دربار میں مخالفین کی ذلت و رسوائی

پھر بادشاہ نے انھیں اپنے پاس قلعہ میں بلایا شیخ عبدالاحد بھی بادشاہ کے سامنے حاضر ہوئے۔ پھر مناظرہ ہونے لگا جس میں مخالفوں نے نیچا دیکھا۔ بادشاہ نے انھیں بہت شرمندہ اور ملامت کر کے کہا کہ میں نے تمھیں پہلے نہیں کہا تھا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا کلام حق اور سچ ہے۔ اور یہی شریعت کی حقیقت ہے جو آنجناب نے بیان فرمایا ہے۔ وہ لوگ سخت شرمسار ہوئے۔ بادشاہ نے انھیں بڑی بے عزتی سے مجلس سے دور کیا۔ جب تینوں خط سرہند پہنچے تو انھیں پڑھ کر تمام حضرات سرہند مشائخ احمدیہ و معصومیہ سخت غضب ناک ہوئے۔ اور بادشاہ کو ملامت کرنے لگے۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا چہرہ مبارک تو غصہ کے مارے سرخ ہو گیا۔ اور بادشاہ کی طرف اس مضمون کا ایک خط لکھا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام پر ہمارا دین و ایمان ہے۔ اسی کو ہم پڑھتے ہیں اور اسی پر عمل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسی عقیدے پر ہمارا خاتمہ کرے اور قیامت کے

(سابقہ صفحہ سے آگے) کہ یہ خادم شریعت۔ شریعت پناہ کو لکھے کہ ان مکتوبات کی اشاعت اور تدریس سے لوگوں کو روک دیا جائے۔ اور جس شخص کے بارے میں یہ معلوم ہوا کہ وہ ایسے باطل عقائد کی حمایت کرتا ہے۔ اسے شرعی سزا دی جائے لہذا تاکید کی جاتی ہے۔ کہ اس حکم مطاع واجب الاتباع پر عمل کیا جائے اور صورت حال سے آگاہ رہیں۔ (معارج الولایت صـ ۶۵۳)

دن بھی ہمارا حشر اسی پر ہو۔ مسلمانوں کے لیئے اس پر یقین کرنا کرانا واجب ہے جس نے اس پر اعتقاد نہ کیا اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام کو نہ مانا۔ اس کا دین و ایمان خراب ہوا۔ اور اللہ کے قہر و غضب میں گرفتار ہوا۔

حضرت شیخ سیف الدین نے بھی اسی قسم کا غضب آلود خط لکھا۔ اور مولوی فرخشاہ صاحب نے تو خود شاہجہان آباد جانے کا ارادہ کیا۔

مشائخ نقشبندیہ نے مجدد الف ثانی کے حق میں تین سو ساٹھ رسالے لکھے

تمام مشائخ نے ان شبہات کے رد میں رسالے لکھے جو مخالفوں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام پر کیئے سب سے پہلے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے ایک رسالہ تصنیف کیا جس میں اس قسم کی عقلی اور نقلی صحیح ساطعہ و براہین قاطعہ مندرج فرمائی جنھیں پڑھ کر ثابت ہو جاتا تھا کہ ہر ایک مسلمان پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام اور کمالات کا ماننا واجب ہے۔

اسی طرح حضرت محمد اشرف حضرت شیخ سیف الدین حضرت محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہم اور میرے (مصنف) جدِ امجد حضرت شیخ محمد ہادی نے کتابیں اور رسالے تصنیف کیئے چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد نے بہتر رسالے لکھے۔ اس طریقہ کے خلفاء نے بھی مختلف رسالے لکھے سب کی مجموعی تعداد تین سو ساٹھ تھی۔

مولانا فرخ شاہ اورنگ زیب کے دربار میں

جب مولوی فرخ شاہ صاحب مذکورہ بالا مکاتیب و رسائل سمیت شاہجہان آباد پہنچے تو بادشاہ نے آپ کی بہت عزت کی لیکن مولوی فرخشاہ صاحب نے بادشاہ کو ڈانٹا اور بہت کچھ ملامت کی کہ تو نے خط بھیجے کہ مکتوبات کا پڑھنا پڑھانا بند کر دیا جائے بادشاہ نے قسم کھا کر عرض کیا کہ مجھے اس معاملہ کی خبر نہیں۔ میں بے قصور ہوں مولوی صاحب نے وہ خط بادشاہ کو دکھائے۔ بادشاہ نے تفتیش کر کے ان آدمیوں کو سخت سزائیں

دیں جنھوں نے ایسے جعلی خط بھیجے تھے[1]۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں۔ کہ مخالفین پھر جمع ہوں اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام کا ذکر چھڑے۔

بادشاہ نے علماء کو جمع ہونے کا حکم دیا تمام صاحب علم بادشاہی قلعہ میں جمع ہوئے مولوی صاحب نے فرمایا کہ ان میں سے ایک شخص کو مقرر کر لو جس کا ساختہ پرداختہ سب کو منظور ہو۔ بادشاہ نے سربلند خاں کو جو تمام علماء کا سردار تھا حکم مقرر کیا کہ جو کچھ یہ کہے منظور ہے مولوی صاحب نے رسالہ کشف الغطاء جو مخالفین کے شکوک کے ردّ میں لکھا تھا سربلند کو

---

[1] حضرات نقشبند کی مخالفت میں اورنگ آبادی علماء نے بڑی شدت سے حصہ لیا۔ ان کا سرغنہ عبدالوہاب مرید شاہ جیلان تھا۔ قصور کا ایک وحدت الوجودی شخص عبداللہ خویشگی حضرت مجدد الف ثانی کی مخالفت میں دن رات بے چین رہتا۔ وہ ملازمت کے دوران اورنگ آباد پہنچا اور وہاں ۱۰۹۵ھ سے ۱۰۹۶ھ تک رہا۔ اس نے اس فتنہ کو ہوا دی۔

ان دنوں خاندان مجددیہ کے ایک اور مخالف سید محمد بن سید رسول برزنجی کی اولاد کے بعض افراد اورنگ آباد میں مقیم تھے برزنجی کا پوتا عبدی کے ہاتھ چڑھ گیا۔ اور اپنے پڑدادے کے رسالے جسے مجدد الف ثانی کے رد میں لکھا گیا تھا۔ دوبارہ شائع کرنے لگا۔ ان رسالوں میں "العصب الہندی لاستیصال کفریات احمد سرہندی۔ قدح الزند و قدح الرند فی ردّ جہالات اہل سرہند۔ رسالہ المتمتہ المسلہ المہمتہ۔ النائرۃ الناجرہ للفرقۃ الفاجرہ وغیرہ کے نام سرفہرست تھے۔ ایک اور مخالف محمد صالح اورنگ آبادی تھا۔ محمد اشرف اورنگ آبادی بھی خاندان مجددیہ کے خلاف لکھا کرتا تھا۔

عبداللہ خویشگی (عبدی) قصوری نے ایک ضخیم کتاب "معارج الولایت" لکھی جس میں حضرت مجدد الف ثانی کے خلاف بہت کچھ لکھا۔ یہی لوگ تھے جنھوں نے اورنگ زیب کی طرف سے جعلی فرمان جاری کر کے ملک میں مکتوبات مجدد الف ثانی پر پابندی لگانے کی ایک ناکام کوشش کی تھی اُن میں سے اکثر کو سزا ملی تھی۔

دیا۔ جس نے مطالعہ کے بعد رسالہ پسند کیا۔ اور جو رسالہ حضرت قیوم ثالث نے لکھا تھا۔ وہ بادشاہ نے علماء کو دیا۔ جسے دیکھ کر وہ حیران رہ گئے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام اور کمالات کو مان گئے۔ بعدازاں سارے رسالوں کو دیکھا تو لوگوں کا اعتقاد مزید بڑھ گیا۔ بادشاہ کو کہنے لگے کہ ہمیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور ان کے فرزندوں کی قدر معلوم نہ تھی۔ واقعی جو کچھ وہ کہتے ہیں سچ اور ٹھیک کہتے ہیں۔ اور تمام لوگوں پر واجب ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام اور کمالات کو تسلیم کریں۔

بعد میں بہت سے مخالفوں نے توبہ کی اور سرہند پہنچ کر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ بادشاہ نے بھی آپ کی خدمت میں اس مضمون کی عرضی لکھی کہ مجھے اس معاملہ کی بالکل خبر نہ تھی۔ اس ہنگامہ کے بعد مولوی صاحب حج کو چلے گئے۔

شکست تسلیم کرنے کے بعد مخالفین دوبارہ جمع ہو گئے

بعض مخالف جو اس ہنگامہ میں نیچا دیکھ چکے تھے شیطان نے رجعت کی دولتی ان کی کوتاہ اندیش عقل پر ماری۔ ان کی عداوت پہلے سے بھی بڑھ گئی۔ بہت سے رافضی بھی ان کے ساتھ شریک ہو گئے اور بہت سارو پیہ جمع کر کے عرب میں برزندی کے پاس بھیجا۔ جو علمائے شیعہ کا سردار تھا۔ تاکہ مناظرہ کے لئے وہ ہندوستان میں آئے۔ جب برزندی نے روپیہ دیکھا تو دنیاوی طمع کے سبب اس کی باطنی آنکھیں اندھی ہو گئیں۔ اور ہندوستان کی طرف روانہ ہوا۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ برزندی نے مولوی فرخ شاہ صاحب سے عرب میں ملاقات کی۔ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام پر بعض شبہات پیش کئے مولوی صاحب نے ایسا شافی جواب دیا کہ برزندی دم بخود رہ گیا۔ اور ساتھ ہی شاہجہان آباد والا معاملہ بھی سنا دیا۔ کہ تمام مخالفین جمع ہوئے تھے۔ مگر حضرات سرہند سے انھوں نے زک اٹھائی۔ یہ سن کر برزندی نے ہندوستان جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔

برزندی کو ہندوستان آنے کی دعوت

منافقوں نے دوبارہ زرِ کثیر معہ منت و سماجت بھیجا اور بہت سا روپیہ مزید دینے کا وعدہ کیا اور یہ بھی کہلا بھیجا اگر آپ ہندوستان آئیں تو بادشاہ سے بھی اس قدر روپیہ دلائیں گے۔ آخر دُنیا دی طمع اُسے ہندوستان میں کھینچ لایا لیکن اس نے جان و مال سب کچھ برباد کر لیا۔ تین سَو سے زیادہ شاگردوں سمیت جہاز پر سوار ہوا۔ جب برزندی کے ہندوستان آنے کی خبر مشائخِ سرہند کے مخالفوں نے سنی تو بغلیں بجانے لگے۔ اور کہنے لگے کہ اب برزندی آرہا ہے۔ دیکھیں گے حضراتِ سرہند اس کے مقابلے پر کیونکر ٹھیر سکتے ہیں۔ یہ ہند کے علمار تھے جو مقابلہ نہ کر سکے۔ برزندی کو زک دینا ٹیڑھی کھیر ہے۔ یہ بات کسی نے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا دی۔

برزندی پر حضرت قیوم ثالث کی نگاہِ غضب

سخت ناراضگی کی حالت میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے نکلا کہ حق تعالیٰ اسے ہندوستان پہنچنے کی مہلت نہیں دے گا۔ جلد ہی وہ غضب پروردگار میں غرق ہوگا۔

یہ خبر لوگوں میں بھی پھیل گئی۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے تمام مرید کہتے تھے کہ اگر برزندی ہلاک ہوگیا۔ تو حضرت حجۃ اللہ کا عین تصرف ہے۔ اور آنجناب کی بزرگی روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے گی۔ اسی اثنار میں خبر آئی کہ جس جہاز میں برزندی سوار تھا۔ وہ غرق ہوگیا اور اس نے معہ لواحقین و تابعین عدم کی راہ لی ہے۔ اس جہاز پر سے صرف ایک شخص زندہ بچا وہ جہاز کی غرقابی کی کیفیت یوں بیان کرتا ہے کہ جب جہاز بندرگاہ سورت کے قریب پہنچا تو برزندی نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ کل ہم ملک ہندوستان میں داخل ہوں گے۔ ہمارا مقابلہ جنگی شیروں سے ہے یعنی حضرات سرہند سے۔ دعا کرو! حق تعالےٰ ہمیں فتح و نصرت عطا فرمائے۔ تمام شاگرد اس بات کے لئے دست بدعا ہوئے۔ اور برزندی نے

بھی ہاتھ اٹھا دیئے۔ ابھی دعا کر ہی رہے تھے۔ کہ باد مخالف نے اُٹھ کر جہاز کے پرخچے اُڑا دیئے۔ میں گھبرایا اور سمجھ گیا کہ یہ حضرات سرہند کی نصرت ہے۔ میں نے برزندی کی رفاقت سے توبہ کی اور مشائخ سرہند کا معتقد ہوا۔

برزندی کے غرق ہونے کی خبر سن کر تمام مخالف حیران رہ گئے۔ اور انھیں یقین ہو گیا کہ یہ محض حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے تصرف سے ظہور میں آیا ہے۔ جنھوں نے اُسے بلایا تھا۔ تائب ہو کر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہو گئے۔

حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں

سلطان کاشغر کی حاضری

اس سال شاہ کاشغر حضرت قیوم ثالث خواجہ محمد نقشبند قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ اس کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا کہ ایک رات اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک جنگل میں ایک مردِ خدا تخت پر بیٹھا ہے اور اس کے گرد ہزارہا آدمی دست بستہ کھڑے ہیں جن کی پیشانیوں سے نور چمک رہا ہے اس نے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں؟ اتنے میں آواز آئی کہ یہ خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ ہیں۔ جنھیں اللہ تعالےٰ نے اس وقت تمام اولیائے اُمت سے افضل بنایا ہے۔ جو شخص کامل اعتقاد سے آپ کی زیارت کرے گا حق تعالیٰ اُسے بغیر حساب بہشت میں داخل کرے گا۔ اور اپنے فضل و کرم سے اس کے سارے گناہ بخش دے گا۔ جب بادشاہ بیدار ہوا تو آنحضرت

کے دیدار فائض الانوار کے اشتیاق نے اسے بے قرار کر ڈالا چنانچہ دوسرے ہی دن کاروبارِ سلطنت اپنے بیٹے کے سپرد کر کے خود ہندوستان کی طرف روانہ ہوا جب منزلیں طے کر کے سرہند میں آیا تو حاضر خدمت ہو کر شرف بعیت سے مشرف ہوا۔ حضرت خواجہ محمد نقشبند نے بھی اس پر بے شمار عنایات فرمائیں۔ تھوڑی مدت آنحضرت کی خدمت میں رہ کر حج کو چلا گیا۔ آنحضرت نے اُسے حج کی اجازت دی اور حسب الارشاد روانہ ہوا۔ جب شاہجہان آباد میں پہنچا تو اورنگ زیب نے اس کی بہت عزت و توقیر کی اور ضیافت و مہمانداری کی شرطیں بجالایا۔ اور برادرانہ سلوک کیا۔ دونو بادشاہ ایک ہی مسند پر بیٹھے چند روز دونوں بادشاہ اکٹھے رہے۔

شاہِ کاشغر پر سیواجی کا حملہ

شاہِ کاشغر رخصت ہو کر عرب کی طرف روانہ ہوا جب دکن پہنچا تو سیواجی مرہٹہ نے جو دکنی دشمن تھا اور اکثر اس کے اور شاہی لشکر کے مابین لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں ان دنوں اس نے تمام ممالک محروسہ میں فساد ڈال رکھا تھا۔ شاہِ کاشغر پر حملہ کر دیا اور اُسے تکلیفیں اور اذیتیں پہنچائیں۔ اور تمام مال و خزانہ لوٹ لیا۔ اس کے گھوڑوں اور اونٹوں کو پکڑ لیا اور حد سے زیادہ بے عزتی کی حتےٰ کہ بادشاہ کو پا پیادہ اپنے گھوڑے کے آگے دوڑایا اس قسم کی رسوائی کر کے اُسے چھوڑ دیا۔

جب یہ خبر بادشاہ اورنگ زیب نے سنی تو بہت جوش میں آیا اسی وقت دکن کی طرف روانہ ہوا اور اس مہم کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اسی اثنار میں بعض فتنہ پردازوں نے غنیم لئیم کے ایمار سے شاہزادہ سلطان محمد اکبر کو ورغلایا اور باپ سے باغی کرا دیا۔ شہزادہ بہت سا لشکر لے کر باپ پر چڑھ آیا۔ بادشاہ نے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی کہ آنجناب مجھ عاجز کی فتح و نصرت کے لیے توجہ فرمائیں آنحضرت نے فرمایا ہم دعا اور توجہ میں ہیں۔ خاطر جمع رکھو اللہ تعالےٰ تمہیں دشمنوں پر فتح

عنایت کرے گا۔ جہاں جاؤ گے فتح پاؤ گے۔ کشفی نظر میں دشمنوں پر تمہاری فتح روزِ روشن کی طرح دکھائی دیتی ہے۔

بادشاہ اس فیض اشارت بشارت سے نہایت خوش و خرم ہوا۔ اور لڑائی کا سامان تیار کر کے سلطان محمد اکبر کی طرف متوجہ ہوا جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو حق تعالیٰ نے محمد اکبر کے دل میں بادشاہ کی طرف سے خوف ڈال دیا۔ اس کے ساتھ جتنے فتنہ پرداز تھے سب بھاگ گئے خود سلطان بھی بھاگ گیا اور شاہی فوج نے اس کا تعاقب کیا شہزادہ بھاگا بھاگا ہندوستان سے نکل کر ایران جا پہنچا، شاہِ ایران نے اس کی بڑی عزت کی اور شاہانہ سلوک کیا، بھائیوں کی طرح رکھا۔ آدھے ملک کا خراج اسے دیا شہزادے نے وہیں رہائش اختیار کر لی اور وہیں وفات پائی۔ امام موسیٰ علی رضا رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں دفن کیا گیا ۱؎

اورنگ زیب شہزادہ کو بھگانے کے بعد دکنی دشمن کی طرف متوجہ ہوا جب دکن پہنچا تو دشمن مقابلے کی تاب نہ لا کر بھاگ اٹھا شاہی لشکر نے اس کا پیچھا کیا۔ لیکن ہاتھ نہ آیا۔ بادشاہ نے ان فتوح کے شکریہ میں ایک عرضی معہ تحف و ہدایا حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کی دشمنوں کو گرفتار کرنے اور فتنہ و فساد مٹانے کے لئے دکن میں سکونت اختیار کی جب تک زندہ رہا پھر شاہجہان آباد نہ آیا بلکہ ہند کا رُخ بھی نہ کیا اور دکن ہی میں مر گیا۔

۱؎ اورنگ زیب اپنے بیٹوں کی اقتدار پسندی اور تخت شاہی کی خواہش کو خوب جانتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنے تمام شہزادوں کو پایۂ تخت سے دور رکھا شہزادہ اکبر کی بدقسمتی یہ ہے کہ وہ بد اندیش امراء کے جھانسے میں آ کر علمِ بغاوت اٹھائے آگے بڑھا۔ وہ اپنے والد کے خلاف ۱۶۸۱ء میں اٹھا مگر اس کی اس بغاوت نے اس کی زندگی بھر کی شاہی تمنا کو ختم کر کے رکھ دیا اور اُسے ایسی شکست ہوئی کہ دوبارہ زندگی بھر برِ صغیر آنا نصیب نہ ہوا۔

حضرت ابوالعلی مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں فجر کی نماز کے بعد یاروں کے حلقہ میں بیٹھے تھے جب حلقہ سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ میں نے مراقبہ میں دیکھا کہ ایک بلند قامت آدمی میرے سامنے آکر بیٹھ گیا ہے میں جب اس کے حال کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے اٹھ کر مجھے سلام کیا اور پروردگار کی طرف سے بھی سلام پہنچایا میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے طریقے پر اسے کہا " اللّٰھم انت السلام ومنک السلام الخ" بعدازاں اس نے کہا حق تعالیٰ تمھارے گھر آیا ہے ۔ اس خبر کے علاوہ تمھیں ارشادِ عظیم نصیب ہوگا ۔ اسی اثنا میں نزولِ بیکیف باخیر و برکت ظاہر ہوا ۔ حکم ہوا کہ اپنے گھر چلے جاؤ جب گھر آیا تو عنایت پروردگار کے آثار نے مجھے گھیر لیا اور مجھ پر لطف و کرمِ الٰہی اس قسم کا ہوا جو بیان سے باہر ہے ۔

میں فرحت اثر خبر کا منتظر تھا ظہر کی نماز کے بعد مجھے خوشخبری ملی جو میرے فرزند عزیز کی شادی کے متعلق تھی ۔ اور مدت سے اس کام کے لئے توجہات فرماتے تھے لیکن حاصل نہیں ہوتی تھی ۔ جب وقت آیا تو حاصل ہوگئی

آنحضرت بہت خوش ہوئے اور شکرِ الٰہی بجالائے ۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو

منصب محبوبیت عطا ہوا

میرے (مصنف) جد بزرگوار کواکب دریہ میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت قیوم ثالث خواجہ محمد نقشبند رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ

عنہ کے روضہ مبارک میں جاکر ساتھیوں سمیت مراقبہ کیا۔ اور ظہر تک مراقبہ میں رہے مراقبہ سے فارغ ہوکر نمازِ ظہر ادا کی اور لوگوں کو فرمایا کہ آج مراقبہ میں عجیب معاملہ گذرا میدانِ قیامت مجھ پر منکشف ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ تمام انبیاء اور اولیاء جمع ہیں۔ تمام عاصی گناہگار اور کافر موجود ہیں تمام لوگ جزع و فزع میں ہیں۔ فرشتے لوگوں کو طرح طرح کے عذاب دے رہے ہیں۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ لوگوں کو عذاب سے بچا رہے ہیں۔ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کمال قرب پروردگار میں عظمت و کبریائی کے پردوں میں تشریف فرما ہیں۔ جیسے کوئی عاشق معشوق کے ساتھ خلوت میں ہوتا ہے یا بادشاہ وزیر سے صلاح و مشورہ کرتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بھی اسی خلوت کدہ میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہیں۔ اسی اثناء میں نقیب نے حضرت عروۃ الوثقیٰ کو آواز دی کہ حق تعالیٰ نے اپنے کمال فضل سے اپنی رحمت کی تقسیم جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت سے تمہارے فرزند خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ کو عنایت فرمائی ہے۔ فرشتگانِ رحمت نے آکر مجھے گھیر لیا اور جواہرات اور یاقوتوں کا جڑاؤ تخت لاکر کہنے لگے کہ حکمِ الٰہی ہے کہ اس تخت پر بیٹھو۔ پھر نقیب نے آواز دی کہ اللہ تعالےٰ نے محمد نقشبند حجۃ اللہ کو اپنے فضل و کرم سے اپنی رحمت کی تقسیم جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت سونپی ہے۔ یہ تخت کرامت ہے اس پر بیٹھ کر اللہ تعالےٰ کی رحمت اس کے بندوں پر تقسیم کرو اور اللہ کا شکر بجا لاؤ۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ نے آکر میرا ہاتھ پکڑ کر تخت پر بٹھایا اور ساری خلقت میری طرف متوجہ ہوئی۔ میں نے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق خلقِ خدا پر ان کے اعمال کے موافق رحمتِ الٰہی تقسیم کی۔

"ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔"

یہ فضل الٰہی ہے جسے چاہے عطا کرے اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔

واقعی رحمتِ پروردگار کی ایک صفت ہے جس کے تقسیم کرنیوالے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس رحمت کا خزانہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ہیں۔ چنانچہ آپ کا خطاب خزینۃ الرحمۃ ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے بڑے بیٹے حضرت شیخ محمد سعید کو اپنی نیابت سے مرحمت فرمایا اور خازن الرحمت لقب فرمایا حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے تمام رحمت کی تقسیم سپرد ہوئی۔ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ" اللہ تعالےٰ صاحب فضل عظیم ہے جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص کرتا ہے۔

مناقب نقشبندیہ میں حضرت ابوالعلی لکھتے ہیں کہ اس معاملہ کے چند روز بعد حضرت قیوم ثالث نے مراقبہ کے بعد فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے" الجبریل خادم اللہ" کہ جبرائیل اللہ تعالےٰ کا خادم ہے آج میں نے مراقبہ میں دیکھا ہے کہ جبرائیل اللہ تعالےٰ کی خدمت میں موجود ہے۔ اگرچہ اللہ تعالےٰ خدمت سے منزہ ہے لیکن یہ ایک راز ہے جو ہر انسان کی سمجھ میں نہیں آسکتا۔ یہ بات ان الفاظ میں کہی جاسکتی ہے۔ کہ قرآن شریف میں وجہ دید کا لفظ وارد ہے۔ پھر ایک نہایت عالیشان اور بہت ہی بلند مقام ظاہر ہوا جس کی شکل وصورت حجرے کی سی تھی۔ اس حجرے کے اندر جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما تھے۔ اور اس حجرے کے اردگرد تمام اولیاء اور انبیاء جمع تھے وہ سب اندر جانے کی آرزو کرتے لیکن نصیب نہ ہوتا اتنے میں آواز آئی کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ کو خدمت کے لئے بلاتے ہیں بعدازاں فرشتوں نے باوازِ بلند کہا کہ پروردگار کا حکم یوں ہے کہ خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لئے جائیں۔ میں حسب الحکم حجرے کے اندر گیا۔ اور آنحضرت کی خدمت اس طرح کرنے

لگا جیسے بندگانِ خاص ہمہ تن خدمت بن جاتے ہیں۔ ایک وقت ایسا آیا کہ میں اور جبرائیل دونوں بیہوش ہو گئے خدمت سے فارغ ہونے پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا لباسِ فاخرہ جو زیب تن کر رکھا تھا اتار کر مجھے پہنایا جب میں اس مقام سے باہر نکلا تو جتنے انبیاء اور اولیاء حجرے کے باہر کھڑے تھے میرے پاس آکر مجھے چومنے لگے کہ تو ایسے مقام سے آیا ہے جسے مرکز حجرۂ محبوبیت ذاتی کمال انفعالی کہتے ہیں۔ جو حق تعالیٰ نے اپنے کمال فضل سے حضرت حجۃ اللہ کو عنایات فرمایا۔

حضرت شیخ سیف الدین کا انتقال

اسی سال حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے پانچویں فرزند حضرت شیخ سیف الدین رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔[1] حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ سے جنوب کی طرف ایک تیر پرتاپ کے فاصلے پر مدفون ہوئے۔ جناب کے مزار پر ایک عالیشان گنبد بنایا جس کے گرد ایک باغ لگایا۔

ح ۱ صاحبزادہ حضرت شیخ سیف الدین سرہندی قدس سرہٗ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے نامور پوتے کی حیثیت سے تاریخ عالم میں نمایاں ہوئے آپ کی اولاد میں اس لحاظ سے ممتاز حیثیت رکھتے تھے کہ انھوں نے مغل سلطنت کے مایہ ناز حکمران اورنگ زیب عالمگیر کی اعتقادی اور روحانی تربیت میں نمایاں حصہ لیا تھا۔ جن دنوں اورنگ زیب نے حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کو اپنے دربار اور مہمات میں ساتھ رکھنے کی التجا کی تھی تو حضرت نے اپنی مصروفیت کی بنا پر معذرت کرنے کے بعد اپنے اسی بیٹے شیخ سیف الدین کو ہدایت کی کہ وہ بادشاہ وقت کے ساتھ خود سفر میں ساتھ رہیں گے اور اس کی علمی نظریاتی اور روحانی اصلاح پر نگاہ رکھیں گے۔

پروفیسر محمد اقبال مجددی ایم۔اے نے اپنے مقدمہ مرقومہ بہ "حسنات الحرمین" میں شیخ سیف الدین سرہندی کے اس کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے (بقیہ اگلے صفحہ پر)

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو اپنے بھائی کی وفات کا سخت افسوس ہوا چونکہ ان دنوں آنحضرت پر خدا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بڑی بڑی نعمتیں اور کرامتیں

(سابقہ صفحہ سے آگے) کہ بادشاہ کی تربیت کے لئے آپ کو دہلی بھیجا گیا تھا۔ بقول صاحب مآثر عالمگیری آپ شاہی محل کے قریب ہی قیام پذیر ہوئے۔ بادشاہ رات کو امور سلطنت سے فارغ ہو کر آپ کی صحبت میں حاضر ہوتا تبادلۂ خیالات کرتا۔ کلماتِ عالی سننے سے انوار و برکات حاصل کیا کرتا تھا۔ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی نے اپنے ایک خط میں خواجہ سیف الدین قدس سرہٗ کو اورنگ زیب کے پاس رہائش پذیر ہونے کے مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا تھا۔ کہ فقیر زادہ اورنگ زیب کا منظور نظر بن گیا ہے اور اپنی مجالس سے بادشاہ کو متاثر کر رہا ہے اور شریعت کے امر و نہی سے بادشاہ کو آگاہ کرتا رہتا ہے۔ بادشاہ بھی اس کی اس سعی بلیغ پر اظہار شکر اور رضامندی کرتا ہے خواجہ سیف الدین نے نہایت انہماک سے اورنگ زیب کی ظاہری و باطنی تربیت کی۔ بادشاہ کے سلوک و معرفت کے میلان کو تقویت بخشی بادشاہ کو ملکی مہمات میں جو مشکلات پیش آئیں انھیں بھی حضرت خواجہ سیف الدین کی وساطت سے مشائخ مجددیہ کو توجہ خصوصی سے حل کرایا کرتا تھا۔

حضرت خواجہ اپنے والد کی وفات کے بعد بھی دہلی میں مقیم رہے۔ اور زندگی بھر اپنا مشن جاری رکھا۔ خواجہ سیف الدین نہ صرف احوال باطنی اور امر و نہی کی نگرانی فرماتے تھے۔ بلکہ بعض مقامات پر بذاتِ خود آگے بڑھ کر کفار کی یلغاروں کا مقابلہ کرتے رہے ہیں۔ آپ کے برادر گرامی شیخ محمد اشرف تو باقاعدہ اورنگ زیب کی جنگوں میں شریک رہے خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ نے دربار شاہی کی وساطت سے معاشرہ میں شریعت کے احکامات کو نافذ کرایا۔ مناہیات اور بدعات کی بیخ کنی کرائی۔ احیائے سنت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ داراشکوہ اور اس کے مصاحبین نے اسلام میں جن بدعات کو رواج دے دیا تھا۔ (بقیہ صفحہ آئندہ پر)

نصیب ہوئیں اس لیئے آنحضرت نے ان نعمتوں کے شکریہ میں "حرمین الشریفین" کی زیارت کا ارادہ کیا کہ وہاں زیارت کر کے شکریہ ادا کردں اور اس مولود نور العین حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کو جو جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری سے وجود میں آئے لے جاکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے مشرف کراؤں سفر کی تیاری کر کے تمام لواحقین اور توابعین کو ساتھ لے کر عرب کا رُخ کیا۔

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے فرزند خواجہ محمد پارسا بھی ہمراہ ہوئے اور علماء و مشائخ بھی حج کے ارادے سے آنجناب کے ساتھ روانہ ہوئے آنحضرت نے دکن کے راستہ سے سمندر کے کنارے پہنچنا چاہا جب منزلیں طے کر کے دکن پہنچے۔

(سابقہ صفحہ سے آگے) خواجہ سیف الدین سرہندی نے ان کے اثرات زائل کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا وحدت الوجودیوں کے مقابلہ میں "ما را نص درکار ست نہ بر فص. فتوحات مدینہ از فتوحات مکیہ مستغنی ساخت" پر عمل پیرا ہے۔

جن دنوں اورنگ زیب نے دکن کی طرف پیش قدمی کی تو آپ نے اس جنگ کو جہاد کے نام سے تعبیر کرتے ہوئے دارالسلطنت دکن کو "دارالجہاد" قرار دیا تھا ملک میں از سر نو جزیہ کا نفاذ کرایا آپ کی شاہان مغلیہ کی قربت کا یہ عالم تھا کہ جب اورنگ زیب نے اپنے بیٹے شہزادہ اعظم کی شادی (۱۰۷۹ھ/۱۶۶۹ء) کی تقریب منعقد کی تو حضرت خواجہ سیف الدین ان عظیم علماء عصر میں موجود تھے جنھوں نے نکاح پڑھایا تھا۔ یہ حضرت خواجہ سیف الدین ہی تھے جن کی مجالس کی برکات سے اورنگ زیب نہ صرف "اصلاح احوال باطنی" کی دولت سے مالامال ہوا۔ بلکہ اس کی ملکی حکمت عملی میں مشائخ نقشبندیہ کے مشورے اور دعائیں شامل حال تھیں۔ یہ خواجہ سیف الدین سرہندی کی تربیت اور نگرانی کا نتیجہ تھا کہ بادشاہ اورنگ زیب محی الدین، محی السنہ، دین پرور، خدا آگاہ، شہزادۂ دیندار کے القابات کا حقدار بنا۔

تو اورنگ زیب بادشاہِ ہندوستان بھی ان دنوں دکن میں تھا۔ آنجناب کی تشریف آوری کی خبر سن کر پیدل آپ کے استقبال کو آیا۔

جب حضرت حجۃ اللہ شاہی لشکر میں داخل ہوئے تو بادشاہ صبح و شام آپ کی خدمت میں حاضر رہنے لگا۔ دن رات تمام ارکین سلطنت حضور پرنور کی خدمت میں دست بستہ کھڑے رہتے، ہزاروں آدمی آنحضرت کے حلقہ میں صبح شام حاضر ہوتے۔ آنحضرت نے چند روز شاہی لشکر میں رہ کر عرب جانا چاہا کہ اتنے میں خبر آئی کہ فرنگیوں اور ہندیوں میں جنگ عظیم چھڑی ہوئی ہے۔ اس واسطے عرب جانے کے لیئے راستہ بند ہے۔ اس لیئے آنجناب نے تھوڑی مدت کے لیئے عرب جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

اورنگ زیب عالمگیر نے فتح دکن کیلئے حاضر ہو کر استمداد کی

اس سال سلطانِ ہند عالمگیر نے حضرت قیوم ثالث خواجہ محمد نقشبند رضی اللہ عنہ کے حکم سے حیدر آباد دکن پر چڑھائی کی۔ ان دنوں دکن کے حالات بہت دگرگوں تھے بادشاہ اورنگ زیب کو متواتر خبریں پہنچیں کہ حیدر آباد میں خلفائے ثلاثہ، حضرت عائشہ صدیقہ اور تمام اصحابِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اعلانیہ بُرا بھلا کہا جاتا ہے۔ سب وشتم کیا جاتا ہے اس کے علاوہ فسق و فجور کی کوئی انتہا نہیں رہی۔ وہاں کا بادشاہ ابوالحسن تاناشاہ دن رات شراب میں مست رہتا ہے۔ اسے اپنے آپ کی سدھ بدھ نہیں ہوتی۔ رعیت پر

ہر قسم کا ظلم ہو رہا ہے لیکن اُسے اس کی خبر تک نہیں ہوتی ۔ اور نہ مظلوموں کی داد رسی کی جاتی ہے صبح و شام رنڈیوں کا ناچ ہوتا ہے اگر کبھی باہر آتا ہے تو عورتوں کے گلے میں باہیں ڈال کر چلتا ہے ان کے سوا کسی سے بات نہیں کرتا اور نہ کسی کی سنتا ہے ۔ ایسی صورت میں رعایا کی خبر گیری کون کرے ؎

اورنگ زیب نے یہ خبریں سُن کر جہاد کا مصمم ارادہ کر لیا ۔ اور اس بارے میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی اور بہت سے لوگوں سے اس بات کی گواہی دلوائی کہ اہلِ حیدر آباد رافضی ہیں اور صحابہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو برملا بُرا بھلا کہتے ہیں ساتھ ہی حضرت عروۃ الوثقیٰ کا وہ مکتوب بھی دکھایا جو آپ نے رافضیوں سے جہاد کی تحریص میں اس کی طرف لکھا تھا ۔ اس خط میں لکھا تھا کہ صحابہ کو گالیاں دینے والے دشمنِ رسُول ہیں ان دنوں اورنگ زیب ابھی شہزادہ تھا اور ایران گیا ہوا تھا ۔ چنانچہ اسکی مفصل کیفیت اس کتاب کے دوسرے حصے میں لکھی گئی ہے ۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ کا یہ مکتوب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو دکھا کر رافضیوں کے خلاف اپنی فتح یابی کے لیے

؎ ابو الحسن تاناشاہ گولکنڈہ کی سلطنت کے آخری بادشاہ عبداللہ قطب شاہ کا داماد تھا قطب شاہ کے مرنے کے بعد وہ تخت شاہی پر مسند نشین ہو گیا وہ ناز و نعمت میں پلا ہوا سہل پسند حکمران تھا ۔ عیش و عشرت کا دلدادہ تھا شراب و نشاط میں غرق رہتا ۔ شیعہ مذہب سے تعلق رکھتا تھا ۔ یہ اپنے وقت کا راجہ اندر تھا ۔ اسکی عیش و نشاط ۔ لطافت و نفاست طبع کے افسانے اب تک زبانِ زدِ خلق ہیں اس نے اپنے پندرہ سالہ دورِ حکومت میں شہر حیدر آباد یا اپنے قلعہ گولکنڈہ کے باہر کبھی قدم نہیں رکھا اورنگ زیب نے اس کی عیش رانی اور بد اعتقادی کی بنا پر ۱۶۹۶ء میں شکست دے کر سلطنت گولکنڈہ کا خاتمہ کر دیا ۔ تاناشاہ ابو الحسن کو قلعہ دولت آباد میں قید کر کے پچاس ہزار روپیہ سالانہ اس کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا ۔

دعا کی درخواست کی حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے بادشاہ کو فرمایا کہ آج کی رات ہم اس بارے میں استخارہ کرتے ہیں جو کچھ حق تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہوگا. بتایا جائے گا. بادشاہ نے بھی اس بات کو قبول کیا۔

دوسرے دن بادشاہ بشارت فتح کے لئے حاضر خدمت ہوا. تو آنحضرت نے فرمایا کہ آج رات ہم نے اس بارے میں توجہ بلیغ کی ہے. اُمید غالب ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے آپ کو دشمنوں پر تمھیں فتح نصیب ہوگی اور مخالف ذلیل ورسوا ہوں گے. بادشاہ اس خوشخبری سے بہت خوش ہوا اور آداب قیومیت بجالاکر ابوالحسن تاناشاہ کی طرف خط لکھا. کہ حق تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے ہمیں تمام ممالکِ محروسہ کا بادشاہ مقرر کیا ہے اب ہم چاہتے ہیں کہ حیدرآباد اور بیجاپور کا خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کر دیں تمھاری سلطنت ہُدہُد کی طرح ہے کہ تاجِ شاہی کے نام کے سوا اور کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔

تاناشاہ ابوالحسن نے اس کے جواب میں ایک خط لکھا جو اپنی بہادری دلیری اور سختی کی متکبرانہ ڈھینگوں پر مشتمل تھا. اورنگ زیب نے یہ خط دیکھتے ہی جنگ کی تیاری کی اور حیدرآباد کی طرف کوچ کیا. ادھر ابوالحسن نے بھی جنگ کی تیاری کرکے بادشاہ کا مقابلہ کیا. حیدرآباد میں گولکنڈہ کا قلعہ دکن بھر میں بہ لحاظ مضبوطی بے نظیر تھا. تمام ضروریاتِ زندگی قلعہ میں موجود تھیں حتےٰ کہ کھیتی باڑی بھی اندر ہی ہوتی تھی. نہایت وسیع قلعہ تھا. ابوالحسن اس میں قلعہ بند ہو بیٹھا اور اطراف وجوانب میں آدمی بھیج دیئے کہ شاہی لشکر کا رسامانِ رسد بند کردیں عالمگیر نے قلعے کا محاصرہ کرلیا گولہ بارود کی لڑائی ہونے لگی. قلعہ والوں کے گولے شاہی لشکر پر گرتے اور سپاہیوں کو ہلاک کرتے. لیکن شاہی لشکر کے گولے قلعہ میں نہیں پہنچ سکتے تھے غلہ وغیرہ بھی لشکر تک نہ پہنچ سکا۔

عالمگیر ہر روز سوار ہوکر قلعہ کے نیچے لڑائی کے لئے جا کھڑا ہوتا اور جنگ کی نگرانی کرتا. لیکن اہلِ قلعہ پر گولوں کا کچھ اثر نہ ہو رہا تھا. بلکہ قلعہ والوں کے گولے شاہی لشکر پر

گرتے اور تباہی مچا دیتے. کئی بار یہ گولے بادشاہ کے قریب بھی پڑتے حتٰے کہ ایک دفعہ شاہی تخت کا ایک پہلو گولہ لگنے سے ٹوٹ گیا. لیکن اورنگ زیب توکل بر خدا مستقل مزاج رہ کر وہاں سے نہ ہلا بلکہ قدم آگے بڑھاتا ہی گیا لشکرِ ہند میں قحط بھی حد سے زیادہ ہو گیا. چنانچہ پچاس رُپے کو ایک سیر آٹا بھی ہاتھ نہیں آتا تھا. ہر روز ہزاروں جوان بھوک کی وجہ سے ہلاک ہوتے. لوگوں نے عمدہ عمدہ گھوڑے اور اونٹ ذبح کر کے ان کے سُوکھے گوشت کو قوتِ لایموت کے طور پر کھایا اور بسا اوقات یہ بھی نصیب نہ ہوا.

ابوالحسن قلعہ کے اندر سے زہر آلود طعام شاہی لشکر میں پھنکوا دیتا لوگ کھا کر ہلاک ہو جاتے. حالانکہ انھیں یقین ہوتا کہ زہر آلود کھانا ہے پھر بھی بھوک سے لاچار ہو کر کھا لیتے. اور ہلاک ہو جاتے. حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اُن دنوں بھی بادشاہ ہر روز ڈیڑھ سو اونٹ گیہوں کے لدے ہوئے خانقاہ کے آدمیوں کو بھیجتا اور سوا آدمیوں کے لئے نفیس کھانا اپنے مطبخ سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خانقاہ کے آدمیوں کے لئے بھیجتا رہا.

مختصر یہ کہ جب لشکرِ ہندوستان کا قافیہ تنگ ہونے لگا. اور ہر روز ہزاروں سپاہی مرنے لگے اور کچھ گولوں کی نذر ہونے لگے. تو بادشاہ نے قلعہ لینے کے لئے حد سے زیادہ کوشش کی چنانچہ ایک روز سوار ہو کر قلعہ کے قریب پہنچ گیا اور کہنے لگا کاش گولہ مجھ پر پڑتا اور میں شہید ہو جاتا یہ بندگانِ خدا بلا سے بچ جاتے. اس وقت ابوالحسن قلعہ کے اندر بیٹھا شراب پی رہا تھا اور اس کے اردگرد رنڈیاں ناچ رہی تھیں. اس نے عالمگیر کو دیکھ کر کہا کہ جو کچھ ہونا ہے ہو کر رہے گا. اس سے زیادہ اور کیا ہو گا کہ آج میں اس ناز و نعمت اور عیش و عشرت میں بیٹھا ہوں اور اورنگ زیب اس رسوائی اور بے عزتی سے میرے سامنے کھڑا ہے. جب شاہِ ہندوستان نے یہ بات سُنی تو نہایت غضبناک ہو کہا کہ عنقریب ہی تمھیں اس شراب کا خمار بُری طرح لے ڈوبے گا. اور اس عیش و عشرت کی لذت بُری طرح چکھنی پڑے گی. جو تکلیف میرے لشکر نے تیرے ہاتھ سے اٹھائی

ہے اس سے زیادہ تجھے پہنچاؤں گا۔ اتنے میں ایک گولہ شاہ ہندوستان کے پاس کھڑے ہوئے ایک فقیر پر پڑا۔ جو فی الفور ہلاک ہو گیا اور اس کے سر کا مغز اڑ کر بادشاہ پر گرا۔ بادشاہ بہت خشمگیں ہوا عصر کے وقت اپنے ڈیرے پر چلا آیا۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بادشاہ ڈیرے پر لوٹ آیا۔ تو حضرت قیوم ثالث کی خدمت میں آکر عرض کیا۔ کہ آنجناب نے اس قلعہ کی فتح کی خوشخبری عنایت فرمائی تھی لیکن ابھی تک قلعہ فتح نہیں ہوا۔ آنحضرت نے سن کر ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ میں نے مدت مقرر نہیں کی تھی لیکن عنقریب ہی بفضل خدا فتح و نصرت نصیب ہوگی۔ ہم ہر وقت دعا میں مشغول ہیں حضرت ابوالعلی جو والد بزرگوار کے ساتھ ہی تھے بادشاہ کی اس بات سے بہت ملول ہوئے کہ اس نے ایسی بے ادبانہ گفتگو کیوں کی۔ اسی وقت اٹھ کر خلوت میں چلے گئے۔ اور ایک گھڑی کے بعد واپس آئے تو آپ کے ہاتھ میں ایک لکھا ہوا کاغذ تھا۔ ابھی بادشاہ آنحضرت کی خدمت میں ہی تھا۔ کہ آپ نے وہ کاغذ بادشاہ کو دے دیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ حیدر آباد کا قلعہ تیسرے دن صبح کے وقت فتح ہو گا۔ اور پھر دن چڑھے قلعے کی چابیاں تمہارے ہاتھ آئیں گی بادشاہ نے پوچھا کیا اسی طرح ہو گا جیسا آپ نے لکھا ہے آپ نے فرمایا اس میں کسی قسم کا شبہ نہیں۔ میں نے حق تعالےٰ سے تحقیق کر کے لکھا ہے۔ بادشاہ یہ سن کر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ اس فتح کے بعد تمام مال اور ذخیرہ آنجناب کی نذر کر دوں گا۔ واقعی تیسرے دن قلعہ فتح ہو گیا اور پھر دن چڑھے کنجیاں بادشاہ کے پاس پہنچ گئیں [1] بادشاہ نے قلعہ کے محاذی مٹی کا ایک ٹیلہ بلند کیا اور اس پر توپیں نصب

---

[1] اگرچہ تاریخی کتابوں میں قلعہ گولکنڈا کی پختگی اور وسعت کے پیش نظر اسے ناقابل تسخیر لکھا گیا ہے مگر حضرت خواجہ محمد نقشبند کی نگاہ مشکل کشاہ نے اورنگ زیب کو بشارت دے دی تھی کہ یہ قلعہ فتح ہو کر رہے گا محمد ساقی مستعد خان نے اس واقعہ کی ڈائری قلمبند کی جو اس محاصرہ کے وقت موجود تھا۔

(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

گیں لیکن اس دمدمے سے کچھ فائدہ نہ ہوا کیونکہ گولہ چھٹتے ہی رمٹی پر جا پڑتا۔ اور بعض گولے لڑھک کر لشکر آپڑتے کہتے ہیں پانچ لاکھ روپیہ اس دمدمے کی تیاری پر صرف ہوا آخر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوالعلی کی توجہ سے اللہ تعالےٰ نے اہل قلعہ کے دل میں خوف و ہراس ڈال دیا۔ اور انھوں نے خود بخود قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ اور الامان پکار اُٹھے شاہزادہ اعظم شاہ اور روح اللہ خاں امیر الامرا نے بڑھ کر قبضہ کر لیا۔

(سابقہ صفحہ سے آگے) اسے مآثر عالمگیری کے نام سے مرتب کیا گیا تھا۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہ جلوس عالمگیری کا اکتیسواں سال تھا۔ (۱۰۹۸ھ/۱۶۸۸ء) میں رمضان کا مبارک مہینہ تھا۔ کہ اورنگ زیب عالمگیر نے بذات خود قلعہ کی فتح میں حصہ لینے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ ۲۴ ذی قعدہ کی آدھی رات کے وقت بخشی الملک اور روح اللہ خاں چند سرداروں کے ساتھ قلعہ کی چار دیواری کا چکر لگا کر جائزہ لے رہا تھا کہ اسے کس راستہ سے سر کیا جائے۔ سرانداز خاں تمبی ان دنوں ابوالحسن تاناشاہ محصور قلعہ کا مشیر خاص بنا ہوا تھا۔ جو قلعہ میں موجود تھا۔ بخشی الملک قلعہ کی ایک دیوار کے روزن سے تن تنہا اندر داخل ہوا۔ محمد اعظم شاہ ساحل دریا پہ کھڑا تھا۔ اورنگ زیب خود چند جاں نثاروں کو لے کر اسی مورچل کے روزن سے داخل ہو گئے اور سارے قلعہ میں فتح کے شادیانے بجنے لگے۔

ابوالحسن تاناشاہ اپنی عادت کے مطابق شراب میں دُھت ماہرویوں کے جھگٹے میں دادِ عیش دے رہا تھا۔ بخشی الملک روح اللہ خاں خواب گاہ میں داخل ہوا تو ابوالحسن اور اس کے ساتھی حیران رہ گئے۔ روح اللہ خاں نے آگے بڑھ کر سب کو گرفتار کر لیا۔ اور قلعہ میں ہی اورنگ زیب کی خدمت میں پیش کر دیا۔ عبدالولی نے اس فتح پر ایک رباعی کہی تھی۔ ؎

اے شاہ جہاں جہاں پناہی کردی — فتح عجب از لطفِ الٰہی کردی
از مصرعی تاریخ شنو مژدہ — فتح ابابی بادشاہی کردی

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

کہتے ہیں اس وقت ابوالحسن کے لیئے دستر خوان پر کھانا چنا گیا تھا کہ یہ پہنچ گئے اور اسے اٹھا لائے۔ اس قلعہ میں ہیروں کی کان تھی جب قلعہ کا محاصرہ ہوا تو کان گم کر دی گئی؛ ابوالحسن کی ایک لڑکی جو بعد میں حضرت حجۃ اللہ کے فرزند شیخ محمد عمر کے نکاح میں آئی۔ نے بتایا کہ جب میرے باپ نے عالمگیر بادشاہ کی آمد آمد سنی تو لڑائی سے چھ مہینے پہلے ہر روز ہیروں کے تھال بھر بھر کے کنوؤں میں پھنکواتا رہا۔ عالمگیر چھ ماہ تک ابوالحسن کے جواہرات نکلواتا رہا۔ لیکن ابھی ختم نہ ہوئے کہ بادشاہ ان کو دیکھنے سے عاجز آ گیا۔

جب ابوالحسن کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا تو بادشاہ نے اسے بہت ہی ذلیل کیا ایک تنگ و تاریک مقام میں اسے قید کر دیا گیا جو تکلیف اور رسوائی ممکن تھی اُسے پہنچائی حتٰی کہ سختی کے مارے وہ قید ہی میں مر گیا۔

حضرت قیوم رابع خواجہ محمد زبیر فرماتے ہیں کہ جب قلعہ حیدرآباد فتح ہوا تو بادشاہ اسی وقت حضرت حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا اور فتح کا شکرانہ بجا لایا اور طرح طرح کے تحفے اور ہدیئے نذر کیئے۔ اور عرض کیا کہ مجھے اس فتح کی امید نہ تھی محض جناب کی توجہ مبارک سے یہ فتح نصیب ہوئی۔ آنحضرت کی اس نے بہت کچھ دعا و ثنا کی۔ بعد ازاں حضرت ابوالعلی سے مخاطب ہو کر عرض کیا۔ کہ یہ وہی دن ہے جو آپ نے لکھا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اسی وقت کہا تھا کہ لکھے ہوئے میں ذرا شک و شبہ

(گذشتہ صفحہ سے آگے) اگرچہ ابوالحسن تاناشاہ اپنی تقصیرات کی وجہ سے کانپ رہا تھا اور اُسے ڈر تھا کہ اس کا سر قلم کر دیا جائے گا۔ مگر اورنگ زیب نے رحمدلی سے معاف کر کے اسے ایک علیحدہ خیمہ میں رکھا اور نہایت اعزاز و کرم سے اس کے گناہ بخش دیئے یہ قلعہ آٹھ ماہ کے طویل محاصرے کے بعد فتح ہوا تھا اور یہ ناقابل تسخیر قلعہ صرف تائید ایزدی سے فتح ہوا تھا جسے حضرت خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ کے خاص تصرف کا نتیجہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

نہیں۔ میں نے تحقیق کر کے لکھا ہے بعد ازاں بادشاہ نے کہا کہ میں ابوالحسن کی لڑکی کو معہ اس کے مال و اسباب کے آپ کی نذر کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جس کے گھر میں بیوی ہو۔ وہ دوسری عورت کیوں کرے اس کے مال کی مجھے ضرورت نہیں، ہاں میرے بھائی محمد عمر کی بیوی فوت ہو گئی ہے یہ انہیں دے دو۔

بادشاہ نے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزند شیخ محمد عمر کا نکاح ابوالحسن کی لڑکی سے کر دیا اور بہت سا مال و جواہر جہیز میں دیا۔

حضرت قیوم ثالث خواجہ محمد نقشبند رضی اللہ عنہ

کی دعا سے بیجاپور فتح ہو گیا

جب عالمگیر بادشاہ حیدر آباد کی فتح سے فارغ ہوا تو بیجاپور کا رُخ کیا۔ کہ اُسے بھی مسخر کرے۔ عالمگیر نے اس بات کا اظہار آنجناب کی خدمت میں کیا۔ تو آپ نے اس بارے میں متوجہ ہو کر فرمایا کہ حق تعالےٰ تمہیں اس مُلک پر بھی فتح و نصرت نصیب کرے گا۔ اور بآسانی وہ ملک تمہارے ہاتھ آئے گا۔ بادشاہ اس خوشخبری سے نہایت خوش ہوا۔ جنگ کی تیاری کی اور بیجاپور کا رُخ کیا۔

حضرت قیوم رابع خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بادشاہ بیجاپور کے قریب پہنچا تو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دوسرے فرزند حضرت محمد عمر کو بادشاہ کے پاس بھیجا اور کہا کہ یہ قلعہ بھی بغیر جنگ کئے تمہارے ہاتھ آئے گا۔ جب عالمگیر

بیجاپور سے چھ میل کے فاصلے پر پہنچ گیا۔ تو وہاں کے بادشاہ سکندر نے دیکھا کہ ابوالحسن تاناشاہ اس قدر لشکر کثیر اور دکن کے بادشاہوں میں سے سب سے ممتاز ہونے کے باوجود اورنگ زیب کے ہاتھوں تباہ و خستہ حال ہو گیا ہے۔ تو میں کس گنتی میں ہوں۔ چنانچہ اپنے اراکین سلطنت کو بلاکر مشورہ کیا تو یہ صلاح ٹھیری کہ اسطرح صلح کرنی چاہیئے کہ بادشاہ خود جا کر شاہ ہندوستان اورنگ زیب سے ملاقات کرے۔ بعد میں عالمگیر کی جو مرضی ہو کرے کیونکہ ہم اس کے مقابلہ کی تاب نہیں لا سکتے۔ سکندر نے بھی اِس رائے سے اتفاق کیا اور مال خزانے کی کُنجیاں لے کر عالمگیر کی ملاقات کے لیئے روانہ ہوا۔

جب عالمگیر کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ تو ارکانِ سلطنت کو استقبال کے لیئے بھیجا بڑی عزت سے بلاکر شاہانہ طور پر اس سے ملاقات کی اور اپنے ساتھ برابر تخت پر بٹھایا سکندر نے عالمگیر سے کہا میں چھوٹا سا بادشاہ ہوں مجھ میں مقابلہ کی طاقت نہیں۔ اب میں اس لِئے حاضر ہوا ہوں کہ جس طرح حکم ہو اس پر عمل کیا جائے۔ مُلک کو اپنے قبضے میں لے لو اور یہ ہیں مال و خزانے کی کنجیاں! انھیں لے لو! ۔ عالمگیر نے اُسے دلاسا دیا اور کہا یہ تیرا گھر ہے میں تمھیں اپنا بھائی سمجھتا ہوں۔ پھر ایک شاہانہ خیمہ الگ اُس کے لیئے نصب کرایا اور بڑی عزت سے اپنے ساتھ رکھا۔ اور بادشاہوں کا سا سلوک کیا اور لوگوں کو تاکید کی کہ جو سلوک میرے بیٹوں سے کرتے ہو ویسا ہی اس سے کرو! ۔ سکندر کے لواحقین کو قلعہ بیجاپور سے منگا کر ساتھ اپنے لشکر میں رکھا اور بیجاپور کے انتظام کے لیئے اپنے آدمی مقرر کیئے جا بجا عامل مقرر کیئے۔ اورنگ زیب نے ابوالحسن کی دوسری لڑکی کا نکاح سکندر سے کیا جس سے وہ منسوب تھی۔

ابوالحسن کی تین لڑکیاں تھیں ایک کا نکاح حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزند شیخ محمد عمر سے ہوا۔ دوسری کا سکندر سے اور تیسری کا بادشاہ ہندوستان کے خالہ زاد بھائی سے ہوا جو ایک رُکن سلطنت تھا۔ جب ابوالحسن کو لڑکیوں کے نکاح کی،

خبر ہوئی تو کہا بہت اچھا ہوا کہ مشائخ نقشبند سے میری لڑکی منسوب ہوئی۔ کیونکہ وہ از روئے حسب ونسب اور فضائل تمام جہان سے افضل ہیں۔ دوسری لڑکی جو اسکندر کے نکاح میں آئی تو یہ بھی اچھا ہوا۔ کیونکہ وہ پہلے ہی اس کی منسوبہ تھی۔ رہی تیسری لڑکی جو شاہ ہندوستان کے خالہ زاد بھائی سے بیاہی گئی یہ بہت غلط ہوا ہے۔ کیونکہ وہ بادشاہوں کی نسل سے نہیں اچھا یہ میری لڑکیاں نہ تھیں عالمگیر کی تھیں۔ جہاں اس نے چاہا نکاح کر دیا۔

پہلے ان دونوں بہنوں کا نکاح ہوا جو سکندر اور شاہ ہند کے خالہ زاد بھائی سے منسوب تھیں۔ بعد ازاں شیخ محمد عمر کا نکاح ہوا۔ پہلی دونوں بہنیں تیسری پر فخر کرتی تھیں کہ ہم بادشاہوں کے گھر گئی ہیں اور یہ ایک فقیر کے گھر گئی ہے۔ یہ تینوں لڑکیاں معہ دوسری عورتوں کے بادشاہی محل میں داخل ہوئیں جب پہلی دو داخل ہوئیں۔ تو صبح سے لے کر عصر تک کھڑی رہیں تب کہیں اندر جانے کی اجازت ملی۔ جب اندر گئیں تو آداب سلطنت کا حکم ہوا۔ ان کی کمریں مارے ادب کے درد کرنے لگیں۔ دیر تک دست بستہ کھڑی رہیں تب کہیں بیٹھنے کا حکم ہوا انھوں نے اپنی آرائش زیور وغیرہ سے خوب کی ہوئی تھی۔ لیکن ہندوستانی خواتین نے دونوں کی آرائش اور ناز نخرے پر طعن وتشنیع کی۔

جب شیخ محمد عمر کے نکاح کی باری آئی تو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے فرزندوں کی والدہ معہ اپنی لڑکیوں کے ابوالحسن کی لڑکی سمیت شاہی محل میں داخل ہوئی تو شاہی محل کی عورتیں ان کی آمد کی خبر پاتے ہی دروازے تک استقبال کے لئے آئیں۔ اور دیر تک کھڑی رہیں جب محل میں داخل ہوئیں تو شاہی بیگمات ان کا اسطرح آداب بجا لائیں، جیسے کوئی ادنےٰ شخص بادشاہ کا ادب کرتا ہے۔ دست بستہ کھڑی رہیں۔ جب ان دونوں لڑکیوں نے یہ حالت دیکھی تو شیخ محمد عمر کی منسوبہ کو کہنے لگیں کہ تو حقیقی بادشاہ کے گھر گئی ہے کہ اس جہان کے تمام بادشاہ اس کے خادم ہیں تیری قدر ومنزلت ہم سے بدرجہا بہتر ہے۔ تیری شرافت کا ہم مقابلہ نہیں کر سکتیں تمھیں ہر طرح سے ہم پر فضیلت حاصل ہے

ایران کے رافضیوں کو شیخ محمد عمر سے اس لڑکی کا نکاح بہت شاق گذرتا تھا کیونکہ ابوالحسن صحیح النسب سید تھا اور ایران کے رافضی اس کے مرید تھے اور ایران کے بادشاہوں سے اس کا رشتہ ناطہ بھی تھا۔ آپس میں کہتے تھے کہ ابوالحسن کی لڑکی کی شادی جو مشائخ سرہند سے اور خصوصاً جو محمد عمر نامی سے ہوئی ہے عین نامناسب واقع ہوئی ہے لیکن مجبور تھے سوائے صبر کے اور کوئی چارہ نہ تھا۔

بیجاپور کی فتح کے بعد اورنگ زیب شکرانہ کے طور پر بہت سے تحفے اور ہدیئے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لایا۔ اسی سال بادشاہ نے بعض حاسدوں کی باتوں میں آکر شہزادہ معظم سے ناراض ہو کر اسے قید کر لیا۔ لیکن اسے قید کرنے سے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سخت ناراض ہوئے کیونکہ شہزادہ آپ کا مرید تھا۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک روز چند عورتیں حاضر ہو کر عرض گذار ہوئیں کہ آج کل ہماری آمدنی کا وسیلہ بند ہے آپ دعا فرمائیں کہ ہمارا کسب جاری ہو۔ کسی نے پوچھا تم کیا کسب کرتی ہو؟ انھوں نے جواب دیا" ہم مردہ شو ہیں۔" آنحضرت نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے چاہے تھے جب یہ بات سُنی تو دعا نہ کی۔ لوگوں ہر طرف سے ان عورتوں کو لعن طعن کی کہ تمھاری حالت پر سخت افسوس ہے کہ آنحضرت دعا کراتی ہو کہ لوگ مریں اور تمھاری آمدنی میں اضافہ ہو۔ آنجناب نے نہایت کرم سے بادشاہ کو فرمایا کہ ان کے لئے وظیفہ مقرر کردو! چنانچہ اس نے مقرر کر دیا۔

اسی سال حضرت قیوم رابع کی بہن حضرت ابوالعلی کی بیٹی تاج النساء بیمار ہو گئی۔ اور یہ مرض روز بروز بڑھتا گیا۔ حتٰی کہ وہ مر گئی۔ جب اس کے مرنے کی خبر آنحضرت نے سُنی تو فرمایا کہ وہ زندہ ہے۔ لوگ حیران رہ گئے کہ کیونکر زندہ ہے اس میں زندگی کی کوئی علامت نہیں پائی جاتی۔ لشکرِ ہند کے تمام اطباء نے آکر دیکھا۔ بادشاہ نے بھی حاذق حکماء کو بھیجا سب نے غور کرنے کے بعد کہا کہ یہ مُردہ ہے۔ پھر بھی آنحضرت یہی فرماتے تھے

کہ وہ زندہ ہے تمام لوگ حیران تھے کور باطن مخالف اس بات پر ہنستے تھے۔ یہاں تک کہ تین دن مردہ پڑی رہی اور اس کی زبان منہ سے باہر نکلی ہوئی تھی اس پر چیونٹیاں چمٹی ہوئی تھیں بعض طبیبوں نے آکر رگِ جاں پر نشتر مارا تو خون نہ نکلا۔ یہ حالت دیکھ کر سب نے آنحضرت نے اس مردہ خاتون کے پاس جاکر آواز دی۔ آواز دیتے ہی وہ اٹھ کر بیٹھ گئی یہ دیکھ کر لوگوں کا اعتقاد زیادہ ہوگیا۔ اور حیران رہ گئے۔ اور بہت سے مخالف آکر آنحضرت کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ یہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی سب سے بڑی کرامت ہے۔

اسی سال، حضرت خازن الرحمت کے فرزند مولوی فرخ شاہ نے بادشاہ کی طرف ایک خط لکھا جس کے آخر میں لکھا تھا کہ اس معاملہ سے قطب الاقطاب خواجہ محمد نقشبند واقف ہیں۔ بادشاہ نے اس خط کا مطالعہ کر کے کہا کہ حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ کی بزرگی کی کافی دلیل ہے کہ ان کے چچا کے بیٹے ان کی قطب الاقطابی کو قبول کرتے ہیں۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ محمد نقشبند رضی اللہ عنہ کی توجّہ سے

قلعہ ستارہ پر قبضہ

جب اورنگ دکن کے بادشاہوں کی مہمات سے فارغ ہوا تو غنیم بعیم کی بیخ کنی کا پختہ ارادہ کرلیا۔ اس مہم کے آغاز پر حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور توجہ کی درخواست کی۔ آپ نے اس معاملہ پر پوری توجہ فرمائی اور طویل فاتحہ کے بعد بادشاہ کو فرمایا کہ تسلی رکھو! اللہ تعالےٰ تمہیں دشمن پر فتح نصیب کرے گا۔

جس طرف رُخ کرو گے فتح ہی فتح حاصل ہو گی۔ بادشاہ اس خوشخبری سے بہت خوش ہوا اور قلعہ ستارہ کا رُخ کیا جو غنیم کا مضبوط مورچہ تھا اور بلندی اور مضبوطی میں دکن کے تمام قلعوں سے بڑھ کر تھا غنیم نے قلعہ کی فصیل اور برجوں کو مزید مضبوط کر کے مقابلہ کیا۔

اورنگ زیب نے قلعہ کا محاصرہ کیا دونوں طرف سے تیر اور بندوق توپ کی لڑائی ہونے لگی۔ بادشاہ نے حد سے زیادہ کوشش کی لیکن غالب نہ آسکا۔ اور فتح کی کوئی علامت نظر نہ آتی تھی شاہی لشکر کے بہت سے سپاہی ہر روز کام آجاتے تھے۔ آخر یہ صلاح ٹھہری کہ قلعہ کے سب سے بڑے بُرج تلے نقب لگائی جائے۔ اور اس نقب میں بارود بھر کر آگ لگا دی جائے جب آگ لگائی گئی۔ تو اورنگ زیب نے حکم دیا کہ سارا لشکر یکبارگی قلعہ پر حملہ کرے۔ تمام شاہی فوج نے ہلہ بول دیا۔ اور اُدھر آگ لگا دی۔ اس برج پر سات سو آدمی تھے ان کا نام و نشان تک نہ رہا۔ شاہی لشکر بھی ہلاک ہوا۔ جو قلعہ میں رہ گئے انھوں نے پناہ مانگی۔ اور قلعہ بادشاہ کے حوالے کیا۔

بادشاہ فاتح و منصور ہو کر اپنی لشکر گاہ میں لوٹ آیا۔ اور غنیم کے تعاقب میں جو کنودوں قلعوں میں تھا فوج کو مقرر کیا۔ غنیم کے بہت سے قلعے بادشاہ کے قبضے میں آئے اور غنیم کی فوج کا بیشتر حصہ قتل ہوا غنیم بھاگ اٹھا۔ شاہی لشکر نے اس کا پیچھا کیا لیکن ہاتھ نہ آیا۔ کیونکہ شاہی لشکر جہاں جاتا وہیں سے بھاگ جاتا مقابلہ بالکل نہ کرتا۔ جب تک عالمگیر زندہ رہا دشمن نے کبھی شاہی لشکر کا مقابلہ نہ کیا

اورنگ زیب اس فتح کے شکرانے کے طور پر بہت سے تحف و ہدایا لے کر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کی بہت سی دعا و ثنا کی اور عرض کیا کہ یہ تمام فتوح تو آنجناب کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے حاصل ہو رہی ہیں۔ ورنہ مجھ سے کچھ نہ ہو سکتا۔ جب ان فتوحات کی خبر سرہند پہنچی تو حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم کے بڑے فرزند حضرت محمد صبغۃ اللہ نے فرمایا کہ یہ فتوح عالمگیر کے ہاتھ سے

نہیں ہوئیں یہ میرے بھائی محمد نقشبند حجۃ اللہ کی توجہ مبارک سے ہوئیں۔

اسی سال محب اللہ الہ آبادی کے خلیفہ اعظم محمدی کو بادشاہ نے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے حکم سے قید کر لیا اس کے قید ہونے کا باعث یہ ہوا کہ لوگوں نے آپ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ محمدی کا عقیدہ دہریوں کا سا ہے اسلام سے اُسے کچھ سروکار نہیں، بلکہ لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ بہت لوگ اس کے باطل مذہب میں شامل ہو کر گمراہ ہو گئے ہیں۔ آنجناب نے لوگوں کی بات کو حسد پر مبنی خیال کر کے فرمایا کہ ایسا نہیں ہوگا اور

۱؎ محمدی شیخ محب اللہ الہ آبادی (م ۱۰۵۸ھ / ۱۶۴۸ء) کے خلیفہ اعظم تھے شیخ محب اللہ الہ آبادی شاہ جہانی عہد میں سلسلہ چشتیہ صابریہ کے نامور مشائخ میں سے تھے آپ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات خصوصاً نظریہ وحدت الوجود کے ترجمان تھے۔ فلسفہ وحدت الوجود کو وحدتِ ادیان کا رنگ دینا آپ ہی کا کارنامہ تھا۔ آپ نے فصوص الحکم کی شرح لکھی اور ایک نسخہ اپنے مرید خاص شیخ عبدالرحیم کی وساطت سے داراشکوہ کو بھیجا اس شرح کے علاوہ مناظر اخص الخاص (۱۰۵۰ھ / ۱۶۴۰ء) لکھی پھر عبادات الخواص، تفسیر قرآن۔ المغالطۃ العامیہ اور عقائد الخواص کی اشاعت کی۔ آپ کے مکتوبات وحدت الوجود کے فلسفہ کو بیان کرتے ہیں۔ ان میں بہت سے خطوط داراشکوہ کے نام ہیں جس سے داراشکوہ کے عقائد کو تقویت ملی۔ داراشکوہ نے اپنے دورِ اقتدار میں محب اللہ کو الہ آباد کی صوبیداری بھی عطا کر دی تھی۔

شیخ محب اللہ کی تعلیمات نے جہاں ملک کی ذہنی فضا اور دینی زندگی کو مکدر کر دیا تھا وہاں مشائخ نقشبندیہ کو سخت تشویش تھی۔ کہ یہ فتنہ از سرِ نو برِ صغیر کو اپنی لپیٹ میں لے رہا تھا۔ شیخ محب اللہ کا رسالہ تسویہ تو نہایت ہی قابلِ اعتراض خیالات سے پُر آیا تھا۔ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر نزولِ وحی کے بارے میں عجیب و غریب خیالات کا اظہار کیا گیا۔ ان خیالات پر سارے ملک کے علماء کرام نے احتجاج کیا۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

لوگوں نے بھی جب آکر ایسا ہی عرض کیا ہر روز بہت سے آدمی آکر آنحضرت سے اس کے باطل عقائد کا ذکر کرتے اور پے در پے آنحضرت نے محمدی کی گمراہی کی خبریں سنیں تو ایک دن ایک شخص نے محب اللہ کی تصنیف شدہ کتاب لاکر آنحضرت کی خدمت میں پیش کی اس کتاب میں محب اللہ نے وجود باری کے اثبات میں لکھا تھا کہ اگر فرض کریں کہ اللہ تعالےٰ انہی افراد عالم میں موجود ہے۔ یہ بات جو اس نے اس کتاب میں لکھی ہے کفر محض ہے جب آنحضرت نے دیکھا کہ بہت سے لوگ اس کی وجہ سے گمراہ ہو رہے ہیں تو مجبوراً بادشاہ کو فرمایا کہ محمدی کو قید کرلو تاشاید اپنے عقیدہ سے توبہ کرے۔

بادشاہ نے حسب الارشاد آنجناب، اسے شاہی نقار خانہ میں قید کر دیا بہت سے بڑے بڑے امیر اس کے مرید تھے۔ خاص طور پر روح اللہ خاںؒ امیر الامراء اس کا مخصوص مرید تھا وہ اس کی قید سے بہت سٹ پٹایا اور اس کی رہائی کے لئے بہت کوششیں کیں

(گذشتہ صفحہ سے آگے) ایک وقت ایسا آیا کہ شیخ محب اللہ کو عوام نے جان سے مارنے تک کا ارادہ کر لیا۔ جس پر شیخ محمد رشید جونپوری نے آگے بڑھ کر شیخ محب اللہ کو پناہ دی۔

اورنگ زیب کے زمانہ اقتدار میں اس کتاب کو جلایا گیا۔ شیخ محب اللہ کے دو ترجمان اور خلفاء میر سید محمد قنوجی اور شیخ محمدی کو اورنگ زیب نے دربار میں طلب کیا۔ مرأۃ الخیال کے مصنف کا خیال ہے کہ ان اقدامات کے محرک حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

(استفادہ حسنات الحرمین تعلیقات محمد اقبال مجددی)

ملہ روح اللہ خان دارا شکوہ کے خصوصی امیر خلیل اللہ خان پنج ہزاری کا بیٹا تھا خلیل اللہ خاں دارالسلطنت دہلی کا گورنر بنا دیا گیا۔ اور روح اللہ خاں کو دہلی کی دیوانی دی گئی تھی۔ یہ وہ لوگ تھے جنہیں داراشکوہ کے عہد اقتدار میں بڑے بڑے مناصب اور عہدے ملے اور انہیں داراشکوہ کے نظریات پر بڑا یقین تھا۔ یہ روح اللہ شیخ محمدی کا سخت معتقد تھا۔

لیکن سب بے سود۔ کئی دفعہ بادشاہ سے بھی عرض کیا لیکن اس نے قبول نہ کیا۔ کہتے ہیں کہ محمدی مرتے دم تک قید رہا۔ ایک دفعہ بادشاہ نے محمدی کو مکہ جانے کا حکم دیا شاہی آدمی اس کے ساتھ گئے جب مکہ سے واپس آیا تو بادشاہ نے قید سخت کا حکم دیا اس کے تھوڑی مدت بعد قید ہی میں مر گیا لوگ بہت سے واہیات کلمے اس سے منسوب کرتے ہیں جو دین اسلام کے مخالف ہیں۔ اکثر ذو معنی کلام کرتا تھا۔ اگر کوئی گرفت کرتا تو کہتا کہ اس میں میری غرض یہ ہے۔ چنانچہ جب مکہ سے واپس آیا تو ایک شخص نے کہا تو نے کعبہ کو کیسا پایا؟ کہا احتیاج بشری کا طہارتخانہ ہے لوگوں نے کہا" یہ کیسی بُری اور بے ادبی کی بات کرتے ہو۔ کہا میں نے کونسی بُری بات کہی ہے۔ پاک جگہ ہے اور لوگوں کو احتیاج ہوتی ہے کہ وہاں جاتے ہیں۔

کسی نے کہا" جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے بدن پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی؟ جواب دیا فلاں دوا کا روغن جو شخص بدن پر ملتا ہے اس کے بدن پر مکھی نہیں بیٹھتی۔ علےٰ ہذالقیاس بہت سی باطل باتیں اس سے منسوب ہیں۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ کی خدمت میں

شاہ بدخشان کی حاضری

اس سال حضرت قیوم ثالث خواجہ محمد نقشبند رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام میر عبداللہ رکھا گیا آنحضرت فرماتے تھے کہ اس فرزند کی پیدائش کے دن

میں نے دیکھا کہ فرشتے کہتے تھے کہ آج قطب وقت پیدا ہوا ہے۔ اور مجھے مبارکباد دیتے تھے نظر کشفی میں اس بچے کی استعداد قطبیت معلوم ہوتی تھی۔ جب یہ خوشخبری بچے کی والدہ نے سُنی تو نہایت خوش ہوئی۔ کیونکہ پہلے اس کا کوئی لڑکا نہ تھا۔ حق تعالیٰ نے فرزند بھی دیا تو قطبیت کی استعداد کا۔

آنحضرت کے دوسرے فرزندوں کی والدہ ماجدہ آنحضرت کی زندگی میں فوت ہو چکی تھیں جب کبھی اس بچے کی والدہ اُسے گود میں لیتی تو کہتی کہ تو قطب وقت اور قیوم روزگار ہے۔ یہ بات حضرت ابوالعلی کو شاق گذرتی کیونکہ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے پہلے یہ خوشخبری انھیں دی۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں کہ ایک روز حسب معمول بچے کی والدہ نے اسے گود میں لے کر کہا تو قطب وقت اور قیوم زماں ہے۔ حضرت ابوالعلی نے ناراض ہو کر یہ بات حضرت قیوم ثالث سے عرض کیا کہ حضرت سلامت! بیگم فقیروں سے نہیں ڈرتی کہ اس شیر خوار بچے کو قیوم وقت بتلاتی ہے۔ عنقریب یہ بچہ مر جائے گا۔ حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا کسی کی کیا مجال کہ تمھارے سوا کسی کو قطب و قیوم کہے یہ منصب تمھیں مبارک ہے جس روز یہ گفتگو ہوئی اسی دن وہ بچہ بیمار ہو گیا اور مرض روز بروز بڑھتا گیا حتےٰ کہ چند روز بعد فوت ہو گیا۔

آنحضرت کو اس کی موت کا بڑا رنج ہوا اس کی نعش سرہند بھیجی اور امام معصوم کے روضہ منورہ میں مدفون ہوئی۔ بچے کی والدہ کو اس وفات کا بڑا قلق ہوا ہر روز اسطرح روتی کہ دیکھنے والے کا دل بیٹھ جاتا۔

حضرت ابوالعلیٰ کی دعا

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میرے قبلہ گاہ حضرت ابوالعلی نے بیگم سے کہا کہ میں نے حق تعالیٰ سے اور فرزند مانگا ہے۔ جو عنقریب پیدا ہو گا۔ بیگم نے کہا میں بانجھ ہوں میرے ہاں بچہ نہیں ہو گا۔ آپ نے فرمایا ضرور ہو گا۔ کہنے لگیں" ہو گا تو کیا میں اُس

بچے کا افسوس اس لئے کرتی ہوں کہ وہ قطب و قیوم تھا۔" حضرت ابوالعلیٰ نے فرمایا کہ اب تمہارے ہاں کوئی لڑکا ہو گا نہ لڑکی۔ واقعی اس کے بعد بیگم کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی بہت کوشش کی بزرگوں سے دعائیں بھی کرائیں لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔

حضرت ابوالعلیٰ نے فرمایا کہ میں نے یہ بات اللہ تعالیٰ سے مانگ کر اپنے قبضے میں کرلی ہے دوسرے کے کہنے سے کبھی نہیں ہو گی اگر میں چاہوں تو ابھی اس کے ہاں اولاد ہو گی۔ بیگم نے کئی مرتبہ اولاد کے لئے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ یہ کام اللہ تعالیٰ نے ابوالعلیٰ کے ہاتھ میں دیا ہے۔ بیگم اس وجہ سے حضرت ابوالعلیٰ سے ناراض ہو گئی اور اس بات کے درپے ہوئی کہ میں کسی طرح ان کے کشف کو جھوٹا ثابت کروں گی۔

اتفاق سے انہی دنوں حضرت قیوم ثالث بیمار ہو گئے مرض کا غلبہ ہوتا گیا۔ بیگم نے حضرت ابوالعلیٰ سے کہا کہ جب تک تم آنحضرت کی شفا کی بابت اپنی کشف سے خوشخبری نہ دو گے میری دلجمعی نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا کل جس وقت مؤذن شام کی اذان کہے گا اس کے کہتے ہی آنحضرت کی ناک پر پسینہ آئے گا۔ پھر پیشانی پر اور پھر سارے بدن پر۔ اس وقت آنحضرت کو صحتِ کلی نصیب ہو گی۔ دوسرے دن ٹھیک اسی وقت بیگم نے آنحضرت کی ناک مبارک پر ہاتھ رکھا اور ایک شخص کو جلدی مسجد بھیجا کہ جاکر مؤذن کو اذان کے لئے کہے اُدھر مؤذن نے اللہ اکبر کہا تو اِدھر آنحضرت کی ناک مبارک پر پسینہ آیا پھر پیشانی پر پھر چہرہ مبارک اور تمام بدن پر۔ اس کے بعد آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو شفائے کلی نصیب ہوئی۔

میرے (مصنف) والد بزرگوار کواکب دریہ میں لکھتے ہیں کہ اس سال میں سرہند سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے دکن گیا جب میں شاہی لشکر میں داخل ہوا تو جوق در جوق لوگ آکر مجھ سے ملاقات کرنے لگے اس وقت میرے دل میں خیال

آیا کہ تو ایسی بزرگی سے جاتا ہے اگر اسی وقت حضرت حجۃ اللہ مہتروں کو حکم دیں کہ تجھے جوتیوں سے پیٹ کر لشکر سے نکال دیں۔ تو جو اعتقاد تجھے اس وقت آنحضرت پر ہے اس میں کچھ کمی آئے گی یا ویسا ہی رہے گا۔ اس بارے جب خوب غور کیا تو معلوم ہوا کہ ہرگز اس اعتقاد میں فرق نہیں آئے گا کیونکہ مجھے کامل یقین ہے کہ جو کچھ میرے حق میں بہتر ہو گا۔ وہی آنحضرت مجھ سے کریں گے۔ پس میری بہتری اسی میں تھی کہ مجھے ایسی سزا دیں جب یہ بات میں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کی تو آنحضرت نے مجھ پر بدرجہ غایت مہربانی کی اور فرمایا تو حضرت عروۃ الوثقیٰ کے کمالات کا وارث کامل ہے۔

شاہِ بدخشان حاضر خدمت ہوا

اسی سال شاہِ بدخشان نے آنحضرت کی خدمت میں عرضی لکھی کہ میں عاجز ہوں مجھے اپنا مرید بنا لیں اس عرضی کے بھیجنے کا باعث یہ ہوا کہ بدخشاں کا پہلا بادشاہ جو آنجناب کا مرید تھا اس کی جگہ دوسرا تخت نشیں ہوا تھا۔ اس نے آپ کا مرید ہونا قبول نہ کیا اور عیش وعشرت میں مشغول ہو گیا۔ آنحضرت کے خلفاء کی بھی پرواہ نہ کی لوگ اسے بہت سمجھاتے کہ حضرت حجۃ اللہ کے خلفاء کی خدمت میں جاؤ اور ان کے مرید ہو جاؤ اور یہ عیش وعشرت چھوڑ دو تاکہ تمہاری سلطنت قائم رہے لیکن وہ ایک نہ سنتا۔ آخر کار ملک باغی ہو گیا ہر طرف سے دشمن نے چڑھائی کی۔ امیر اس کا حکم نہ مانتے۔

اسی اثناء میں ایک روز سخت گھبرایا رات کو دو رکعت نماز ادا کر کے بارگاہِ الٰہی میں نہایت عاجزی سے دعا مانگنے لگا۔ دعا کے دوران ہی میں اس کی آنکھ لگ گئی تو کیا دیکھتا ہے کہ زربفت کا ایک عالی شان خیمہ جواہرات سے جڑا ہوا ہے جس کے اندر ایک نہایت نفیس تخت پر ایک مرد خدا بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے ارد گرد بہت سے لوگ ہاتھوں میں سنہری عصا لیے ہوئے کھڑے ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ ہیں۔ انہی کی وجہ سے تیری سلطنت میں

خلل آیا. اگر سلطنت کا استقلال اور دین و ایمان کی سلامتی چاہتے ہو تو اس بزرگ کے خلفاء کی خدمت میں جاکر ان سے دعا کراؤ.

جب بادشاہ ہوش میں آیا تو اپنے پچھلے افعال پر نادم ہوا اور حضرت حجۃ اللہ کے خلفاء کی خدمت میں آکر مرید ہوا اور آنحضرت کی خدمت میں ایک عرضی معہ تحف و ہدایا بھیجی. جب اس کی عرضی آنحضرت کی خدمت میں پہنچی تو اس کے حق میں دعائے خیر فرمائی.

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ

سرہند شریف میں قیام فرماتے ہیں

جب حضرت حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند کو شاہی لشکر میں رہتے ہوئے پانچ سال ہو گئے اور فرنگیوں اور ہندیوں کی باہمی جنگ کی وجہ سے حج کی راہ بالکل بند رہی تو آنحضرت ہر روز وطنِ مالوف کو لوٹ آنے کی خواہش کرتے. لیکن اورنگ زیب آنحضرت سے ایک لمحہ بھی جدا ہونا نہ چاہتا تھا. کیونکہ آپ کی برکت سے اسے اس قدر فتوحات نصیب ہوئیں. آنحضرت بھی بپاسِ خاطر عالمگیر توقف فرماتے رہے.

جب بادشاہ نے شہزادہ معظم کو جو آنحضرت کا مرید تھا قید کر لیا اور اس کی قید کی سختی دن بدن بڑھتی گئی تو آنحضرت کو یہ بات ناگوار گذری جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے ایک روز آنحضرت نے بادشاہ سے فرمایا کہ معظم کو رہا کر دو. بادشاہ نے عرض کیا کہ اس کو رہا کرنے سے ملک میں خللِ عظیم کا اندیشہ ہے فتنہ و فساد برپا ہو گا. اور ناحق مسلمانوں کی

خونریزی ہوگی۔ آنحضرت خاموش رہے۔

چند روز بعد آنجناب نے پھر شہزادہ کی رہائی کے لیئے فرمایا بادشاہ نے پھر بھی وہی عذر پیش کیا۔ اسی طرح آنحضرت ہر روز شہزادہ کی رہائی کے لیئے فرماتے اور بادشاہ عذر کرتا رہتا یہ بات آپ کو سخت ناگوار گذری۔ ایک روز نہایت غصے سے بادشاہ کو فرمایا۔ جو تکلیف شہزادہ کو پہنچ رہی ہے اس سے تو اس کا مر جانا بہتر ہے۔ اگر اسے رہا نہیں کرتے تو قتل ہی کر دو۔ بادشاہ نے عرض کیا "مجھے چند ماہ کی مہلت عنایت ہو کہ جناب کی خاطر توکل بر خدا میں معظم کو رہا کر دوں گا۔"ؑ

انہی دنوں ایک روز روح اللہ خاں امیر الامراء ہند جو محمدی کا مرید تھا حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزند شیخ محمد عمر کی خدمت میں درخواستگار ہوا کہ از راہِ لطف و کرم کوشش کر کے محمدی کو بادشاہ کی قید سے چھڑائیں۔ شیخ صاحب نے سخت ناراض ہو کر فرمایا ہم سے یہ امید مت رکھو کہ ہم دشمن خدا کی مدد کریں گے۔ بلکہ اُسے ہر طرح کی ممکن سے ممکن تکلیف پہنچائیں گے۔ روح اللہ شرمندہ ہو کر اُٹھ بیٹھا شیخ صاحب نے بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ محمدی پر تکلیف اور بھی زیادہ کر دی جائے۔ روح اللہ یہ دیکھ کر بہت جلا اور حضرت

ؑ یہ وہ زمانہ تھا جب شہزادہ معظم حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند قدس سرہٗ کی زیر نگاہ زندگی بسر کر رہا تھا۔ آپ اس کے آرام کا خیال رکھتے اور نگ زیب سے سفارش کرتے اس کی غلطیاں حتی کہ بغاوتوں کی خطاؤں کو معاف کراتے مگر جب معظم شاہ نے محرم ۱۱۱۹ھ / مارچ ۱۷۰۷ء کو اپنی بادشاہت کا اعلان کیا۔ اور "خلد منزل شاہ عالم بہادر شاہ" لقب اختیار کر کے شیعیت کو فروغ دینے لگا اور مساجد میں اذان، خطبہ اور کلمہ کا رواج دینے لگا۔ تو حضرات مجددیہ کو سخت مایوسی ہوئی اور یہ حضرات اس کی حمایت سے دستبردار ہو گئے۔

شہزادہ معظم ۱۱۱۸ھ سے ۱۱۲۴ھ تک خود مختار بادشاہ رہا۔

قیوم ثالث کا سخت دشمن ہوگیا دن رات اسی فکر میں تھا کہ کسی طرح آنحضرت کو تکلیف پہنچائے ایک روز کچھ آدمیوں کی زبانی بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ حضرت حجۃ اللہ تیری سلطنت کی نسبت شہزادہ معظم کی سلطنت پر زیادہ راضی ہیں۔ اور معظم نے اس مقصد کے لئے بے شمار روپیہ آنحضرت کو دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ہر روز اس کی رہائی کے لئے خواہش کرتے ہیں۔

بادشاہ نے ان لوگوں کی بات نہ مانی بلکہ کہا کہ آنجناب میرے پیر و مرشد ہیں جو کچھ میرے حق میں بہتر ہوگا وہی کریں گے تم نامناسب اور نامعقول بات کہتے ہو۔ وہ لوگ شرمندہ ہوئے دوسری طرف حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر عرض کرنے لگے کہ بادشاہ آپ سے بہت ناخوش ہے۔ اور یہ باتیں کہتا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ ہم نے بادشاہ کے حق میں کونسی برائی کی ہے۔ ہم تو صبح و شام اس کی سلطنت کے حامی و مددگار ہیں۔ ہم سے کیوں ناراض ہے؟ پھر ان لوگوں نے جاکر معظم سے کہا۔ کہ بادشاہ کے دوسرے بیٹے اعظم شاہ نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو بہت سا روپیہ دیا ہے کہ بادشاہ کو کہہ کر معظم کو قتل کرادیں۔ چنانچہ آنحضرت نے ایک مرتبہ بادشاہ کو فرمایا بھی تھا کہ اگر اسے رہا نہیں کرتے تو اسے قتل ہی کردو۔ اسی بات کو انھوں نے معظم کو لکھ دیا۔

انہی دنوں ایک روز روح اللہ خاں بعض مخالفوں سمیت شاہی مجلس میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی شکایت کر رہا تھا اعظم شاہ بھی ان کے ساتھ شریک تھا۔ بادشاہ نے ان سے منہ پھیر لیا اور دوسری طرف متوجہ ہوا۔ جب یہ خبر آنحضرت نے سُنی۔ تو سخت ناراض ہوئے اور بے اختیار زبان سے نکل گیا۔ کہ روح اللہ خاں غضب الٰہی میں گرفتار[1] ہوگیا اور اعظم شاہ سلطنت سے معزول ہوگیا۔ آنحضرت کے یہ فرماتے ہی روح اللہ خاں بیمار ہوگیا۔ اس کی زبان میں لکنت آگئی اور تیسرے روز مر گیا۔ اعظم شاہ بھی بادشاہی سے

---

[1] اورنگ زیب کے دربار میں دو امراء روح اللہ خاں کے نام سے مشہور ہوئے ہیں۔ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

محروم رہا کیونکہ باپ کے بعد سلطنت محمد معظم کو ملی۔ جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ حضرت حجۃ اللہ ناراض ہو گئے ہیں اور روح اللہ خان غضب الٰہی میں گرفتار ہو کر مر چکا ہے تو گھبرایا ہوا دیوانوں

(گذشتہ صفحہ سے آگے) ایک تو روح اللہ خاں اوّل۔ اور دوسرا روح اللہ خاں خانہ زاد (روح اللہ خاں اوّل کا بیٹا) تھا۔ اگرچہ فاضل مؤلف نے وضاحت نہیں کی کہ یہ کون روح اللہ تھا جس نے آپ کے خلاف عالمگیری دربار میں سازش کی اور محمدی کا مرید ہو کر غضب الٰہی میں گرفتار ہوا۔ لیکن قرائن اور واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص روح اللہ اوّل تھا۔ جسے اورنگ زیب کی مزاج شناسی اور قربت کا اعزاز حاصل تھا۔ یہ خلیل اللہ خان یزدی کا بیٹا تھا۔ امیر الامراء شائستہ خان کا داماد تھا۔ وہ عالمگیر کے جلوس کے چھٹے سال میر بخشی کے عہدے پر سرفراز ہو کر دو ہزاری منصب پر مقرر ہوا۔

روح اللہ خان نے مغل دربار میں رہ کر بہت سی جنگی مہمات اور ملکی معاملات حصہ لیا۔ اور نہایت کامیابی کے ساتھ ترقی کرتا رہا وہ مغل دربار کے کئی عہدوں پر متعین رہا۔ جب بادشاہ دکن کی مہمات پر تھا تو روح اللہ خان اپنی تدابیر سے بہت سے معاملات کو سلجھاتا رہا۔ اس کی والدہ حمیدہ بانو بیگم جو عالمگیر کی خالہ تھی فوت ہوئی تو سارا شاہی خاندان روح اللہ خان کی دلجوئی اور شرکت غم میں مصروف رہا۔ حتیٰ کہ زیب النساء بنت اورنگ زیب روح اللہ خان کے گھر ماتم پرسی کے لئے مقیم رہی۔

روح اللہ خان نے بیجاپور کے محاصرے کے وقت بڑا اہم کردار ادا کیا۔ یہ روح اللہ خان ہی تھا جس نے اپنی شیریں کلامی سے نواب ابوالحسن (تاناشاہ) کے معتمد عبداللہ بیجاپوری المعروف سرانداز خان کو اپنا ہمراز بنا کر رات کے وقت تاناشاہ کے خلوت کدہ خاص میں داخل ہو گیا۔ اور اسے گرفتار کر لیا محافظوں میں سے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ ہتھیار اٹھا سکے۔ فتح گولکنڈہ ۱۰۹۸ھ / ۱۶۸۷ء میں ہوئی عالمگیر نے اس فتح کو روح اللہ خان کا کارنامہ قرار دیا اور سارے دکن (جو ان دنوں دار الجہاد کے نام سے مشہور تھا) کا اسے ہی گورنر بنا دیا۔ اس نے قلعہ رائے چور کو فتح کیا۔ انہی دنوں اس نے اپنی بیٹی عائشہ بیگم کو شاہ عالم کے دوسرے لڑکے محمد عظیم سے بیاہ دیا۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

کی طرح آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور معافی مانگی لیکن آنحضرت نے ذرہ بھر بھی توجہ نہ کی۔ بادشاہ نے توجہ کی درخواست کی پہلے ہفتہ میں ایک دفعہ توجہ فرمایا کرتے تھے۔ اب وہ بھی ترک کردی۔ جب بادشاہ حاضر خدمت ہوتا تو آنجناب نہ اس کی طرف دیکھتے اور نہ توجہ باطنی فرماتے [۱] آخر آپ نے ایران کی راہ حج کا ارادہ کیا۔ اور بادشاہ سے رخصت

(گزشتہ صفحہ سے آگے)، خان روح اللہ خان ان تمام اوصاف کے باوجود بد قسمت تھا۔ کہ ایسے شائخ سرہند سے بغض رہا۔ وہ نظریاتی طور پر ملاحدہ اور بے دینوں کے زیادہ قریب تھا۔ اورنگ زیب کو اس کی یہ کمزوری معلوم تھی مگر وہ اسے درباری خدمات کے پیش نظر پسند کیا کرتا۔ اور مناصب اعلیٰ سے نوازتا تھا۔ وہ ۱۱۰۲ھ / ۱۶۹۱ء میں مر گیا نزع کے وقت اورنگ زیب اس کے پاس پہنچا تو اس نے یہ شعر پڑھا۔

بچہ نازرفتہ باشد زجہاں نیاز مندے — کہ بوقت جاں سپردن بسرش رسیدہ باشی

خان روح اللہ خان آداب گفتگو سے واقف اور خوش تقریر انسان تھا عالمگیر کی دینداری کے باوجود وہ بے دین رہا ہم سازی، سازش اور معرکہ آرائی میں سرگرم رہتا تھا۔ اگرچہ وہ عام لوگوں کی حاجت روائی کے لئے بادشاہ سے بڑے بڑے فیصلے کرا لیتا تھا مگر اسے اپنے پیر و مرشد محمدی کی رہائی میں کامیابی نہ ہوسکی اور حضرت قیوم ثالث محمد نقشبند کی نگاہ غضب کا شکار ہوگیا۔

(استفادہ از مآثرالامراء)

[۱] حضرت خواجہ محمد نقشبند کی ناراضگی کا یہ واقعہ فاضل مؤلف کی تحریر کے علاوہ کہیں نہیں ملتا حقیقت یہ ہے کہ حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس سرہٗ ہندوستان کی بگڑتی ہوئی سیاسی اور معاشرتی صورت حال سے سخت پریشان تھے۔ مغربی علاقوں میں بدعقیدہ لوگوں کا زور بڑھتا جا رہا تھا۔ عالمگیر دکن میں مرہٹوں کی سرکوبی میں الجھا ہوا تھا شیعیت کے اثرات غالب آرہے تھے۔ چنانچہ آپ نے حج بیت اللہ کا اعلان کردیا۔

ہوئے۔ بادشاہ نے بہت منت وسماجت کی چند روز اور توقف فرمائیں لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا اور سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔

اورنگ زیب کو آنحضرت کے جانے کا سخت قلق ہوا۔ پھر اپنے تمام اراکین سلطنت کو آنجناب کی خدمت میں بھیجا اور نہایت عجز و نیاز سے عرضی لکھی کہ آنحضرت تشریف لائیں تو حسب الارشاد کارروائی ہوگی معظم کو بھی رہائی دی جائے گی۔ لیکن آپ نے ذرا پرواہ نہ کی۔ یہاں تک کہ عرضی کو دیکھا تک نہیں۔ شاہی آدمی مایوس ہو کر لشکر میں لوٹ آئے اور ساری کیفیت آکر بادشاہ کو سنائی۔

حضرت حجۃ اللہ جب دارالارشاد سرہند میں آئے تو شہر کے تمام چھوٹے بڑے آپ کے استقبال کو آئے۔ میرے (مصنف) جد شریف کواکب دریہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا کہ جب لوگ استقبال کے لئے آئے تو مجھے خیال آیا کہ اگر میرے بھائی حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ زندہ ہوتے تو استقبال کے لئے آتے جب بھائی فراق کا مجھ پر غلبہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے بھائی مروج الشریعت گھوڑے پر سوار بہت سے اولیاء اللہ ساتھ لئے ظاہر ہو کر فرماتے ہیں۔ بھائی صاحب دیکھو! میں بھی استقبال کے لئے آگیا ہوں بھائی کو دیکھنے سے مجھے فرحت و سرور حاصل ہوا۔

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سرہند میں داخل ہوئے تو پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کر کے مراقبہ کیا پھر دولتخانہ میں تشریف لائے۔ اور ایک گھڑی لوگوں میں بیٹھ کر محل کے اندر تشریف لے گئے۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ کی خدمت میں

سبحان قلی خاں بادشاہِ توران کی عرضداشت

اسی سال سبحان قلی خاں بادشاہِ توران آپ کا غائبانہ مرید ہوا۔ اس کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا کہ وہ اس سے پہلے سمرقند میں تھا وہاں خواب میں دیکھا کہ یاقوت سُرخ کے محل پر ایک بزرگ کھڑا ہے اور اس محل کے گرد ہزارہا اولیاء دست بستہ کھڑے ہیں، سُبحان قلی خاں نے لوگوں سے پوچھا کہ محل پر کھڑا ہوا بزرگ کون ہے؟ انھوں نے کہا خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ قیوم وقت ہیں۔ اتنے میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے سبحان قلی خان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ہم نے تمھیں توران کا بادشاہ مقرر کیا ہے اب بخارا چلے جاؤ! وہاں تخت سلطنت تمہارا منتظر ہے، ہمارے خلفار کی خدمت کرنا تاکہ تمہاری سلطنت کو استقلال ہو قیامت میں بھی اللہ تعالیٰ تمھیں بلند مرتبہ عطا فرمائے گا اور تمہارے گناہ بخشے جائیں گے۔

سبحان قلی خاں نے بیدار ہو کر حسب الارشاد بخارا کا رُخ کیا۔ مخالفوں نے اسے قتل کرنا چاہا لیکن حضور کی توجہ اس کے شاملِ حال تھی۔ اس پر قابو نہ پا سکے۔ اُن دنوں سبحان قلی خاں دشمنوں کے خوف سے بہت گھبرایا ہوا تھا۔ کئی راتیں ڈر کے مارے سو نہ سکا ایک رات پھر آنحضرت نے خواب میں فرمایا کہ ہم تیری مدد و حمایت پر ہیں کسی کی مجال نہیں کہ تجھے تکلیف پہنچائے کل ہمارے خلیفہ مرزا خواجہ کی خانقاہ پر چلے جانا اور اس سے ہماری کلاہ لے کر سر پر رکھنا اور بخارا چلے جانا۔ دوسرے روز وہ مرزا خواجہ کی خانقاہ میں گیا بیشتر اس کے کہ سبحان قلی خان کچھ بیان کرے مرزا صاحب نے فرمایا کہ تمھیں حضرت حجۃ اللہ

خواجہ محمد نقشبند نے کلاہ لینے کے لئے بھیجا ہے۔ یہی کلاہ تمہارا تاج سلطنت ہے۔ اُن دنوں بارہ ہزار جنگی ترک مرزا صاحب کے مرید تھے۔ سب کو سبحان قلی خاں کے ماتحت کیا سب اس کی اطاعت پر کمر بستہ ہوئے۔ سبحان قلی خاں سر پر کلاہ رکھ کر ان ترکوں کو ساتھ لے کر بخارا گیا۔ ابھی عبدالعزیز خاں بادشاہ بخارا زندہ تھا۔ اس نے اپنا اقتدار کسی دوسرے کے سپرد کر دیا تھا۔ لیکن حضرت حجۃ اللہ کی توجہ سے لوگوں کے دلوں میں سبحان قلی خاں کی محبت گھر کر گئی اور وہ سلطنت کا مالک قرار پایا دشمن اس کے زور و قوت سے ڈر کر راتوں رات بھاگ گئے۔ جب عبدالعزیز خاں مر گیا تو سبحان قلی خاں توران کا واحد بادشاہ ہوا۔

تخت سلطنت پر بیٹھتے ہی حضرت حجۃ اللہ کے خلفاء کا مرید ہوا۔ اور آپکی خدمت میں معہ تحف و ہدایا ایک عرضی بھیجی۔ جب اس کی عرضی آنجناب کی خدمت میں پہنچی۔ تو تحف و ہدایا قبول کر کے اس کے حق میں دعائے خیر کی۔

اسی سال حضرت قیوم ثالث کی بیٹی امت القیوم عرف جیونی بیگم صاحبہ کی شادی شیخ عبدالاحد[1] کے بیٹے شیخ محمد نقی سے ہوئی۔ آنحضرت نے بے شمار مال و اسباب، جواہر۔

---

[1] شیخ عبدالاحد (شاہ گل متخلص بوحدت) حضرت خازن الرحمت کے پانچویں بیٹے تھے۔ ۱۰۵۰ھ کو پیدا ہوئے ۱۱۲۷ھ کو انتقال فرمایا۔ آپ کے چار بیٹے شیخ محمد ابو حنیف۔ شیخ محمد جواد۔ شیخ محمد نقی شیخ نورالحق تھے۔ تیسرے بیٹے شیخ محمد نقی کی شادی قیوم ثالث کی بیٹی سے ہوئی تھی۔

شیخ محمد نقی ۱۳ محرم ۱۱۴۰ھ کو فوت ہوئے آپ کے دو بیٹے شیخ محمد اظہر اور شیخ ظہور اللہ تھے شیخ ظہور اللہ تو خواجہ محمد نقشبند کی ایک نگاہ سے مجذوب ہو گئے۔ مگر شیخ محمد اظہر نے بڑا مقام حاصل کیا۔ اور اورنگ زیب نے آپ کو نواب اظہر الدین خان کا خطاب دیا۔ آپ کے تین بیٹے تھے احسان اللہ خان، انعام اللہ خان شہید اور عرفان اللہ خان تھے۔ احسان اللہ خان کے دو بیٹے تھے محمد مشتاق اور محمد آفاق۔ حضرت شاہ محمد آفاق بڑے صاحب علم و عرفان تھے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

نقد و جنس جہیز میں دیا۔ ایک لاکھ روپے کا صرف زیور ہی تھا۔ باقی سونے چاندی کی اور چیزیں اور جواہرات تھے۔ شہر کے تمام افراد کی دعوت کی گئی۔

کہتے ہیں۔ اس طرح دھوم دھام سے مشائخ سر ہند تو درکنار ہندوستان بھر میں کوئی شادی نہیں ہوئی ہو گی۔

(گذشتہ صفحہ سے آگے) شاہ غلام علی دہلوی نے اپنی کتاب سیر المرشدین کے حاشیہ پر آپ کو ہدیہ تحسین پیش کیا ہے۔ انساب الطاہرین کے مصنف نے آپ کو اپنے وقت کا شیخ طریقت لکھا ہے۔ کابل کا بادشاہ شاہ زمان آپ کا مرید تھا۔ آپ ۱۱۶۰ھ میں پیدا ہوئے ۱۲۵۱ھ میں فوت ہوئے۔ انعام اللہ خان شہید کے تین مرید حسنین۔ صمصام اللہ اور مقبول النبی تھے ان کی اولاد کا علم نہیں ہو سکا۔ (ماخوذ از انساب الانجاب خواجہ محمد حسن مجددی)

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ

رضی اللہ عنہ

کابل تشریف لے جاتے ہیں

پہلے لکھا گیا ہے۔ کہ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ حج کے ارادے سے دکن تشریف لے گئے تھے۔ ان دنوں انگریزوں اور ہندوستانیوں میں جنگ چھڑ گئی تھی۔ اس لئے عرب کے بحری راستے بند تھے۔ چند سال تک آنحضرت شاہی لشکر میں رہے جب کابل کے مغل اور پٹھانوں کو آپ کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو آنحضرت کے استقبال کے لئے روانہ ہوئے۔ ابھی آنحضرت سرہند ہی میں تھے کہ کابل کے آدمی پیش قدمی کے لئے حاضر خدمت ہو گئے۔

آنحضرت پیر کے دن ۱۵، جمادی الاوّل کو کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ ہر منزل پر کابل کے بہت سے آدمی حاضر خدمت ہوتے تھے۔ جب لاہور پہنچے تو کابل سے ایک ہزار آدمی آنحضرت کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ جب آگے بڑھے تو ہر منزل پر جوق در جوق آدمی قافلہ میں شریک ہوتے گئے۔ جب دریائے سندھ پار کیا تو خدمت اقدس میں لوگوں کا اس قدر ہجوم ہوا کہ قلم ان کے شمار سے عاجز ہے۔

حضرت خواجہ محمد نقشبند پشاور میں

میرے (مصنّف) قبلہ گاہ فرماتے ہیں کہ جن دنوں حضرت حجۃ اللہ کابل تشریف لے گئے۔ ہم اس وقت پشاور میں تھے۔ ہم پشاور سے پندرہ کوس کے فاصلے پر نوشہرہ تک استقبال کے لئے گئے۔ نوشہرہ سے پشاور تک انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا آدمیوں کی

کثرت کی وجہ سے زمین نظر نہ آتی تھی۔ جب ظہر کا وقت ہوا تو آنجناب نماز کے لئے ٹھہرے لوگوں کو نماز کے لئے اچھی طرح جگہ نہ ملتی تھی۔ ایک دوسرے کی پیٹھ پر سجدہ کرتے تھے حالانکہ جنگل اس قدر وسیع تھا پھر بھی تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔

پشاور کا حاکم ہاتھی پر سوار ہو کر حضور کے استقبال کو آیا۔ کچھ لوگوں نے اسے کہا کہ ہاتھی پر سوار ہو کر قیوم وقت کی ملاقات کو جانا سخت بے ادبی ہے۔ اس نے کہا ان لوگوں کے لئے بے ادبی ہے جو اُن کے مرید ہیں۔ میں تو اُن کا متعقد نہیں۔ جب آنحضرت کے قریب پہنچا تو ہاتھی بٹھا کر اترا۔ لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ اژدہام خلقت سے ہاتھی حواس باختہ ہو گیا اور آنحضرت تک نہ پہنچ سکا۔ یہ محض آنحضرت کے تصرف کی وجہ سے تھا۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ اور میرے والد بزرگوار نے بارہا یہ فرمایا کہ ہاتھی کو ہم نے بیٹھتے دیکھا لیکن پھر اٹھتے نہ دیکھا جب ہاتھی کے قریب پہنچے تو اُسے مردہ پایا۔ جو لوگ آپ کی زیارت اور استقبال کو آتے تھے انھیں آنحضرت کی زیارت بھی نصیب نہ ہوتی تھی صرف دور سے آنجناب کی سواری کو دیکھ لیتے تھے ہزاروں میں سے صرف ایک کو زیارت نصیب ہوتی تھی۔

حضرت خواجہ محمد نقشبند کی آمد پر کابل میں بدعات بند کر دی گئیں

آنحضرت پشاور میں ایک مہینہ رہ کر کابل کیطرف روانہ ہوئے جب امیر خاں والئ کابل نے جو دریائے سندھ سے لے کر قندھار تک سارے علاقے کا حاکم تھا سنا کہ آنحضرت پشاور تک تشریف لے آئے ہیں تو اس نے سارے علاقے میں حکم بھیج دیا کہ جتنے گاؤں راستے میں پڑتے ہیں ان میں کوئی خلاف شرع اور بدعت کا کام مثلاً بھنگ۔ پوست۔ افیم۔ شراب۔ ڈھول طنبور وغیرہ نہ ہونے پائے۔ کیونکہ حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ تشریف لا رہے ہیں جب آنحضرت کے خیمے سندھ پار نصب ہوتے تو اس ملک میں بدعت و خلاف شرع کوئی کام نہ پایا جاتا تھا۔ جب آنحضرت پشاور سے

کابل کی طرف روانہ ہوئے تو توران بدخشاں اور ترکستان وغیرہ ممالک کے ہزاروں لوگ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

اسی اثنار میں کابل کا ایک رئیس حاجی عبداللہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ اس نے بیان کیا کہ میں نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی تھی کہ میں قطب وقت کو دیکھوں۔ ایک رات میں نے خواب میں تین آدمیوں کو دیکھا ایک بوڑھا۔ دوسرا جوان۔ تیسرا بچہ۔ لیکن بوڑھے اور بچے کے کپڑوں پر تمام اسم ذات لکھا ہوا تھا۔ اور جوان کے کپڑے پر کمر تک اسم ذات لکھا ہوا تھا۔ کسی نے کہا کہ تینوں قطب ہیں جب میں نے آپ کو دیکھا تو جناب کی شکل وصورت اس بوڑھے سے ملتی ہے اور جس جوان اور بچے کو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ وہ آنحضرت کا بیٹا اور پوتا تھا۔ جوان کے لباس پر کمر تک جو اسم ذات دیکھا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اُسے صرف قطبیت کے کمالات حاصل تھے اور بچے اور بوڑھے کو منصب بھی حاصل تھا۔ اس بچے سے مراد حضرت قیوم رابع حضرت خواجہ محمد زبیر ہیں جب آنحضرت پشاور سے تین منزل کے فاصلہ پر درۂ خیبر میں پہنچے جہاں سے کابل سات دن کی راہ ہے۔ تو امیر خاں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا اور طرح طرح کے تحفے نذر کئے۔

حضرت حجۃ اللہ کی کابل میں آمد پر عقیدتمندوں کا ہجوم

جب آنحضرت کابل پہنچے تو خلقت کا اس قدر ہجوم ہوا کہ سوائے حضرت عروۃ الوثقیٰ کے اور کسی کی خدمت میں کہیں اتنا ہجوم نہیں ہوا تھا شہر میں کوئی ایسا فرد بشر نہ تھا جو آنحضرت کے استقبال کو نہ آیا ہو۔ حتّٰے کہ عورتیں بھی برقعہ پہن کر آئیں بلکہ شیر خوار بچوں والی اور حاملہ عورتیں بھی آئیں۔

کابل کے بعض آدمیوں نے مجھ (مصنف) سے بیان کہ جن دنوں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کابل میں تھے تو شہر میں شور مچ گیا کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ تشریف لا رہے ہیں

لوگو! ان کے استقبال کے لئے نکلو! سارے آدمی نکل آئے۔ ہم بھی کندھوں پر سوار ہو کر گئے۔ کابل کے تمام چھوٹے بڑے مع وہاں کے حاکم کے آنحضرت کیساتھ پاپیادہ جا رہے تھے کابل کا قاضی، قاضی جان محمد آپکی نعلین مبارک اٹھاکر پیدل ساتھ جارہا تھا جب اس انبوہِ کثیر کے ساتھ آنحضرت شہر میں داخل ہوئے تو کابل کی دو کانیں پائمال ہوگئیں لوگوں کا بہت سا مال واسباب ضائع ہوا۔ شہر کابل میں آدمیوں کی گنجائش نہ رہی دوسرے ملکوں سے ہر روز ہزاروں آدمی زیارت کے لیئے آتے تھے اور روز بروز لوگوں کی کثرت ہوتی جاتی تھی۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ کی خدمت میں

عالمِ اسلام کے علماء و مشائخ کی حاضری

حضرت قیوم ثالث خواجہ محمد نقشبند کی قیومیت کا پچیسواں سال تھا۔ آپ کی کثرتِ ارشاد کی یہ کیفیت تھی کہ ہر روز چار پانچ سو بلکہ اس سے بھی زیادہ آدمی حاضر ہو کر مرید ہوتے۔ دُنیائے اسلام کے تمام چھوٹے بڑے آنحضرت کی طرف رجوع کرنے لگے۔ بڑے بڑے مشائخ اور علماء اپنی اپنی مشیخیت اور درس و تدریس چھوڑ کر آنحضرت کے مرید ہوئے۔ بادشاہ سلطنت چھوڑ کر آنجناب کے حلقہ بگوش غلام بن گئے روئے زمین کے مختلف حصّوں سے لوگ ٹڈی دَل کی طرح آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ خصوصًا توران بدخشان۔ کاشغر۔ ترکستان اور دشت قپچاق کے بے شمار لوگ حاضر خدمت ہوئے مذکورہ بالا ملکوں سے ہزاروں لوگ ہر روز آنجناب کی خدمت سے مشرف ہوتے تھے

توران ۔ ترکستان اور بدخشاں کے بادشاہ اپنی اپنی حدود تک استقبال کے لیئے آئے اور اپنے اپنے ایلچی معہ تحف و ہدایا آنجناب کی خدمت میں بھیجے ۔ ایلچیوں کے ساتھ ہزار ہا آدمی زیارت کے لیئے آئے ۔ اس قدر لوگ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ کابل میں گنجائش نہ رہی ۔ جو لوگ آنحضرت کی زیارت کو آئے وہ شہر کے باہر خیموں میں رہنے لگے شہر کے ارد گرد ایک ایک کوس تک بڑا بھاری لشکر پڑا ہوا تھا۔

صبح و شام آپ کے حلقہ میں اس قدر لوگ شامل ہوتے اور مجلسِ اقدس کا دبدبہ اس طرح کا تھا ۔ کہ بادشاہ اور امراء کو اتنی جرأت نہ تھی کہ بات کریں ۔ آنجناب کے نزدیک اعلیٰ ادنےٰ امیر غریب برابر تھے ۔ آپ کی خدمت میں غرباء امراء بادشاہوں کی تعظیم نہ کرتے ۔ اور بادشاہوں کو آنحضرت کی مجلس میں بیٹھنے کی مجال نہ تھی ۔ آپ کی مجلس کا جاہ و جلال کہاں تک لکھوں ۔ اندک نوشتہ رابسیار باید دانست ۔ جب ایران کے بادشاہ نے آنحضرت کی تشریف آوری کی خبر سُنی تو ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ فرماتے ہیں کہ خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ ایران آرہے ہیں اگر دین و دنیا کی خیریت چاہتے ہو توان کا استقبال کرو اور آداب خدمت بجا لاؤ اور اُن کے مرید ہو جاؤ ۔ تاکہ تمھاری سلطنت کو استقلال رہے ۔ اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمھارے گناہ بخش دے ۔

شاہ ایران یہ خواب دیکھ کر آنحضرت کے استقبال کے لیئے گیا ۔ جب اپنے ملک کی حد پر پہنچا تو ایلچی کو تحفے اور ہدیئے دے کر آپ کی خدمت میں بھیجا اور ایک لاکھ روپیہ بھی نذر کیا اور ساتھ ہی مرید ہونے کے لیئے ایک عرضی لکھی جب ایران کے بادشاہ کا ایلچی معہ تحف و ہدایا اور عرضی آنحضرت کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے تحفے اور ہدیئے قبول کر کے اس کے حق میں دعائے خیر کی ۔

مشائخ مجددیہ کی کابل میں مقبولیت

اسی سال حضرت عروۃ الوثقٰی کے بڑے بیٹے محمد صبغۃ اللہ کابل تشریف لے گئے حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اپنے بھائی کے استقبال کے لئے آئے۔ کہتے ہیں اس دن لوگوں کا ہجوم بہت ہی زیادہ تھا کیونکہ تمام اکابرینِ سلطنت حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔ اور تمام چھوٹے حضرت محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے۔

حضرت حجۃ اللہ اپنے بڑے بھائی کا استقبال کر کے انھیں نہایت عزت سے شہر میں لائے۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں کہ ایک روز کابل میں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں بیٹھا تھا اور میرے ہاتھ میں ایک سیب تھا اتفاقاً وہ سیب میرے ہاتھ سے گر کر لڑھکتا ہوا آنحضرت کے خلیفہ خواجہ مرزا کے آگے چلا گیا۔ خواجہ صاحب نے وہ سیب اٹھا کر مجھے دے دیا۔ پھر ایسا ہوا تو خواجہ صاحب نے دوبارہ اٹھا کر مجھے دے دیا۔ تیسری مرتبہ جب گر کر اس کے پاس گیا۔ تو مجھے اٹھا کر دینا ہی چاہتے تھے کہ حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا "خواجہ صاحب! اس سیب کو اپنے پاس رکھیں۔ آپ کو اس سے نعمت حاصل ہوگی"۔ حسب الارشاد خواجہ صاحب نے وہ سیب سنبھال کر رکھا۔ جب حضرت حجۃ اللہ نے حضرت قیوم رابع کو خلیفہ بنا کر کابل بھیجا۔ تو خواجہ صاحب نے حاضرِ خدمت ہو کر وہ موعودہ نعمت حاصل کی۔

جب کابل میں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حدّ سے زیادہ ہجوم ہو گیا اور مغل پٹھان۔ ترک اور تاجیک بکثرت آ گئے اور روز بروز خلقت کا انبوہ زیادہ ہوتا گیا ہر روز گروہوں کے گروہ اور جوق در جوق ترک مغل اور پٹھان آنحضرت کی زیارت کے لئے آتے تھے۔ ہندوستان سے بھی بہت سے آدمی حاضرِ خدمت ہو کر مرید ہوئے۔ امیر خاں والیٔ کابل اللہ والوں کا اسقدر ہجوم دیکھ کر حیران رہ گیا اور ترک مغل

اور پٹھانوں کی کثرت دیکھ کر گھبرا بھی گیا اور اس مضمون کا ایک خط عالمگیر کو لکھا:

"شیخ زمان خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ کے کابل میں تشریف لانے کے سبب علاقے میں خللِ عظیم واقع ہوا ہے اول یہ کہ نائب شرع قاضی شیخ صاحب کی نعلیں کو سر پر اٹھا کر پیادہ پا ان کے ساتھ جاتا ہے اور اس میں شریعت کی اہانت ہوتی ہے، دوسرے یہ کہ شیخ صاحب کی سواری کے سبب سے بازار کی دوکانیں پامال ہوئی ہیں۔ اور اہل بازار کا مال واسباب ضائع ہو گیا۔ شیخ صاحب کی سواری میں میرا ہاتھی لوگوں کے پاؤں تلے آ کر مر گیا ہے۔ ایسے کام تو کبھی بادشاہوں کی سواری کے وقت بھی نہیں ہوئے اس سے بڑی بات یہ ہے کہ ترک۔ مغل اور پٹھان اس کثرت سے شیخ صاحب کے پاس جمع ہوئے ہیں اور توران۔ ایران۔ بدخشان اور ترکستان کے بادشاہ اپنی اپنی حدود پر جو سرحد ہندوستان سے ملتی ہیں۔ آ کر بیٹھے ہوئے ہیں اس وجہ سے اندیشہ ہے کہ سلطنت ہند میں فسادِ عظیم برپا ہو جو بعد میں لاعلاج صورت اختیار نہ کر جائے۔ اب کابل میں عملاً میری حکومت نہیں شیخ صاحب کے سوا کسی کا حکم نہیں چلتا۔"

بادشاہ نے اس کے جواب میں ایک غضب آلود خط لکھا کہ اس ملک اور اس سلطنت کی سعادت اسی میں ہے کہ اسی قسم کا شیخ میرے وقت میں پیدا ہوا ہے۔ یہ خط پڑھنے کے بعد اورنگ زیب نے امیر خاں کو برطرف کر دیا۔

یہ خط وکتابت اور امیر خاں کی معزولی مفصل بیان کی جائیں گی۔

حضرت قیوم ثالث حُجۃ اللہ

کابل سے واپس سرہند تشریف لائے

جب امیر خاں والیٔ کابل نے بادشاہ کی طرف خط لکھا کہ حضرت حجۃ اللہ کے کابل آنے سے دین و دُنیا میں خلل آگیا ہے اوّل شرع کی اہانت ہوئی ہے کہ قاضی شیخ صاحب کی نعلین سر پر رکھے پا پیادہ آپ کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ دوسرے یہ کہ شیخ صاحب کی سواری کے وقت بازار پائمال ہوا ہے۔ اور ہاتھی لوگوں کے پاؤں تلے آکر روندا گیا اور مر گیا۔ تیسرے مغل پٹھان اور ترک بادشاہ، سلطنتِ ہندوستان کی سرحد پر ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔ اس وجہ سے عنقریب ہی ملک میں بھاری فساد ہوگا جس کو رد کنا بعد میں محال ہو جائے گا۔

اورنگ زیب نے امیر خاں گورنر کابل کو معطل کر دیا

جب یہ خط بادشاہ اورنگ زیب کو ملا تو پڑھ کر سخت ناراض ہُوا اور امیر خاں کی طرف لکھا کہ تمہارے کمینہ پن پر مجھے تعجب آتا ہے کہ ایسی نامناسب اور نامعقول باتیں لکھتے ہو، میں کیا ہی خوش نصیب ہوں کہ ایسا شیخ میرے وقت میں میرے ملک میں پیدا ہوا ہے کہ اس قدر لوگ اس کے فرمانبردار اور اس قدر ہجوم ہوا ہے کہ بازار پامال اور ہاتھی ہلاک ہوا۔ اگر آدمیوں کی کثرت سے دکانیں ضائع ہوئیں ہاتھی مر گیا تو کچھ مضائقہ نہیں اور یہ کہ جو تو نے لکھا ہے کہ قاضیِ شہر شیخ صاحب کی نعلین کو سر پر اٹھائے پیادہ پا ساتھ چلتا ہے سو قاضی شہر شیخ صاحب کے مرید ہیں مرید اپنے پیر کا جو بھی ادب کرے

بجا ہے۔ اور یہ جو لکھا ہے کہ مغل پٹھان اور ترک شیخ صاحب کی خدمت میں بکثرت جمع ہو گئے ہیں اور بادشاہ اپنی اپنی سرحدوں پر آئے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے سلطنت ہند میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ ہے سو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ میری سلطنت کے حامی و مددگار ہیں۔ انہی کے طفیل مجھے تخت نصیب ہوا ہے ان کے سبب میری سلطنت میں کیونکر خلل آسکتا ہے ہم سمجھتے ہیں تم میں کابل کا حاکم ہونے کی اہلیت نہیں لہٰذا ہم تجھے معطل کرتے ہیں اور آئندہ کے لئے حکم دیتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ کے خلاف کسی قسم کا نامناسب کلمہ زبان پر نہ لانا۔ ورنہ دین و دنیا دونوں کھو دو گے۔ کیونکہ آنجناب قیوم وقت ہیں. دنیا کی غمی اور خوشی. خوشحالی اور بدحالی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کے ہاتھ میں دے رکھی ہے۔"

اسی اثنار میں عالمگیر نے ایک رات خواب میں دیکھا کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ حضرت حجۃ اللہ تجھ سے ناراض ہو کر ایران کی راہ حج کو جا رہے ہیں کہ اگر ایسا ہوا تو یاد رکھو! تمہارے ملک سے خیر و برکت جاتی رہے گی. بادشاہ جب جاگا تو گھبرایا۔ حضرت مروج الشریعت کے دوسرے بیٹے خواجہ محمد پارسا کو بلا کر خواب کا واقعہ سنایا اور عرض کیا جس طرح ہو سکے حضرت حجۃ اللہ کو واپس لاؤ۔ آپ کا مجھ پر بڑا احسان ہوگا۔ آپ نے فرمایا "حتے المقدور کوشش کروں گا کہ آنحضرت کو واپس لے آؤں امید غالب ہے کہ لے بھی آؤں گا. ے

نہ خسپم تا نہ چپانم سرت را نیایم تا نیارم دلبرت را"

بادشاہ نے بھی اپنی عرضی عجز و نیاز سے اس مضمون کی ارسالِ خدمت کی کہ "تعجب ہے آنجناب نے سفر کو مخالفین کی راہ سے ہو کر جانا پسند فرمایا ہے۔ الحمدللہ! یہ بات ظاہر ہو گئی ہے کہ آپ مجھ سے ناراض ہیں جس کسی نے میری طرف سے جناب کی خدمت میں کچھ عرض کیا ہے وہ محض جھوٹ ہے. ے

مانجی اللّٰہ والرسول معاً　　من لسان الوریٰ فکیف انا

(جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول دنیا کی زبان سے نہیں بچ سکتے تو ہم کیونکر بچ سکتے ہیں)
اگر آنجناب اس علاقے میں تشریف فرما ہوں تو مجھ کو گمراہی کے بھنور سے نکال کر ہدایت و نجات کے ساحل پر پہنچا جائیں۔ اور یہ بات کرم کریمانہ سے کم نہیں۔ ؎

گر شاہ کند میل ہلالی عجیبے نیست　　شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

دراصل بادشاہ تو آنجناب ہیں میں تو ایک گداگر ہوں۔ آج سے آپ کی خاطر معظم کو بھی حسب الارشاد رہا کرتا ہوں۔"

جب خواجہ محمد پارسا عالمگیر کی یہ عرضی لے کر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے اور بہت منت سماجت کی اور بادشاہ کی عاجزی اور گھبراہٹ کے متعلق بھی عرض کیا۔ تو آنحضرت کے دل میں رحم آیا۔ اور کابل سے دکن جانے پر راضی ہو گئے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنجناب کے اکثر خلفاء اور مرید غزنی بلکہ قندھار تک چلے گئے تھے آنحضرت نے انھیں بھی واپس بلا لیا۔ اور جو لوگ توران۔ ترکستان وغیرہ سے زیارت کے لیئے حاضرِ خدمت ہوئے تھے انھیں بھی رخصت فرمایا ان میں سے بعض آنحضرت کی خدمت ہی میں رہے۔ اور جدائی اختیار نہ کر سکے حضرت حجۃ اللہ معہ تمام لواحقین و تابعین دار الارشاد سرہند کی طرف متوجہ ہوئے رخصت ہوتے وقت امیر خاں والیٔ کابل نے عرض کیا کہ بادشاہ مجھ پر ناراض ہے آپ نے ایک مکتوب بطور سفارش عالمگیر کی طرف لکھا بادشاہ نے آپ کی سفارش سے مہرباں ہو کر امیر خاں کو دوبارہ کابل کا حاکم مقرر کیا۔

خواجہ مرزا کے بیٹے خواجہ نور اللہ اپنے باپ کی حکایت بیان کرتے ہیں جب آپ روانہ ہوئے تو میر خورد درِ دولت پر حاضر ہو کر آنجناب سے توجہ باطنی کے خواستگار ہوئے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میر صاحب تم پہلے بھی

ہمارے حلقہ میں داخل رہ چکے ہو اور ہم سے باطنی توجہات لے چکے ہو میر صاحب نے عرض کیا جو کچھ مجھے حاصل ہے۔ جناب ہی کی توجہ کی برکت ہے۔ لیکن بدقسمتی سے کچھ عرصہ کے لئے بعض وجوہات کی بناء جناب کی خدمت میں حاضر نہ رہ سکا نیز میں اس ملک میں بھی نہ تھا۔ اب مدت بعد آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا اب تو ہم جا رہے ہیں ورنہ تمہیں قربِ الٰہی کے انتہائی مقام تک پہنچا دیتے۔ اچھا اب بھی تمہاری باطنی حالت اچھی ہے۔

پہلے سفر میں جب آنحضرت کابل تشریف لے گئے تھے تو میر خورد نے حاضر خدمت ہو کر فیض اور نسبت باطنی اخذ کئے تھے اب کی مرتبہ جب آنحضرت کابل تشریف لے گئے تو میر خورد بدخشاں گئے ہوئے تھے۔ وہاں سے آنحضرت کی آمد کی خبر سن کر حاضر خدمت ہوئے لیکن اس وقت جب آنحضرت واپس تشریف لانے کو تھے جب حضرت قیوم ثالث منزلیں طے کر کے سرہند پہنچے تو تمام مشائخ و روسائے سرہند استقبال کے لئے آئے۔ اور سرہند سے تین منزل پر حاضر خدمت ہوئے۔

آنحضرت پہلے حضرت مجدد الف ثانی اور عروۃ الوثقیٰ کے روضہ منورہ کی زیارت کرنے کے بعد اپنے خاص محل میں تشریف لے گئے۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند

سے حضراتِ مجددیہ کی بیعت

اس سال حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے چوتھے فرزند

حضرت محمد اشرفؒ نے حضرت حجۃ اللہ کی قیومیت کو تسلیم کیا۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔ کہ جب حضرت حجۃ اللہ کابل سے واپس تشریف لائے اور ابھی سرہند میں داخل نہ ہوئے تھے۔ اور لوگ آنجناب کے استقبال کو جا چکے تھے۔ کہ ایک رات تہجد کی نماز کے بعد حضرت محمد اشرف کو الہام ہوا کہ قطب الاقطاب اور قیوم زمان خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ تشریف لا رہے ہیں۔ محمد اشرف! تم ان کا استقبال کرو۔ کیونکہ وہ میرا محبوب ہے۔

حضرت خواجہ محمد اشرف حسب اشارت فیض بشارت حضرت حجۃ اللہ کے استقبال کو گئے اور اپنا یہ الہام عرض خدمت کیا اس وقت تمام چھوٹے بڑے حاضر خدمت تھے۔ فرمایا لوگو! تمھیں واضح رہے کہ قطب جہان اور قیوم زماں حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ ہیں۔ اور وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ کی طرح تمام اولیائے اُمت سے افضل ہیں۔ جو شخص آنجناب کی قیومیت کو قبول کرے گا اللہ تعالےٰ اس سے راضی ہو گا اور قیامت کے دن اس کے گناہ بخش کر اسے بہشت

۱؎ خواجہ محمد اشرف حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کے فرزند ارجمند تھے آپ نے خصوصی طور پر خواجہ محمد اشرف کو اورنگ زیب کے لشکر میں رکھا تھا تاکہ آپ بادشاہ کی روحانی تربیت کی نگہداشت کر سکیں آپ دارا شکوہ کی جنگ اقتدار کے دنوں اورنگ زیب کی راہنمائی فرماتے رہے خواجہ محمد اشرف اور اورنگ زیب کی رفاقت کا یہ عالم تھا۔ کہ آپ محاذ جنگ پر بھی بادشاہ کے ساتھ تھے اور فتح و نصرت کی بشارت بن کر ہر معرکہ میں پیش پیش رہے

— آپ کی وجہ سے خواجہ محمد سعید کے بیٹے خواجہ سعدالدین (حضرت خواجہ محمد معصوم کے بھتیجے) بھی میدان جنگ میں موجود رہے۔ مقاماتِ معصومیہ میں خواجہ صفر احمد مجددی نے آپ کی جنگی خدمات کی تفصیل لکھی ہے۔

میں واخل کرے گا۔ اور جو آنحضرت کی قیومیت کو قبول نہ کرے گا وہ غضب الٰہی میں گرفتار ہو گا۔ اور نہ تسلیم کرنے کی شامت سے اپنے ایمان کو ضائع کرے گا نیز فرمایا کہ قیومِ زمان اور قطب الاقطاب خواجہ محمد نقشبند ہیں ان کی خدمت میں جاکر باطنی استفادہ کرو۔ اور میرے حق میں بھی دعا منگوانا اور توجہ کے لیئے التماس کرنا۔

حضرت محمد اشرف کے فرزند اپنے والد ماجد کے حکم سے حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں آکر مرید ہوئے اور باطنی کمالات اخذ کیئے۔ حضرت محمد اشرف کے چار لڑکے تھے۔ شیخ محمد جعفر شیخ محمد رُوح اللہ شیخ محمد حیات اور شیخ محمد شافی الحال چاروں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے آنجناب بھی اِن چاروں پر بدرجہ غایت مہربان تھے اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کمالات کی بشارات رحمت فرمائیں۔

اسی سال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد حضرت قیوم ثالث کی مرید ہوئی۔ حضرت محمد صبغۃ اللہ۔ شیخ سیف الدین کے فرزند اور حضرت شیخ محمد صدیق کے فرزند اپنے اپنے باپ کے مرید تھے ان کے سوائے باقی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد حضرت قیوم ثالث کی مرید تھی۔

حضرت مجدد الف ثانی کے نواسے حاجی فضل اللہ فرماتے ہیں کہ میرے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا کہ ایک روز میں حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ مبارک میں بیٹھا تھا کہ مجھ پر حالتِ غیب طاری ہوئی کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت قیوم ثانی تخت پر بیٹھے ہیں اور حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ بھی اسی تخت پر آنجناب کے ساتھ برابر بیٹھے ہیں۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ محمد نقشبند حجۃ اللہ بھی قیوم زمان اور قربِ الٰہی میں میرے برابر ہے۔ یہ واقعہ دیکھنے کے بعد میں حضرت قیوم ثالث کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ پھر دیکھا دیکھی دوسرے آدمی بھی حضرت مجدد الف ثانی

اور حضرت قیوم ثانی سے بشارات حاصل کر کے حضرت حجۃ اللہ کے مرید ہوئے لیکن ان سب کا لکھنا طوالتِ کلام کا موجب ہے۔ کہتے ہیں سوائے مذکورہ بالا تین فرزندوں کے حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے باقی فرزند حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی سواری کے ساتھ پیدل چلتے تھے۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ محمد نقشبند نے

شاہزادہ معظم کو رہائی دلائی

اِس سال حضرت قیوم ثالث نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ میں جاکر سفرِ حج کے لئے استخارہ کیا کہ کئی سال سے حج کا ارادہ کر رہا ہوں لیکن میسر نہیں ہوتا چنانچہ پہلے دکن گیا۔ تو وہاں چھ سال رہا بعد ازاں کابل گیا تو تین سال وہاں رہنا پڑا۔ لیکن اس دیر کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ الہام ہوا کہ یہ سفر اس فرزندِ عزیز کے لیئے ہے۔ یعنی حضرت قیوم رابع ابھی سِن بلوغ کو نہ پہنچے تھے۔ اس لیئے اس سفر میں تاخیر ہو رہی تھی۔ اب وہ فرزند بالغ ہو گیا ہے۔ اطمینان سے سفرِ حج اختیار کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ میں اس فرزند کے لیئے بے شمار نعمتیں مقرر فرمائی ہیں۔

حضرت حجۃ اللہ یہ خوشخبری سُن کر از بس مسرور و شاد ہوئے۔ اور لوگوں کو بھی اس کی اطلاع دی۔ سفر کی تیاریاں ہونے لگیں۔ سرہند کے اکثر مشائخ مثلاً شیخ عبد الاحد۔ شیخ خلیل اللہ۔ خواجہ محمد پارسا۔ میرے (مؤلف کے) چچا شیخ محمد میر اور بہت سے مشائخ و علماء اور چھوٹے بڑے آنحضرت کے ساتھ روانہ ہوئے۔

حضرت ابوالعلیٰ کی وفات

جب آنحضرت شاہجہان آباد پہنچے تو آنجناب کے فرزند کلاں حضرت ابوالعلیٰ بیمار ہو گئے اور دن بدن مرض غالب آتا گیا۔ حتےٰ کہ زلیست کی کوئی امید باقی نہ رہی اور تین مہینے بعد اس جہانِ فانی سے کوچ کیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو از حد افسوس ہوا۔ آپ کی نعش کو سرہند بھیجا۔ اور میرے (مصنف کے) دادا جان کی طرف لکھا کہ نعش مذکور کو حضرت قیوم ثانی کے روضہ مبارک میں جو میری قبر کے لئے جگہ مقرر ہے دفن کرنا۔

جب نعش سرہند پہنچائی گئی تو سرہند کے تمام چھوٹے بڑے استقبال کے لئے آئے اور شہر سے گئے۔ میرے (مصنف) دادا صاحب نے حضرت قیوم ثانی کے روضہ مبارک میں مشرق کی طرف حضرت مروّج الشریعت کے پہلو میں دفن کیا۔ لوگوں نے کہا ابھی حضرت قیوم ثانی کے فرزند زندہ ہیں۔ پہلے آنجناب کے فرزندوں کی قبریں روضہ مبارک کے اندر ہونی چاہئیں۔ پھر پوتوں کی باری آنی چاہیئے۔ میرے جدامجد نے فرمایا کہ آنجناب کا یہ پوتا بھی کمالات میں آپ کے فرزندوں سے کم نہیں۔ دوسرے یہ کہ اگر حضرت حجۃ اللہ کسی ادنےٰ آدمی کے لئے بھی حکم دیتے تو میں اس کی قبر روضہ منورہ کے اندر بناتا یہ تو خود آنحضرت کے فرزند ہیں۔

حضرت قیوم ثالث نے اپنے فرزند کی وفات کے بعد اپنی ساری ہمت اور توجہ اپنے پوتے کی تربیت پر صرف کرنی شروع کی۔ تھوڑی ہی مدت میں وہ پوتا بفضل الٰہی اپنے والدِ بزرگوار سے بڑھ گیا۔ اور قیومیت کا منصب باپ سے بیٹے میں منتقل ہو گیا۔ جب بیٹا باپ سے افضل ہو گیا۔ اور شاہ ہندوستان کو حضرت حجۃ اللہ کے شہر میں تشریف لانے کی اطلاع ہوئی۔ تو اس نے شاہزادہ معظم کو جو مدت سے قید میں تھا۔ آپ کی سفارش پر رہا کیا۔ اس سے پہلے کئی مرتبہ آنحضرت بادشاہ کو شہزادہ معظم کی رہائی کا حکم دے چکے تھے۔ اور بادشاہ نے بھی عریضہ میں لکھا تھا

کہ جب کابل سے آنحضرت واپس تشریف لائیں گے تو شاہزادہ معظم کو رہا کیا جائے گا۔ جب سُنا کہ آنحضرت دکن جانے کا ارادہ رکھتے ہیں تو شہزادہ معظم کو رہا کر کے آنحضرت کے استقبال کے واسطے بھیجا۔ آنحضرت فرزند کی ماتم پُرسی کے دن گذار کر شاہجہان آباد سے دکن کی طرف روانہ ہوئے۔

ابھی اکبر آباد پہنچے تھے کہ شاہزادہ معظم آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر آداب قیومیت بجالایا۔ آنحضرت نے بھی اس پر حد درجہ مہربانی کی اور اُسے لے کر شاہی لشکر کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ کا سُلطانِ ہند کے لشکر میں قیام اور حج کو روانگی

جب عالمگیر بادشاہ کو آنحضرت کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو تمام ارکانِ سلطنت سمیت سر کے بل بارہ میل تک آنحضرت کا استقبال کیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے ایک مخصوص مرید صوفی عبدالوہاب فرماتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ صبح کی نماز کے بعد یاروں سمیت حلقہ مراقبہ میں بیٹھے تھے کہ عالمگیر بادشاہ بھی حاضر خدمت ہوا۔ وہ بھی ایک گوشے میں مراقبہ ہو بیٹھا کسی نے اس کی تواضع نہ کی۔ حتےٰ کہ کسی نے پرواہ بھی نہیں کی کہ کون آیا ہے۔

جب آنحضرت مراقبہ سے فارغ ہوئے۔ تو بادشاہ حاضر خدمت ہو کر آداب قیومیت بجالایا۔ آنجناب نے بھی اس پر بہت مہربانی فرمائی۔ بادشاہ نے

کہا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے! کہ اس وقت ایسا شخص موجود ہے کہ میرے جیسا بادشاہ جس کے ڈر سے ایران توران اور روم کے بادشاہ بھی حواس باختہ ہو جاتے ہیں جب اس کی مجلس میں حاضر ہوتا ہے تو میرے نوکر چاکر بھی شیخ کی تعظیم کو مدنظر رکھتے ہوئے تواضع نہیں کرتے بلکہ یہ بھی نہیں جانتے کہ کون شخص آیا ہے؟

بعد ازاں آنحضرت سوار ہوئے تو اورنگ زیب پا پیادہ آپ کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ اس روز صرف آپ ہی سوار تھے دوسرے سب پیدل تھے صوفی عبدالوہاب فرماتے ہیں کہ اچانک میرے دل میں خیال آیا۔ کہ عالمگیر جیسا بادشاہ جس کا نظیر و ثانی دُنیا بھر میں موجود نہیں اِس وقت حضور کی سواری کے ساتھ پیدل چل رہا ہے۔ ضرور آنحضرت کے دِل میں خیال آیا ہو گا کہ عالمگیر جیسا بادشاہ میرے ساتھ پیدل جا رہا ہے یہ خیال آتے ہی آنحضرت نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا عبدالوہاب! اگر عالمگیر جیسے لاکھوں بادشاہ میرے ساتھ پیدل چلیں تو بھی میرے دل میں کوئی خیال نہیں آئے گا۔ میں نے عرض کیا کہ واقعی آنجناب کی ذات شریف ایسی ہی ہے۔

اتنے میں بادشاہ نے آنحضرت کے پائے مبارک پر بوسہ دے کر عرض کیا۔ کہ کیا آنجناب کو معلوم ہے کہ میں یہ آداب وسلوک اور تواضع کس لئے کرتا ہوں؟

آنحضرت نے پوچھا "کیوں کرتے ہو؟"

عرض کیا "میں بادشاہ ہوں اور آنجناب درویش، قیامت کے دن معاملہ برعکس ہو گا۔ آپ بادشاہ ہوں گے اور میں ظالموں کے گروہ میں کھڑا ہوں گا۔ اس وقت اللہ جلال میں ہوں گے۔ کیا جناب کو اس وقت یہ تواضع یاد آئے گی؟ آنحضرت نے فرمایا "ضرور یاد رکھوں گا"

جب حضرت قیوم ثالث حضرت خواجہ محمد نقشبند رحمہ اللہ لشکر میں داخل ہوتے تو اورنگ زیب نے آنحضرت سے توجہ باطنی کی درخواست کی۔ آنجناب نے توجہ باطنی

کی۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں کہ توجہ لینے کے بعد بادشاہ اورنگ زیب آپ کے برابر تخت پر بیٹھا تو عرض کیا۔ کہ آج تو میں آنجناب کے ساتھ بیٹھا ہوں قیامت کے دن آپ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بیٹھے ہوں گے اور مجھے ہاتھ پاؤں جکڑ کر مجرموں میں کھڑا کیا جائے گا کیا آپ اس وقت مجھے گناہگاروں کے گروہ سے رہائی دلائیں گے آنجناب نے فرمایا" اطمینان رکھو! تمہیں گناہگاروں میں نہیں رہنے دوں گا۔

شاہزادوں میں مُلک کی تقسیم

اسی سال خبر آئی کہ امیر خاں والیٔ کابل فوت ہو گیا ہے۔ بادشاہ نے آنحضرت کے حکم کے مطابق شاہزادہ معظم کو بہادر شاہ کا خطاب دے کر کابل بھیجا اور ہندوستان کا سارا علاقہ اسے دیا اور اپنے فرامین میں اُسے والیٔ ہند لکھتا۔ دکن کا علاقہ شہزادہ اعظم شاہ کے سپرد کیا۔ معظم حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سے رخصت ہو کر کابل کی طرف روانہ ہوا۔ آپ نے رخصت کے وقت اُسے تمام ہندوستان اور دکن کی سلطنت کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ اسی وقت شہزادہ معظم بہادر شاہ نے اپنی تمام اولاد کو آنحضرت کی خدمت میں مرید کروایا۔

بہادر شاہ نے سرہند پہنچ کر حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کی اور پھر کابل گیا۔ تھوڑی مُدت میں آنحضرت کی توجہ سے ہندوستان اور دکن دونو کا بادشاہ ہو گیا [1]

---

[1] یہ وہ زمانہ تھا جب معظم بہادر شاہ حضرات مجددیہ کے زیر اثر تھا مگر ایک زمانہ آیا کہ اس کے عقائد پر شیعیت کا غلبہ ہو گیا۔ اس کے دربار میں شیعہ علماء نے قرب حاصل کر لیا۔ اور حضرت خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی عدم موجودگی (قیام حرمین الشریفین) کے دوران شیعیت کو فروغ دینے کے احکامات بھی جاری کر دیئے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں کہ اسی سال آنحضرت نے مجھے شاہی لشکر میں محبوبیت ذاتی کی خوشخبری سنائی اور فرمایا کہ اسی مقام پر حضرت قیوم ثانی نے مجھے محبوبیت ذاتی کی خوشخبری عنایت فرمائی تھی۔ بشارت عطا فرمانے کے بعد فرمایا کہ میری محبوبیت کی طرف دیکھو! میں نے حسب الارشاد نگاہ کر کے عرض کی "جناب کی محبوبیت ذاتی ہے جو سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔" فرمایا حق تعالیٰ نے یہی محبوبیت تمہیں عنایت فرمائی ہے۔ وہ محبوبیت جس کی خوشخبری حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے مجھے عنایت فرمائی تھی، تمہیں بھی عنایت ہوئی ہے تم اس نعمت عظمیٰ کا شکر بجا لاؤ!۔

حضرت حجۃ اللہ چند ماہ شاہی لشکر میں رہ کر عرب کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت خواجہ محمد نقشبند کی حج کو روانگی

شاہی لشکر میں سے کئی ہزار سپاہی تارک الدنیا ہو کر حج کی نیت سے آنحضرت کے ساتھ روانہ ہوئے۔ کہتے ہیں ڈیڑھ ہزار مشائخ اس سفر میں آنحضرت کے ہمراہ تھے ان میں سے ہر ایک کے ہزاروں مرید تھے۔ ان کے علاوہ دو ہزار علماء، طالب علم اور صالح آدمی آنجناب کے ساتھ تھے۔ علاوہ بریں کئی ہزار اور چھوٹے بڑے آنحضرت کے ہمراہ تھے۔ عالمگیر نے آنحضرت کے ہاتھ ایک عرضی جناب

(سابقہ صفحہ سے آگے) وہ ۱۱۱۸ھ سے ۱۱۲۴ھ تک حکمران رہا اس دوران سلطنتِ مغلیہ کو شدید مالی بحران کا سامنا کرنا پڑا۔ اقتدار کی جنگ نے ملک کی سالمیت کو تباہ کر دیا۔ سکھ جاٹ اور مرہٹے شہروں اور بستیوں پر حملے کرنے لگے۔ بہادر شاہ کی بے جا فیاضیوں اور جہاندار شاہ کی عیاشیوں نے سلطنتِ مغلیہ کی شان و شوکت کو مٹا کر رکھ دیا۔

(مرتب)

پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجی جس کے جواب کی بھی درخواست کی کواکب دریہ میں لکھا ہے کہ حج کے موقعہ پر اس قدر لوگوں کا ہجوم جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کے بعد صرف تین مرتبہ ایسا ہوا ہے۔ ایک دفعہ جبکہ حضرت عروۃ الوثقےٰ حج کو گئے۔ دوسری دفعہ جب حضرت حجۃ اللہ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ اس سفر میں تو اسقدر ہجوم تھا کہ مکہ معظمہ میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی شہر سے باہر دور دور تک لشکر پڑا ہوا تھا۔

مذکورہ بالا تینوں موقعوں پر کئی ہزار اولیاء اللہ جمع ہوئے تھے۔ چند ایک جہاز بادشاہ نے آنحضرت کی نذر کئے۔ اور کئی خود آنجناب نے کرایہ پر لئے۔ آنجناب نے اپنی گرہ سے بے شمار روپیہ فقراء اور مساکین میں تقسیم کیا۔ اور ہفتہ کے روز ۵ شوال کو جہاز پر سوار ہوئے۔ لیکن ہوا کے متحرک نہ ہونے کے باعث ساٹھ روز میں مخہ[1] پہنچے جب جہاز سے اُترے تو حج کے دن گذر چکے تھے۔ اس لئے مجبوراً یمن میں ٹھہرے

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ کی براستہ یمن

حرمین الشریفین کی حاضری

جب شاہ یمن کو آنحضرت کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی تو تمام اراکین

---

[1] مخہ یا مخا یمن کا ایک شہر ہے جو ساحل سمندر پر زبیدہ اور عدن کے درمیان یمن کی بندرگاہ ہے۔ (یاقوت ہفت اقلیم)۔

سلطنت کو ساتھ لے کر استقبال کے لئے آیا۔ اور ضیافت و مہمانداری کی شرائط بجالایا۔ آپ نے مکہ میں رہائش اختیار کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر شاہ یمن نے عرض کیا کہ آخر جناب نے حج کے لیئے ہی جانا ہے اگر چند روز اس ملک میں اقامت فرمائیں تو اس ملک کے لوگ جناب کی قیومیت سے مستفید ہوں گے۔ چنانچہ جب اس نے زیادہ منت سماجت کی تو آپ نے بھی بپاسِ خاطر وہیں اقامت فرمائی۔ وہ صبح و شام آنجناب کی خدمت میں خادموں کی طرح حاضر رہتا۔ اور خانقاہ کے تمام اخراجات کا خود ہی متحمل ہوتا۔

اُدھر جب خنگار روم کو آنجناب کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو ایک عرضی معہ تحف و ہدایا ایلچی کے ہاتھ خدمتِ والا میں بھیجی اسی طرح روم۔ شام۔ اور عرب کے تمام بڑے بڑے مشائخ اور علماء آپ کی زیارت کے لیئے روانہ ہوئے ان علاقوں میں جو آپ کے بہت سے مرید اور خلفاء تھے۔ مثلاً شیخ مراد شامی، شیخ المدنی اور شیخ العرب مدنی وغیرہ سبھی اپنے اپنے مقامات سے اپنے ہزاروں عقیدت مندوں کیساتھ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ہر ایک اپنی حیثیت کے مطابق حضور کی خدمت میں تحفے اور ہدیئے لایا۔

حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت حجۃ اللہ نے یمن میں مجھ سے پوچھا کہ تمھیں کشف حقائق کہاں تک حاصل ہے۔ میں نے عرض کیا کہ خدا کے فضل سے مجھے تمام اشیاء کے حقائق کی کشف حاصل ہے تمام سالکوں کے مشرب معلوم ہیں۔ جانتا ہوں کہ فلاں شخص اپنے نبی کی ولایت کے چوتھے حصے تک پہنچا ہے کسی نے تیسرا حصہ کسی نے نصف حصہ۔ ان سب کی حالت مجھ پر منکشف ہے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ کشف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ کے سوا کسی گذشتہ یا آئندہ ولی کو نصیب نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے

اپنے فضل و کرم سے تمھیں عنایت کی ہے اس نعمتِ عظمیٰ کا شکر بجا لاؤ۔

قطبیت اور قیومیّت کی علامت

انھیں دنوں ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا وجود بڑا ہوگیا ہے۔ جس سے تمام جہان زمین سے آسمان تک پُر ہوگیا ہے۔

جب میں نے یہ خواب آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ تو فرمایا یہ قطبیت اور قیومیت کی علامت ہے۔ تمھیں اللہ تعالیٰ قیوم وقت بنائے گا۔

کعبہ دعوت دیتا ہے

جب یمن میں آنحضرت کو رہتے ہوئے تین مہینے گذر گئے۔ تو ایک روز فرمایا کہ آج کعبہ ملاقات کے لیئے آیا تھا۔ اور گلہ کرتا تھا کہ تم آکر یمن میں بیٹھ گئے ہو میرے پاس کیوں نہیں آتے؟ بعد ازاں بہت جلدی معہ توابع و لواحقین مکہ کا رُخ کیا۔ ایک روز راستے میں فرمایا۔ کہ کعبہ ہمارے استقبال کے لیئے آیا ہے اور مجھے گھیر لیا ہے۔ گویا میرے اردگرد پھرتا ہے۔ تمام آدمی جو کعبہ کو سجدہ کرتے مجھے یوں محسوس ہوتا گویا مجھے کرتے ہیں کیونکہ کعبہ نے مجھے گھیرا ہوا تھا۔

جب مکہ معظمہ کے قریب پہنچے تو فرمایا کہ تمام جنگل اور صحرا کعبہ کے نور سے پُر ہے۔ تمام اہلِ مکہ آپ کے استقبال کے لیئے آئے۔ حضرت حجۃ اللہ پاؤں کے درد کی وجہ سے تخت پر سوار ہو کر مسجد الحرام کے اندر گئے۔ خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ آپ فرماتے تھے کہ عین طواف کے وقت کعبہ میرے گلے ملا اور مجھے بھینچا اور میرے چہرے پر اس نے بوسہ دیا۔ ایک روز مکّہ میں فرمایا کہ آج رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے اور بدرجہ غایت مہربانی کرکے فرمایا کہ ہم تمھارے بہت مشتاق ہیں ہمارے پاس کیوں نہیں آتے؟ دوسرے دِن آنحضرت نے مدینہ منورہ کا رُخ کیا۔ مگر جانے سے پہلے اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی

قبر پر فاتحہ پڑھی اور فرمایا میری ماں نے مجھے پیار سے گلے لگایا۔

حضرت خواجہ محمد نقشبند بارگاہِ نبوی میں

جب مدینہ منورہ میں پہنچے تو وہاں کے تمام باشندوں نے زبردست استقبال کیا۔ آنحضرت نے حضور سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضہ مبارک پر اپنا سر مُنہ آستانہ علیہ پر مَلا۔ دوسرے دِن آنحضرت کے بہت سے خلفاء کو روضہ منورہ کے اندر جانے کی اجازت ملی۔ پردہ خاص کے اندر آنجناب پر بے خودی طاری ہوئی۔ جب وہاں سے باہر آئے تو لوگوں کو فرمایا کہ جناب سرورِ کائنات میرے حال پر غایت درجہ مہربان ہوکر مجھ سے بغلگیر ہوئے۔ اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت سے خاص لحوق حاصل ہوا۔ بعدازاں مجھے خِلعت عنایت فرمائی۔

آنجناب نے حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تمہیں نہایت تپاک سے جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے گود میں بٹھاکر تمہارے سر منہ کو چوما اور اس طرح مہربان ہوئے کہ جیسے باپ بیٹے پر ہوتا ہے اور فرمایا کہ یہ وہی فرزند ہے جس کے باپ کی تربیت میں بارہ سال تک کرتا رہا تاکہ اس سے ایسا فرزند پیدا ہو جو میرے کمالات کا مظہرِ اتم ہو۔ پھر یہ فرزند پیدا ہوا جو پروردگار کا خلیفہ اور میرا اکمل نائب ہے۔ اسی فرزند کی خاطر میں نے تمہیں پہلے ہندوستان سے بلایا اور القائے نسبت کیا تھا کہ یہ مرد بزرگ پیدا ہو جب تک دنیا قائم ہے سارا جہان اس عزیز الوجود کے کمالات سے فائدہ اٹھاتا رہے گا۔ بعد میں اپنے سینے کو تمہارے سینے سے ملاکر اپنی خاص نسبت کا القا فرمایا۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ نے اپنے جد امجد کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے آنحضرت کی توجہ سے خود بھی یہی معاملہ مشاہدہ کیا ہے۔

الحمد للہ علےٰ ذلک۔

خواجہ محمد نقشبند جنت البقیع میں

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ دوسرے روز بقیع کی زیارت کے لیے گئے۔ وہاں اصحاب رسول صلے اللہ علیہ وسلم میں سے ہر ایک کی قبر پر طویل فاتحہ پڑھی۔ فاتحہ سے فارغ ہو کر فرمایا کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنھم نے مجھ پر مہربانی کی خاص طور پر حضرت عثمان۔ حضرت امام حسن۔ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت عباس رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے بہت زیادہ عنایت فرمائی اور میری ملاقات کے لیے تمام اصحاب جمع ہوئے۔ اور مجھے بیچ میں گھیر لیا۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تم پر بھی ایسی ہی مہربانی کی۔ آدھی رات تک روضہ منورہ میں تمام خلفاء کے ساتھ بیٹھے رہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کا دستور ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد تمام آدمیوں کو وہاں سے نکال دیا جاتا ہے لیکن جب تک آنحضرت بیٹھے رہتے۔ کوئی خادم بھی معترض نہ ہوتا۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ ساری رات خاص پردہ کے اندر مراقبہ میں بیٹھے رہتے جب اُٹھتے تو اور آدمیوں کو بھی ساتھ لاتے۔ ایک روز حضرت قیوم ثالث روضہ منورہ کے اندر خاص پردہ کے اندر بیٹھے تھے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف فرما ہو کر بہت کچھ عنایات فرمائیں اور فرمایا کہ میری اُمت کے تمام اولیا میں سے چار شخص افضل ہیں۔ ایک حضرت مجدد الف ثانی۔ دوسرے عروۃ الوثقےٰ۔ تیسرے تم اور چوتھے تمہارے پوتے قیوم رابع۔

دو ماہ تک آپ مدینہ منورہ میں رہے۔ بعد ازاں ماہِ رمضان آپہنچا۔ حدیث کی کتابوں سے معلوم ہوا کہ ماہِ رمضان مکہ معظمہ میں بسر کرنا از روئے اجر افضل ہے اس لیے آنجناب نے مکہ معظمہ جانے کا ارادہ کیا اور حضرت خاتم النبیین سے رخصت ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنجناب کو اور حضرت قیوم رابع کو خلعت عنایت

فرمائی. حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں کہ رخصت کے وقت بادشاہِ ہندوستان کی عرضی پیش کی اور اس کے جواب کے لئے التماس کی. جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عرضی کو پڑھ کر فرمایا کہ بادشاہ ہندوستان اورنگ زیب ہمارا دوست ہے. حضرت حجۃ اللہ رخصت کے لئے اصحابِ بقیع شہدائے اُحد کے پاس گئے.

حضرت خواجہ محمد نقشبند شیخ بنوری کی قبر پر

یہاں کی زیارت سے فارغ ہوکر شیخ بنوری کی قبر پر جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ کے محاذی ہے گئے فاتحہ پڑھی. جب وہاں سے لوٹے تو فرمایا کہ تمام صحابہ نے مجھ پر مہربانی کر کے خلعتیں عنایت فرمائیں.

مکہ مکرمہ کو روانگی

آنحضرت ۷، شعبان کو مکہ مکرمہ کو روانہ ہوئے جب حرم کے قریب پہنچے تو فرمایا کہ کعبہ کے انوار ظاہر ہونے لگے ہیں اور بیت اللہ ہمارے استقبال کے لئے آیا ہے تمام اہل مکہ آنحضرت کے استقبال کے لئے آئے. آپ تراویح کی نماز مسجد الحرام میں ادا کیا کرتے تھے بہت سے لوگ نماز تراویح آنجناب کے ساتھ ادا کرنے کے لئے جمع ہو جایا کرتے تھے حتیٰ کہ ایک دوسرے کی پشت پر سجدہ کرتے تھے. اہل مکہ کہتے تھے کہ ماہ رمضان اس قدر لوگوں کے ہجوم سے آج تک نہیں گذرا. اس ماہِ رمضان میں عجب برکات و انوار ظہورات اور تجلیات وارد ہوتی تھیں کہ قلم ان کے لکھنے سے عاجز ہے. اُنہیں دنوں ایک روز حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے حضرت قیوم رابع کو ذات موہوبہ کی خوشخبری عنایت فرمائی. ذاتِ موہوبہ سے مراد قیومیت ہے حضرت قیوم رابع نے عرض کیا کہ یہ منصب اعظم اب آپ کے متعلق ہے. مجھے آپ کیونکر خوشخبری عنایت کرتے ہیں. حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم بھی اس مقام کے سامنے میں پہنچ چکے ہو. عنقریب بالاصالت بھی یہ منصب تمہیں ملے گا جب حج کے دن

آئے تو آنحضرت نے تمام پوتوں خلفاء اور مریدوں سمیت احرام باندھا۔ اور ذوالحجہ کا پہلا عشرہ قطع تعلقی میں بسر کیا اور عرفات اکبر کے معشر میں روانہ ہوئے۔ عرب، یمن، شام اور روم وغیرہ ممالک کے تمام چھوٹے بڑے جو حج کے لیے آئے تھے۔ سب آپ کے ہمراہ تھے۔ آنجناب تمام قافلوں کے سردار تھے۔ عین عرفات میں الہام ہوا آنجناب نے فرمایا کہ حج کی قبولیت کا ایک کاغذ مجھے دیا گیا ہے۔

لوگ یہ سن کر اللہ تعالے کا شکر بجا لائے۔

خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ کی حج سے واپسی

اس سال حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے اپنے پوتے حضرت قیوم رابع کو قطب الاقطابی اور قیومیت کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ اس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ حضرت حجۃ اللہ نے حج کے بعد ہندوستان جانا چاہا۔ لوگوں نے عرض کیا خدا جانے! پھر جناب کا دیدار نصیب ہو یا نہ ہو بہتر ہے کہ کچھ دن مزید یہاں قیام فرمائیں چنانچہ آپ ان کی خاطر چند روز مزید مکہ میں ٹھہرے۔

ایک روز فجر کی نماز کے بعد حلقہ مراقبہ سے فارغ ہو کر حضرت قیوم رابع کو فرمایا کہ آج میں نے کعبۃ اللہ کو دیکھا ہے کہ تمہاری طرف سرنگوں ہوا ہے۔ تمہاری سیر باطنی تمام اسماء صفات۔ شیونات۔ اعتبارات سے گذر کر ذاتِ بحت تک پہنچ گئی ہے پروردگار نے تمہیں اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیابت سے تمام اسماء صفات کا مظہر اتم بنایا ہے۔ قطب الاقطابی اور قیومیت کی خلعت تمہیں پہنائی۔ میری رحلت کے دن نزدیک ہیں۔ میں اس جہانِ فانی سے کوچ کر جاؤں گا۔ اللہ تعالے نے اپنے

لطف و کرم سے تمہارے وصف بیان کرتا ہے۔ اور فرشتوں کو فخر سے یہ فرماتا ہے کہ روئے زمین پر میرا ایسا بندہ ہے حضرت قیوم رابع یہ خوشخبری سن کر پروردگار کا شکر بجالائے۔ لیکن حضرت قیوم ثالث کے جلدی ارتحال کر جانے کا سخت افسوس کیا۔ جب آنحضرت نے اپنے پوتے کو نہایت غم و افسوس میں دیکھا۔ تو تسلی کے لیے فرمایا خاطر جمع رکھو! ابھی میرے ارتحال میں چند ایک سال باقی ہیں۔ اس فرمان سے حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کو قدرے تسلّی ہوئی۔

انہیں دنوں ایک روز شیخ مرادؒ شامی اپنے بیٹے کو جو حضرت قیوم رابع کا ہم عصر تھا۔ مرید کرانے کے لیے حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں لائے۔ آنحضرت نے اُسے قیوم رابع کے سپرد کیا۔ کہ اسے تم مرید کرو۔ آپ نے آنحضرت کے فرمان کے مطابق

۱؎ شیخ مراد شامی قدس سرہٗ السامی کا پورا نام اور نسب یہ ہے شیخ مراد بن علی بن داوٗد بن کمال الدین بن صالح ابن محمد حسینی حنفی بخاری نقشبندی۔ آپ دمشق (شام) میں رہا کرتے تھے۔ مگر اکثر حرمین الشریفین میں آتے رہتے تھے۔ عربی فارسی اور ترکی زبانوں پر عبور حاصل تھا آپ کے والد سمرقند کے نقیب الاشرف تھے۔ آپ ہندوستان آئے تو حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ سے فیض یاب ہوئے۔ ممالک اسلامیہ کی سیاحت کی سمرقند اور بلخ کے مشائخ سے ملے۔ ایران کے شاعر مرزا صائب سے ملاقات ہوئی۔ ۱۰۸۰ھ/ ۱۶۷۰ء کو حج کیا۔ شام اور قسطنطنیہ کا سفر کیا۔ حج پر آئے اور ایک سال تک مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں قیام کیا۔ آپ نے اپنے علاقہ میں دارالعلوم نقشبندیہ قائم کیا۔

آپ اپنے زمانہ کے محدثین میں شمار ہوتے تھے۔ دس ہزار احادیث معہ اسناد یاد تھیں۔ ۲۱، ربیع الاول ۱۱۳۲ھ/ ۱۷۲۰ء کو جامع ابی ایوب انصاری میں فوت ہوئے۔ آپ کا مدفن قسطنطنیہ محلہ نیشانجی پاشا درس خانہ میں ہے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

لسے مرید کیا۔ بعد ازاں حضرت حجۃ اللہ نے عرب۔ یمن۔ شام اور روم کے تمام آدمیوں کو حکم دیا کہ قیوم رابع کے مرید ہو جاؤ۔ چنانچہ ان ممالک کے تمام وضیع و شریف حضرت قیوم رابع کے مرید ہوئے۔ جس کے بعد آنحضرت نے روم۔ شام۔ عرب اور یمن کے تمام آدمیوں کو رخصت کر کے خود ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ نے شیخ کے بیٹے محمد کو خلافت عنایت فرمائی عرب و یمن کے اکثر آدمی سمندر تک آنحضرت کے ہمراہ گئے۔ ان لوگوں کو رخصت کر کے آپ جہاز پر سوار ہوئے۔ جب جہاز کو چلتے ہوئے تین دن ہو گئے۔ تو اچانک فرنگیوں نے حملہ کر دیا اور گولے جہازوں پر پھینکنے لگے۔ گولے لگنے سے جہاز کانپنے لگے لوگ گھبرا کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور نہایت عاجزی سے اس بلا سے نجات کے لئے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے ایک طویل مراقبہ کے بعد فرمایا۔ کہ اہل اسلام فاتح و منصور ہوں گے اور کافر نیچا دیکھیں گے۔ تمہیں اس مصیبت سے رہائی نصیب ہو گی۔ لوگوں نے عرض کیا حضور! گولوں سے ہمارے جہازوں کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ اب تختے اکھڑ کر غرق ہوا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا گولے

(سابقہ صفحہ سے آگے) حضرت خواجہ محمد معصوم حج کو تشریف لائے تو آپ کئی ہزار شامی علماء و مشائخ کے ساتھ حضرت کے استقبال کو آئے تھے۔ آپ کی وجہ سے شام اور ترکی میں سلسلہ نقشبندیہ کو فروغ حاصل ہوا۔ آپ نے حضرت مجدد کے بعض مکتوبات کا عربی ترجمہ فرمایا اور رسالہ فی آداب الطریقۃ النقشبندیہ لکھا۔ آپ کی ایک کتاب المفردات القرآنیہ بہت مشہور ہوئی۔ شیخ مراد کے دو بیٹے تھے۔ شیخ مصطفٰے حضرت خواجہ محمد معصوم کے مرید تھے۔ اور کتابوں میں شیخ مصطفٰے اور شیخ مصطفٰے مرادی کے نام سے مشہور ہوئے۔ دوسرے صاحبزادے شیخ محمد دمشقی مرادی حضرت خواجہ محمد زبیر رحمہ اللہ کے مرید ہوئے۔ (استفادہ از دیباچہ حسنات الحرمین)

لگنے سے جہاز مزید پختہ ہو گئے ہیں اگر اعتبار نہ ہو تو جا کر دیکھ لو! ۔ جب ملّاح اپنی کمروں میں رسّے باندھ کر نیچے اُترے تو غور سے دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ گویے سیخوں کی طرح تختوں میں لگے ہیں۔ جن سے تختے اور بھی مضبوط ہو گئے ہیں۔

ملاحوں نے آکر کیفیت عرض کی۔ اسی اثنار میں آنحضرت کے تصرف سے فرنگی آپس میں لڑ مرے اور مسلمان خیر و عافیت سے کنارے آ لگے۔ بندرگاہ سورت میں اترے اور اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لائے۔ اہل ہند کو جب آنجناب کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی تو اعلےٰ و ادنیٰ سبھی استقبال کے لیئے آئے۔ بادشاہ ہندوستان بھی معہ تمام ارکینِ سلطنت سات منزل تک استقبال کے لیئے آیا۔ اور آداب تیومیت بجا لایا۔ آنحضرت نہایت مہربانی سے پیش آئے۔ اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے جو عنایت ہوئی تھی۔ وہ بھی ظاہر کی۔ بادشاہ نے عرض کیا۔ حضور! یہ سب آپ کی توجہ کا نتیجہ ہے۔

میرے (مصنف) والد ماجد فرماتے ہیں کہ ہم معہ اپنے والد ماجد شاہزادہ معظم کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت حجۃ اللہ کے بندرگاہ پر آجانے کی خبر پہنچی شاہزادہ نے اسی وقت ایک عریضہ معہ تحف و ہدایا اور ایک لاکھ روپیہ کے ایلچی کے ہاتھ آنحضرت کی خدمت میں روانہ کیا۔

شاہزادہ کام بخش حضرت خواجہ محمد نقشبند کی خدمت میں بیعت ہوا

حضرت خواجہ محمد نقشبند نے سمندر پار آکر شاہی لشکر میں چند روز قیام کیا پھر سرہند جانے کا ارادہ کیا۔ بادشاہ اورنگ زیب نے عرض کیا کہ میری عمر نوے سال ہو چکی ہے اب مجھے اپنی زندگی کی کوئی امید نہیں رہی معلوم نہیں کہ جناب کی قدم بوسی پھر نصیب ہو۔ اگر آنحضرت تھوڑی مدت اور یہاں توقف فرمائیں۔ تو میں جناب کی صحبت سے باطنی فائدہ حاصل کرلوں۔ تاکہ میرے ایمان کی سلامتی کا موجب ہو اور یہ بات جناب کے کرم کریمانہ سے کچھ بعید بھی نہیں۔

آنحضرت اورنگ زیب کی خاطر چند روز اور لشکر میں رہے بادشاہ صبح و شام آپ کی خدمت میں حاضر رہتا۔ اور کئی راتیں تنہا آنجناب کی خدمت میں رہا۔

اورنگ زیب کی مجلس خاص میں حاضری

چنانچہ صوفی عبداللہ فرماتے ہیں کہ ایک رات خانقاہ کے اندر چند جوان دروازہ بند کیے شعر خوانی اور ہنسی مذاق میں مشغول تھے۔ ان میں ناصر علی شاعر بھی تھا۔ اس رات شدت کی بارش اور ہوا تھی۔ آدھی رات کے وقت کسی شخص نے خانقاہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ لیکن اس کی آواز شعر خوانی اور قہقہوں کی وجہ سے کسی نے نہ سُنی پھر اس نے زور سے آواز دی لیکن کسی نے نہ سُنی دیر تک کھڑا آوازیں دیتا رہا مگر کسی نے نہ سنا۔ آخر اس نے زور سے دروازہ کھٹکھٹایا اور بلند آواز سے پکارا تو پھر انھوں نے آواز سنی اور کہا "دُور ہو جا! ہمارے عیش کو بے لطف نہ کر۔ اس شخص نے کہا

"مجھے ضروری کام ہے میری بات تو سُن لو!"

آخر دروازہ کھول کر دیکھا تو باہر خواجہ سرائے کھڑا تھا اور پیچھے عالمگیر۔ وہ آدمی سخت شرمندہ ہوئے۔ بادشاہ نے کہا۔ میرے آنے سے شاید دوستوں کی مجلس میں خلل آیا ہے؛ پھر پوچھا "حضرت خواجہ سوئے ہوئے ہیں یا جاگتے ہیں؟"۔

انھوں نے کہا "آرام فرما رہے ہیں مگر اب بیدار ہونے کا وقت قریب ہے"۔

اورنگ زیب انتظار میں وہیں بیٹھ گیا۔ ایک گھڑی بعد آنحضرت بیدار ہوئے تو بادشاہ کو دیکھ سخت حیران ہوئے اور آنے کا سبب پوچھا۔ عرض کیا "حضرت! جب میری آنکھ کھلی تو دیکھا بارش ہو رہی ہے۔ یہ بھی جانتا تھا کہ ایسے میں راستہ چلنا ذرا دشوار ہو گا۔ لیکن میں نے سوچا کہ ایسی تکلیف کے ساتھ ایسے وقت میں حاضرِ خدمت ہونے سے آنجناب مجھ پر خوش ہوں گے۔ اور میرے حق میں دعا فرمائیں گے جس سے مجھے ایمان کی سلامتی نصیب ہو گی"۔

آنحضرت نے تہجد کی نماز کے بعد بادشاہ کو باطنی توجہ دی اور اس کے حق میں دعا کی اور ولایت صغریٰ کی خوشخبری عنایت فرما کر رخصت کیا۔

اسی سال اورنگ زیب کا چوتھا بیٹا شاہزادہ کام بخش حضرت قیوم ثالث کا مرید ہوا۔ اس کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا۔ کہ آنحضرت کے سفرِ حج سے واپس آنے سے بیشتر کام بخش نے بادشاہ سے کہا کہ آپ مجھے کسی کا مرید کرائیں۔ بادشاہ نے اسے کہا صبر کرو! قطبِ جہاں اور قیوم زماں آ رہے ہیں۔ تجھے اُن کا مرید بناؤں گا چونکہ آنحضرت نے سلطنت کی خوشخبری شاہزادہ معظم کو عطا فرمائی تھی اس لئے باقی شہزادے آنحضرت سے چنداں مخلص نہ تھے۔ کام بخش بھی بادشاہ کے رُوبرو ٹال گیا اسی رات خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے اے کام بخش! اگر اپنے دین و ایمان کی سلامتی چاہتے ہو تو خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ کے مرید ہو جاؤ۔ کیونکہ وہ محبوبِ پروردگار

اور قیوم روزگار ہیں۔ اگر کامل اعتقاد سے آنحضرت کے مرید نہ ہو گے۔ تو اپنے دین و ایمان کو خراب کر لو گے۔ اور خدا کے غضب میں گرفتار ہو گے۔ کام بخش ڈر کر چونک پڑا اور باپ کے پاس آ کر رات کا ماجرا بیان کیا۔ باپ نے کہا میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ آنحضرت قیوم زماں ہیں۔

جب حضرت حجۃ اللہ لشکر میں داخل ہوئے تو کام بخش کو آپ کا مرید کرایا اور اس کے خواب کو بھی عرض کیا۔ آپ نے اس کے حال پر عنایت فرمائی اور بادشاہ کو فرمایا کہ اسے بھی ملک کا کوئی حصہ دے دو۔ جیسا کہ دوسرے بیٹوں کو دیا ہے۔ چنانچہ بادشاہ نے آنحضرت کے فرمان کے مطابق حیدر آباد کا علاقہ کام بخش کو دیا۔[1]

---

[1] شاہزادہ کام بخش کو اگرچہ حضرت حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند قدس سرہٗ کی سفارش سے اورنگزیب نے حیدر آباد۔ گولکنڈہ اور بیجاپور کا علاقہ دے دیا تھا مگر یہ شہزادہ کام بخش اورنگ زیب کی وفات پر اپنے بھائیوں کے ساتھ جنگ اقتدار میں برابر کا حریف رہا۔ اس نے حیدر آباد ہی میں خود مختاری کا اعلان کر کے اپنے نام پر خطبہ اور سکہ جاری کر دیا تھا اور بہت بڑا لشکر لے کر دارالسلطنت دہلی کو روانہ ہوا۔ کام بخش کی بدقسمتی کہ اس کی فوج کے تمام سپہ سالار اندر سے شہزادہ شاہ عالم سے ملے ہوئے تھے۔ برہانپور میں شاہزادہ کام بخش اور شاہ عالم کے لشکر ٹکرائے تو کام بخش زخمی ہو کر گرفتار ہو گیا۔ شاہ عالم زخمی کی تیمارداری کرتا رہا۔ مگر وہ اس کے ہاتھ کی کوئی چیز نہ کھاتا کہ اسے زہر نہ دے دیا جائے۔ یہی خوف اسے موت کی گود میں لے گیا۔

کام بخش کا ایک بیٹا "محی السنہ" تو برہان پور کی جنگ میں مارا گیا تھا۔ مگر دوسرا بیٹا فیروزمند بھی جنگ میں زخمی ہو کر قید میں مر گیا۔ شہزادوں کی یہ جنگ آگے چل کر مغل سلطنت کی تباہی کا باعث بن گئی اور مختلف قوتیں خود مختاری کا علم اٹھائے اقتدار پر قابض ہو گئیں۔

(از تاریخِ پنجاب)

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند نے خواجہ محمد زبیر کو اپنا جانشین مقرر فرمایا

یہ حضرت خواجہ محمد نقشبند کی قیومیت کا تینتیسواں ۳۳ سال تھا۔ اس سال آنحضرت نے اپنے پوتے قیوم رابع کو جو آپ کے بڑے بیٹے حضرت ابوالعلیٰ کے فرزند تھے اپنا قائم مقام اور ولی عہد مقرر فرمایا۔ اور اپنے تمام خلفاء اور مریدوں کو حکم دیا کہ ان کے مرید ہو جائیں تمام حسب الامر حضرت قیوم رابع کے مرید ہو گئے اور آنحضرت نے اپنے خلفاء اور مریدوں کو یہ بھی بتایا کہ تم سب قیوم رابع کے حلقہ و مراقبہ میں شامل ہوا کرو اور انہی سے باطنی توجہ لیا کرو۔

تمام لوگ حضرت قیوم رابع کے حلقہ و مراقبہ میں بیٹھنے اور انہی سے توجہ باطنی، لینے لگے۔ عالمگیر بادشاہ بھی حضرت قیوم رابع کا مرید ہوا اور انہی سے فیض باطنی اخذ کیا حضرت قیوم ثالث نے حضرت قیوم رابع کو فرمایا کہ ایک طرف سے تم توجہ دو۔ اور دوسری طرف سے میں دیتا ہوں لیکن آپ بپاس ادب توجہ دینے میں متوقف ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ اب تم میرے برابر ہو خلقت کی تربیت کے لیے مستعد ہو جاؤ! اور لوگوں کو توجہ دو۔ چنانچہ ایک طرف سے آنحضرت توجہ دینے لگے اور دوسری طرف سے آپ نے حتیٰ کہ حلقہ ختم ہوتا۔ اسی طرح ہر روز ہوتا۔ شاہی لشکر میں بھی ہر روز یہی معاملہ ہوتا۔ تمام لشکر اور بادشاہ حضرت قیوم رابع کی رسائی عقل اور ذکاوت طبیعت دیکھتے اور ان کی خوردسالی پر نگاہ کرتے اور حیران ہو کر کہتے جو عقل مندی اور دانائی اس جوان

میں نظر آتی ہے وہ صد سالہ بوڑھوں میں بھی نہیں پائی جاتی۔ حضرت حجۃ اللہ نے اپنے پوتے کو اپنا قائم مقام اور ولی عہد بنا لینے کے بعد سرہند جانے کا ارادہ کیا۔ بادشاہ نے عرض کیا۔ "آنجناب تو تشریف لے جاتے ہیں اگر مخدوم زادہ محمد زبیر کو لشکر میں چند روز اقامت کے لئے فرمائیں تو میں ان کی صحبت سے مستفید ہو لوں۔" آنحضرت نے قیوم رابع سے پوچھا اگر تمہارا دل چاہے۔ تو چند روز مزید بادشاہ کے پاس رہو۔ آپ نے عرض کیا کہ اگر آپ فرمائیں تو مجبور ہوں اگر میری مرضی پوچھیں تو میں ایک گھڑی بھی بادشاہ کے پاس نہیں رہنا چاہتا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ جب تمہاری مرضی نہیں تو میں کیونکر مجبور کر سکتا ہوں۔

جب بادشاہ حضرت قیوم رابع سے مایوس ہوا تو پھر عرض کیا کہ کسی خاص خلیفہ کو ہی چھوڑ جائیں۔ تاکہ مجھے کچھ تو تسلی رہے۔ آنحضرت نے شاہ عبداللہ کو بادشاہ کے پاس چھوڑ کر سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ رخصت کے وقت اورنگ زیب بہت رویا کیونکہ اسے یقیناً معلوم ہو رہا تھا کہ پھر آنحضرت کا دیدار نصیب نہ ہوگا آنجناب نے بادشاہ پر عنایت فرما کر اسے رخصت کیا۔

آنحضرت جب اورنگ آباد جب پہنچے تو بعض قدیمی مخالفوں نے شورش کی ان کا سرغنہ صالح نامی ایک شخص تھا۔ اس نے چند اوباشوں کو ساتھ لے کر آنحضرت کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ آنحضرت کے مرید و معتقد اس بات سے بالکل بے خبر تھے۔ جب اس شور و شغب سے آنحضرت مطلع ہوئے تو فرمایا کہ حق تعالےٰ ان لوگوں کو بلائے عظیم میں مبتلا کرے گا۔ یہ فرماتے ہی ان لوگوں کے دلوں پر خوف چھا گیا۔ نہایت پریشان ہوئے اور حواس باختہ ہو کر ہتھیار پھینک کر بھاگ گئے جب جب آنحضرت کے مریدوں کو اس معاملہ کی خبر ہوئی تو ان کا تعاقب کیا۔ لیکن وہ بدکار اس طرح روپوش ہوئے کہ ان کا پتہ تک چلا۔ بعد ازاں ان میں سے چند ایک آپ

کی خدمت میں حاضر ہوکر تائب ہوئے اور مرید ہو گئے۔ اور بہت سے دیوانے ہو گئے اور صالح بدبخت جواُن کا سرغنہ تھا۔ اس طرح جنوں میں مبتلا ہوا کہ گو کھاتا پھرتا تھا۔ چنانچہ ایک شاعر نے کہا ہے۔ ؎

قدر رنداں را چہ داند صالح دیوانہؔ

اور بعض افراد سخت امراض میں مبتلا ہوئے اور طرح طرح کے دُکھ اٹھا کر ہلاک ہوئے غرضیکہ تمام مخالف جنہوں نے محاصرہ کیا تھا تھوڑے دنوں میں کُتے کی موت مرے۔

آنحضرت اورنگ آباد سے برہانپور آئے۔ رئیس غنیم آپ کی زیارت کیلئے آیا اور تحفے اور ہدیئے آنجناب کی نذر کئے۔ جب وہ زیارت کرکے واپس ہو گیا۔ تو غنیم کا ایک اور رفیق چند ایک اوباش ساتھ لے کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا خانقاہ کے ایک یار نے اس کے لباس پر اسے باز پرس کی بلکہ اس کے منہ پر دھپڑ مار کر اس کی پگڑی اتار لی تو ان بدبختوں نے فساد شروع کر دیا۔ اور تیر تلوار سنبھال کر مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے۔ اِس طرف کے آدمی بھی مستعد ہو گئے قریب تھا کہ خونریز لڑائی ہو جائے کہ سرغنہ کو خبر ہو گئی۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو جھڑک کر روکا اور آنحضرت سے معافی مانگی۔ آنحضرت برہانپور سے اکبر آباد تشریف لائے۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اکبر آباد میں حضرت قیوم ثالث کے خلیفہ شیخ عبدالکریم نے مجھ سے باطنی توجہ طلب کی تو میں نے یہ بات آنحضرت کی خدمت میں عرض کی۔ آپ نے فرمایا کہ میرے تمام خلفاء اور مریدوں کو تمہارا مرید ہونا چاہیئے۔ اب سے قبلہ توجہ باطنی تم ہی ہو۔ پھر آنحضرت نے حلقہ و مراقبہ اور توجہ کا سارا کارخانہ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ اور اپنا قائم مقام بنا کر اپنی مسند پر بٹھایا اور اپنے تمام مریدوں اور خلفاء کو حکم دیا کہ ان سے توجہ باطنی لیا

کریں. حضرت قیوم ثالث کے تمام مرید حضرت قیوم رابع کے مرید ہوئے اور انھیں سے فیض باطنی اخذ کرنے لگے۔ صبح و شام انہی کے حلقہ میں شامل ہونے لگے۔

بعدازاں حضرت حجۃ اللہ اکبر آباد سے شاہجہان آباد میں گئے. حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے چھوٹے فرزند حضرت محمد صدیق پہلے ہی سے اس شہر میں رہتے تھے. وہ تمام اہل شہر کے ساتھ آنحضرت کے ساتھ استقبال کے لیئے آئے آنجناب قلعہ سلطانی کے مقابل فیض اللہ کے محل میں اُترے۔

حضرت قیوم ثالث حُجۃ اللہ رضی اللہ عنہ

شاہجہان آباد سے دارالارشاد سرہند میں

جب حضرت قیوم ثالث شاہجہان آباد میں تشریف آور ہوئے تو شہر کے تمام وضیع و شریف نے آپ کی طرف رجوع کیا. صبح و شام آپ کے حلقہ میں شامل ہوتے تھے۔ جب لوگ آنحضرت کی خدمت میں مرید ہونے کے لیئے حاضر ہوتے تو آپ انھیں حضرت قیوم رابع کے حوالے کرتے اور ان کا مرید بننے کا حکم فرماتے شاہجہان آباد میں رہتے ہوئے جب دو تین مہینے گذر گئے تو حضرت قیوم رابع خواجہ محمد زبیر کو فرمایا "اب تم کابل جاؤ! وہاں کے باشندوں کو اپنے باطنی فیض سے سیراب کرو اور خلقت کی تربیت کے لیئے تیار ہو جاؤ!" چنانچہ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ عسب الارشاد کابل کی طرف روانہ ہوئے. حضرت قیوم ثالث نے اپنے اکثر مرید اور خلفاء کو آپ کے ساتھ رخصت فرمایا۔

جب آپ سرہند پہنچے تو شہر کا حاکم تمام اہل شہر کے ساتھ استقبال کو آیا آپ نے چند روز سرہند رہ کر کابل کی راہ لی۔ اس علاقے کے لوگوں نے جس طرح حضرت قیوم ثالث کا استقبال کیا اُسی طرح آپ کا کیا۔ شاہزادہ معظم بھی استقبال کے لیئے آیا اور شرائط مہمانداری باحسن وجوہ بجالایا۔ وہاں کے تمام باشندے آپ کے مرید ہوئے اور صبح و شام آپ کے حلقہ میں حاضر ہوتے۔

حضرت قیوم ثانی اور قیوم ثالث رضی اللہ عنہم کے تمام بڑے بڑے خلفاء مثلاً اخون موسے۔ خواجہ مرزا اور خواجہ خسرو وغیرہ نے حضرت قیوم رابع کی خدمت میں حاضر ہو کر اخذ فیض کیا اور باطنی توجہ لی۔ حضرت قیوم رابع کو انھیں توجہ دینے میں تامل تھا۔ انھوں نے عرض کیا کہ ہمیں پہلے ہی حضرت خواجہ محمد نقشبند نے فرمایا تھا کہ آپ سے فیض اخذ کریں۔ خواجہ مرزا نے وہ سیب والا قصہ یاد دلایا کہ جناب کے دست مبارک سے سیب کئی مرتبہ میری طرف آیا اور میں نے ہر بار اٹھا کر آپ کو واپس دیا۔ آخر حضرت قیوم ثالث نے مجھے فرمایا تھا کہ اس سیب کو اپنے پاس محفوظ رکھو کیونکہ تمہیں اس سے نعمت حاصل ہوگی۔ میں نے اس سیب کو سنبھال کر رکھا تو اب وہ نعمت لینے کا وقت آگیا ہے۔ جب ان لوگوں نے حد سے زیادہ منت سماجت کی تو حضرت قیوم رابع نے انھیں توجہ باطنی عنایت فرمائی۔ یہ بزرگ اپنے بیٹوں کو آنجناب کی خدمت میں تربیت باطنی کے لیئے لائے تھے۔ آپ نے ان کے بیٹوں کی پوری پوری تربیت کر کے انھیں خلافت عنایت فرمائی۔

ادھر حضرت حجۃ اللہ نے شاہجہان آباد میں کچھ مہینے رہ کر سرہند آنا چاہا عالمگیر کی بہن شاہجہان کی بیٹی گوہر آرا نے جو حضرت قیوم ثانی اور حضرت قیوم ثالث کی خاص مریدہ تھی۔ عرض کیا اگر آنجناب چند روز مزید یہاں قیام فرمائیں۔ تو ہمارے حق میں بہتر ہوگا۔ اس بارے میں جب اس زیادہ منت سماجت کی تو آنحضرت نے

اس کی خاطر چند روز مزید شاہجہان آباد میں گذارے۔ خانقاہ کے اخراجات کی متحمل گوہر آرار تھی حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں کہ گوہر آرار نے حضرت قیوم ثالث کی خدمت میں سلوکِ باطنی پورا کیا۔ اس کے علاوہ آنحضرت نے اسے خوشخبری دی تھی کہ جنت میں تم حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص خدمت گذاروں میں داخل ہو گی۔ یہ خوشخبری حضرت قیوم ثالث نے بھی اسے دی تھی۔

جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو شاہجہان آباد میں رہتے ہوئے ایک سال ہو گیا تو پھر سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ مشائخ سرہند کو آنحضرت کی تشریف آوری کی خبر ہوئی۔ تو سب نے پانچ منزل تک استقبال کیا اور طرح طرح کی ضیافتیں کیں۔ لوگ مارے خوشی کے پھولے نہ سماتے تھے۔ شکر الٰہی بجا لاتے تھے۔ جب آنحضرت سرہند میں داخل ہوئے تو پہلے حضرت مجدد الف ثانی کے روضہ مبارک پر دیر تک مراقبہ کیا۔ پھر حضرت قیوم ثانی کے روضہ مبارک پر دیر تک مراقبہ کیا۔ کچھ دیر لوگوں سے مخاطب ہو کر چند ایک سخن فرما کر محل کے اندر تشریف لے گئے۔ اس سفر سے واپس آکر اپنا تمام مال واسباب اپنی لڑکی حضرت بیگم کو بخشا اور تمام مشائخ سرہند کے روبرو ہبہ نامہ لکھ دیا۔

حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کی

کابل سے سرہند واپسی

جب حضرت قیوم رابع نے سنا کہ حضرت حجۃ اللہ شاہجہان آباد سے سرہند تشریف لے آتے ہیں تو وہ بھی اپنے جد امجد کی زیارت کے لیے روانہ ہوئے روانگی

کے وقت لوگوں نے کہا کہ راستے میں شیروں کا خوف ہے بہت سے لوگ جو زیارت کے ارادہ سے آنحضرت کے ساتھ جانے کو آمادہ تھے۔ انھوں نے ارادہ توڑ دیا۔ میرے (مصنف) جدامجد بھی ان دنوں کابل میں تھے انھوں نے حضرت قیوم رابع سے پوچھا کہ آپ کی کشف میں راستے کے خوف کی کیا کیفیت ہے؟ انھوں نے فرمایا خیریت ہے کسی قسم کی تکلیف راستے میں لوگوں کو نہ ہوگی۔ میرے جدامجد نے عرض کیا کہ ہمیں آپ کا کشف کافی ہے، ہم جناب کے ساتھ چلتے ہیں۔

حضرت قیوم رابع معہ لواحق و توابع کابل سے روانہ ہوئے۔ میرے جدامجد بھی ہمراہ تھے۔ اتفاق سے پہلی ہی منزل پر چند ایک اوباش سے لوگ ملے اور میرے جدامجد کے اونٹ کا ندہ اٹھائے گئے۔ لوگوں نے یہ ماجرا آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ تو فرمایا صرف اتنا ہی خطرہ تھا۔ آگے بالکل خیریت ہے۔ تسلی رکھو! ۔ واقعی اس کے بعد کسی قسم کی تکلیف نہ ہوئی۔

حضرت قیوم رابع کابل سے روانہ ہوتے وقت اخون موسلے کے بیٹے میر سعداللہ خواجہ خسرو کے بیٹوں خواجہ عبیداللہ اور خواجہ فیض اللہ اور خواجہ مرزا کے بیٹے خواجہ محمد امین کو خلافت دے کر رخصت فرمایا۔ شاہزادہ معظم ان دنوں کابل کا حکمران تھا۔ رخصت کے وقت اس نے طرح طرح کے تحفے اور ہدیئے اور دس ہزار روپیہ بطور زادراہ نذر کیا۔ آنجناب بہت جلدی کابل سے سرہند پہنچ گئے۔ اور اپنے جدامجد کے دیدار فیض الانوار سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت اپنے فرزند کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور حضرت قیوم رابع کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ لوگ تمھاری قدر نہیں جانتے۔

خاندان مجدد الف ثانی بیعت ہوا

اس سال حضرت مجدد الف ثانی کی تمام اولاد نے اپنے بیٹوں بیٹیوں کو حضرت قیوم ثالث کا مرید کرایا۔ حتٰے کہ تین سالہ بچے بھی مرید کرائے۔ میری (مصنف) ایک

بہن اس وقت پندرہ مہینے کی تھی۔ میرے والد بزرگوار اسے بھی آنحضرت کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا کہ اس پر بھی نگاہ لطف وکرم فرمائیں تاکہ یہ بھی جناب کے مریدوں میں شامل ہو جائے۔

حضرت قیوم رابع جب سوار ہوتے تھے تو تمام مشائخ۔ علماء۔ چھوٹے بڑے وضیع وشریف بادشاہ فقیر۔ بوڑھے جوان آپ کے ساتھ پیدل چلتے تھے اور پیچھے آپ کی سواری کے ساتھ اس طرح دوڑتے اور آپ کی محبت میں اس درجہ بے اختیار تھے کہ جوانوں اور بوڑھوں سے سبقت لے جاتے تھے۔

سرہند میں حضرت حجۃ اللہ کی مسجد

اسی سال آنحضرت نے حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ منورہ سے شمال کی جانب تین تیر پرتاپ کے فاصلہ پر ایک عالیشان خوبصورت مسجد بنوائی۔ اس کے تین گنبد اور دو برج بنوائے۔ صحن میں ایک حوض لوگوں کے وضو کی خاطر بنوایا۔ اور مسجد کے مقابل ایک محل اور چند حجرے سالکوں کو توجہ دینے اور مراقبہ کے لئے بنوائے۔

کہتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ نے چار جمعے اس مسجد میں نماز ادا کی۔ بعدازاں داعی حق کو لبیک کہہ کر جنت میں جا بسے۔ آپ کی زوجہ خاص حضرت بیگم نے اس مسجد کے مقابل مشرق کی طرف بادشاہوں کی طرح نہایت عالیشان اور خوبصورت محل بنوائے ان میں نہریں اور حوض تیار کروائے چند ایک فراخ مکانات تعمیر کرائے۔ کہتے ہیں ان عمارتوں پر زر کثیر صرف ہوا۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں کہ جب حضرت قیوم ثالث نماز کے لئے مسجد میں آتے اور ان عمارتوں کو دیکھ کر پوچھتے کہ انھیں کون بنوا رہا ہے؟ لوگ عرض کرتے "حضرت بیگم کے حکم سے تعمیر ہو رہی ہیں۔" فرماتے کہ آخرت کی عمارت اختیار کرے دنیاوی عمارت باقی نہیں رہتی۔"

خواجہ محمد پارسا فرماتے ہیں کہ اس سال کے آخر میں میں نے حضرت قیوم ثالث

کی ضیافت کی ۔ اور اپنے گھر بلایا کھانے سے فارغ ہو کر آپ نے فرمایا کہ یہ میری عمر کا آخری سال ہے ۔ میں نے پوچھا کہ قیومیت کا یہ عظیم منصب کسے نصیب ہوگا ؟ فرمایا " محمد زبیر کو "۔ میں نے ایک بار پہلے بھی یہی سوال کیا تھا کہ کیا محمد زبیر کو بھی اس منصب سے کچھ ہاتھ آئے گا ؟ فرمایا "ضرور ! " پھر جو میں نے پوچھا تو آپ نے صریحًا فرمایا کہ میرے بعد قطب الاقطاب اور قیوم زمان محمد زبیر ہوگا ۔

الحمد للہ علیٰ ذالک ! حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے سنوات قیومیت ختم ہوئے ۔ اب آنحضرت کی بعض کرامات کا ذکر کیا جائے گا ۔

کرامات و خوارق و عادات

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند رضی اللہ عنہ

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی قدر و منزلت اس سے برتر ہے کہ دنیا کی کرامات سے آپ کی توصیف کی جائے ۔ لیکن انبیاء اور اولیاء کی تواریخ کے مطابق چند ایک خوارق جو آنجناب کے خلفاء کبار اور آنجناب کے احوال کی معتبر کتب سے معلوم ہوئے لکھتا ہوں ۔

کرامت :۔ مناقب نقشبندیہ میں لکھا ہے کہ ایک روز آنحضرت کے ایک چھوٹے بچے نے رونا شروع کیا اور ضد کی کہ مجھے عرش دکھائیں ۔ آپ نے اس بچے کا سر اپنی بغل میں لے کر اس کا چہرہ آسمان کی طرف کیا اور فرمایا " دیکھ ! "۔ لوگوں نے اس بچے سے پوچھا تجھے کیا دکھائی دیتا ہے ؟ ۔ کہا آسمان میں ایک چھوٹا سا دروازہ

دکھائی دیتا ہے جس میں مختلف شکلیں اور بہت سی روشنی نظر آتی ہے۔ اور فلاں فلاں سے نظر آتی ہے اور فلاں مقام دکھائی دیتا ہے۔ آسمان کی مختلف منزلوں کے نام لیتا تھا۔ حتٰے کہ اس نے کہہ دیا عرش دکھائی دیتا ہے۔ یہ کہہ کر اپنے ہاتھوں سے آنکھوں اور چہرہ کو چھپا لیا۔ بعدازاں لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تو نے عرش کو کیسا دیکھا؟ اس نے جواب دیا اس قسم کا نور دیکھا جو آفتاب کی روشنی سے ہزار گنا تیز تھی۔ میری آنکھیں اسے دیکھ کر چندھیا گئیں۔ اتنے میں آسمان پر سے آواز آئی کہ عرش مجید یہی ہے۔ اس روشنی کی تیزی کی وجہ سے میں نے ہاتھوں سے چہرہ چھپا لیا۔

کرامت :- ایک دفعہ سرہند میں بارش نہ ہوئی۔ والیٔ شہر تمام شہریوں کو ساتھ لے کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور درخواست کی کہ آنجناب طلب بارش کیلئے تشریف لائیں۔ لیکن آنحضرت نے جانا منظور نہ کیا۔ حاکم شہر معہ باشندوں کے عیدگاہ میں گیا۔ جب وہاں سے واپس آیا۔ تو آنحضرت نے فرمایا کہ پچیس روز تک بارش نہ ہوگی۔ چھبیسویں[۲۶] دن حد سے زیادہ بارش ہوئی۔

کرامت :- کواکب دریہ میں لکھا ہے کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے ایک اہل حقوق کو ایک ساحرہ سے تکلیف پہنچا کرتی تھی۔ اس نے آنحضرت سے التماس کی۔ کہ اس بارے میں توجہ فرمائیں۔ کہ اس کی تکلیف سے محفوظ رہوں۔ آنجناب نے توجہ کے بعد فرمایا کہ آئندہ تم اس کے سحر سے محفوظ رہو گے۔ پھر جب تک زندہ رہا سحر کا اس پر اثر نہ ہوا۔

کرامت :- میرے (مصنف کے) جدامجد کواکب دریہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت والدہ ماجدہ کو مرض لاحق ہوا۔ آنجناب نے ان کی شفاء کے لئے دعا کر کے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ شفائے کامل عطا کرے گا۔ چند روز بعد شفائے کلی نصیب ہوئی۔

کرامت :- کواکب دریہ میں لکھا ہے کہ آنحضرت جب کابل گئے تو والیٔ سرہند

ایک منزل تک وداع کرنے کے لئے گیا۔ شہر کے ایک رئیس کا گاؤں والی سرہند نے عداوت کی وجہ سے اجاڑ دیا تھا۔ آپ نے اس سے رئیس کی سفارش کی۔ اُس وقت اس نے منظور کر لیا لیکن پھر اس پر عمل نہ کیا۔

جب آنحضرت نے سنا کہ اس نے وہ کام نہیں کیا۔ تو فرمایا کہ عنقریب ہی والیٔ سرہند مصیبت میں ہوگا۔ جس دن آنجناب نے یہ کلمات فرمائے اسی روز والیٔ سرہند شہزادہ کے آدمیوں سے لڑا۔ آخر شہزادہ کے آدمی غالب آکر اسے گرفتار کر کے شاہزادہ کے پاس لے گئے۔ شاہزادے نے اسے قید میں ڈالا اور بڑی بے عزتی سے ہلاک کیا۔

کرامت :۔ میرے (مصنف کے) جدامجد کتاب دُرّیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کابل سے آئے تو میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے شیطانوں کو بھگا رہے ہیں۔ اور ان پر اس قدر آگ برسائی ہے کہ کوئی شیطان بھی نہیں رہا۔ جب یہ معاملہ میں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا تو شیخ ضیاء الدین یوسف نے کہا کہ میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے۔ اسی طرح سات آدمیوں نے اس خواب کو بیان کیا۔

کرامت :۔ خواجہ شریف بخاری فرماتے ہیں۔ کہ مجھے اکبرآباد میں ایسا مرض لاحق ہوا کہ ہاتھ پاؤں میں حرکت کی طاقت نہ رہی۔ جب ہلاکت کی نوبت پہنچی اور زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی تو انھی دنوں حضرت حجۃ اللہ حرمین الشریفین سے واپس تشریف لائے تھے۔ تمام آدمی آنحضرت کے استقبال کے لئے گئے آپ نے پوچھا کہ اور سب آئے ہیں لیکن محمد شریف نہیں آیا؟ لوگوں نے عرض کیا کہ وہ ایسے مرض میں مبتلا ہے کہ ہلاکت کے قریب پہنچا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم پہلے اس کی بیمار پرسی کریں گے اور پھر مکان پر جائیں گے۔ چنانچہ آنحضرت میری بیمار پرسی

کے لیئے آئے۔ مجھ میں اتنی طاقت نہ تھی کہ اٹھ کر قدم بوسی کرتا۔ آنجناب نے میری بیماری کے دفعیہ کے لیئے توجہ فرمائی تو فی الفور مجھے شفائے کلی نصیب ہوئی۔ اور مجھ میں اسقدر قوت آگئی کہ جب آنحضرت اٹھے تو میں آپ کے ہمراہ منزل تک آیا۔

کرامت :۔ میرے (مصنف کے) جد شریف کواکب دریہ میں لکھتے ہیں کہ میں الہ آباد جا رہا تھا۔ راستے میں لٹیرے بکثرت تھے۔ میں نے آنحضرت سے توجہ کی درخواست کی فرمایا بالکل خیریت ہے، تم محفوظ رہو گے میں چل کر منزل مقصود تک پہنچ گیا۔ اور لوگ تو بہت لٹے لیکن میں بخیر و عافیت منزل پر پہنچ گیا۔

کرامت :۔ کواکب دریہ میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ میں شولا پور سے سرہند آ رہا تھا۔ آنحضرت سے اس بارے میں فاتحہ خیر کے لیئے التجا کی۔ فرمایا بخیر و عافیت پہنچو گے راہ میں کئی جگہ لٹیرے ملے اور لوگوں کو لوٹا بھی مجھے کسی نے پوچھا تک نہیں، میں باآرام و بلا تکلیف سرہند پہنچ گیا۔

کرامت :۔ ایک دفعہ شہزادہ پر کسی دشمن نے چڑھائی کی جس سے شہزادہ کا قافیہ تنگ ہو گیا۔ بادشاہ نے آدھی رات کے قریب آنحضرت کی خدمت میں پیغام بھیجا اور دفعہ غنیم کے لیئے توجہ کا خواستگار ہوا۔ آپ نے فتح کی خوشخبری دی دوسرے دن ہی شاہزادہ دشمن پر غالب آیا۔ اور اُسے بھگا دیا۔

کرامت :۔ ایک دفعہ شیخ محمد تقی کی لڑکی بیمار ہو گئی جب زیست کی کوئی امید باقی نہ رہی تو اسے آنحضرت کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ نے اپنا لعاب دہن اسے کھانے کو دیا اس کے نگلتے ہی اس نے شفا پائی۔

کرامت :۔ قاضی سلطان محمد سخت بیمار ہو گیا۔ حرکت کی طاقت بھی جاتی رہی تو اسے اٹھا کر آنحضرت کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ نے اپنا دست مبارک اسکی پیشانی پر رکھ کر چند آیات پڑھ کر دم کیا۔ تو فی الفور شفا یاب ہوا اور اپنے پاؤں پر

چل کر اپنے گھر گیا۔

کرامت :۔ حضرت ابو العلیٰ "مناقب نقشبندی" میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت کا ایک مرید فوت ہو گیا۔ ایک روز حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کچھ ارشاد فرما رہے تھے میرے دل میں آنحضرت کے کلام سے کچھ بُرا سا خیال پیدا ہوا۔ اس خیال کے آتے ہی آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ اگر تیرے دل میں کچھ شک آ گیا ہے تو اعتقاد کو نہ بگاڑ لینا۔ میں نے فوراً اس خیال سے توبہ کی۔

کرامت :۔ حضرت ابو العلیٰ "مناقب نقشبندی" میں لکھتے ہیں کہ مولانا محمد عابد نے فرمایا کہ شروع شروع میں میرے دل میں خیال آیا کہ مرشد کو اسقدر کشف ضرور ہونی چاہیئے۔ کہ سالک کے بعض خطرات سے واقف ہو کر ان کا دفعیہ کر سکے۔ آپ نے اسی وقت مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔

"اولیاء اللہ، اللہ کے بندے ہوتے ہیں انھیں غیب کا علم ہونا واجب نہیں کہ ان سے کرامات صادر ہوں اس بات کے نہ ہونے سے اُن کے کمال میں نقص لازم نہیں آتا۔ حضرت ابو بکر صدیق جو انبیا کے بعد تمام بنی نوع انسان سے افضل ہیں ہیں اسقدر کرامات نہ تھیں جتنی ایک ولی میں ہوتی ہیں"

کرامت :۔ میرے (مصنف کے) جدِ امجد کواکب دُریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک روز میں حضرت قیوم ثالث کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ مجھ پر عجیب و غریب حالت طاری ہوئی۔ جو دیر تک رہی۔ اچانک میرے دل میں ایک نامناسب خیال آیا۔ اس خیال کے آتے ہی وہ حالت جاتی رہی۔ پھر میں نے اس خیال سے توبہ کی تو حالت مذکور عود کر آئی۔ آنحضرت نے میری طرف دیکھا اور فرمایا کہ ایسا خیال دل میں نہیں لانا چاہیئے۔

کرامت :۔ ایک دفعہ آنحضرت کی دختر نیک اختر قے کے مرض میں مبتلا ہوئی جب طبیعت بہت بگڑ گئی تو باپ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ قے کے آنے سے مجھے بے حضوری ہوگئی ہے آپ نے فرمایا آئندہ تمہیں کبھی قے نہ ہوگی۔ واقعی جب تک آپ زندہ رہیں کبھی قے نہ کی بلکہ آپ کی اولاد میں سے کسی کو قے نہیں ہوئی۔

کرامت :۔ شاہ محمد یحیےٰ کے بیٹے شیخ ضیاء الدین یوسف فرماتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ مراقبے میں تھے اور میں بھی اس حلقہ میں مراقب تھا۔ اچانک اس حلقہ میں آپ نے مجھے توجہ کی باطنی کشش کی وجہ سے میری ظاہری صورت خودبخود آنحضرت کی طرف دوڑی۔ حالانکہ میں مراقبہ کئے بیٹھا تھا۔

کرامت :۔ مناقب نقشبندی میں لکھا ہے کہ مولانا عابد مذکور کے دل میں کچھ شبہ تھا۔ جب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت آنجناب تلاوت قرآنی میں مشغول تھے ازراہِ ادب پوچھ نہ سکا۔ تلاوت کے بعد بغیر سوال کئے آنحضرت نے خود ہی اس شُبے کو حل کر دیا۔

کرامت :۔ حضرت ابوالعلیٰ مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں کہ ایک روز میں اپنی خرابیوں کو دیکھ رہا تھا اور رو رہا تھا اتنے میں "من تواضع اللہ رفعہ اللہ" جس نے اللہ تعالےٰ کی خاطر تواضع کی اللہ تعالیٰ نے اس کا مرتبہ بلند کر دیا کے مطابق الہام ہوا کہ تجھے حضرت سلیمان علیہ السلام کے کمالات سے کافی دوافر حصہ عطا کیا۔

میں اس الہام سے خوش ہوا اور اپنے دل میں کہنے لگا کہ میں اس بشارت کی تصدیق حضرت حجۃ اللہ سے کراؤں گا۔ اسی خیال میں تھا کہ آنحضرت نے مجھے بلاکر توجہ دی۔ اور فارغ ہوکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے حق میں القا فرمایا ہے "وان لہٗ عندنا لزلفی وحسن ماٰب"۔ کہ حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے حق میں فرمایا ہے۔ اس خوشخبری سے میری خوشی دوبالا ہوگئی۔

کرامت :۔ حضرت ابوالعلیٰ مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں کہ میری اہلیہ اور میرے بھائی کی اہلیہ دونو حاملہ تھیں آنحضرت نے مجھے فرمایا کہ تمھارے ہاں لڑکی ہوگی اور محمد عمر کے ہاں لڑکا ہوگا واقعی مدت پوری ہونے کے بعد میرے ہاں لڑکی ہوئی اور میرے بھائی کے ہاں لڑکا۔

کرامت :۔ جن دنوں آنحضرت حج کے لیئے روانہ ہوئے دکن میں غنیم کے حملے کا ڈر تھا اتفاقاً آدھی رات کے وقت شور مچ گیا کہ دشمن آیا دشمن آیا۔ لوگوں نے آنحضرت سے دشمن کے دفعیہ کے لیئے توجہ کی درخواست کی آنحضرت نے کچھ توقف کے بعد فرمایا اطمینان رکھو! دشمن خود بخود بھاگ جائے گا اتنے میں آنحضرت کے تصرف سے دشمن کے دل پر خوف چھا گیا۔ اور بھاگ اٹھا۔ آپ کے تمام ہمراہی اس مصیبت سے محفوظ رہے۔

کرامت :۔ حضرت ابوالعلیٰ مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں کہ ایک روز میرے دل میں خیال آیا کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھوں کہ شیخ محی الدین ابن عربی نے جو فصوص میں لکھا ہے کہ ایک بڑا سانپ ہوتا ہے جب وہ اپنی صورت دیکھتا ہے وہ مر جاتا ہے۔ اور شے کا سایہ عین شے ہے بخدا یہ خیال آتے ہی میں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کرنا چاہا بغیر اس کے کہ میں کچھ آپ سے پوچھوں۔ آپ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا جو کچھ شیخ نے لکھا ہے کہ شے کا سایہ عین شے ہوتی ہے اور اس کی تائید میں مذکورہ بالا قصہ لکھا ہے پھر آپ نے اس شبہے کو اچھی طرح حل کر دیا۔ جس کا یہاں لکھنا موجب طوالتِ کلام ہے۔ مناقب نقشبندی میں مفصل درج ہے۔

کرامت :۔ حضرت ابوالعلیٰ مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے کابل کو جاتے ہوئے تمام اصحاب کو حکم دیا کہ تین مرتبہ اعوذ بکلمات اللہ المقامات من شر ما خلق پڑھو جب ہم منزل پر پہنچے تو وہاں سانپ بچھو بکثرت تھے۔ ایک بچھو نے مجھے کاٹا لیکن تکلیف نہ ہوئی اسی طرح بعض دوسرے آدمیوں کو

کو سانپ نے ڈسا لیکن اس کے زہر نے سرایت نہ کی۔

کرامت:۔ ایک روز حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سیر کرتے ہوئے جنگل میں جا نکلے۔ آنجناب کا ایک یار قطب نامی پیچھے رہ گیا۔ اتفاقاً اس کی نگاہ جو ایک خوبصورت عورت پر پڑی تو دیر تک اسے دیکھتا رہا۔ جب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آنحضرت نے فرمایا "القطب یزنی"۔

کرامت:۔ محمد یوسف کابلی جو لڑکپن میں آنحضرت کے مرید ہوئے تھے۔ بعد میں سیدھے راستے سے منحرف ہو کر کفار سے جا ملے زنار پہن لیا۔ ایک روز اسی طرح زنار پہنے ہوئے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت نے توجہ کی تو فی الفور زنار توڑ کر توبہ کی اور از سر نو مسلمان ہو کر مرید ہوئے۔

کرامت:۔ جن دنوں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ لاہور میں تھے ایک یار کے دل میں خیال آیا کہ کیا اچھا ہو کہ آنحضرت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ شیخ طاہر کی زیارت کے لیئے جائیں۔ یہ خیال آتے ہی آنحضرت نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا "میں شیخ طاہر کی فاتحہ کے لیئے جاتا ہوں بعد ازاں سوار ہو کر گئے۔

کرامت:۔ میرے (مصنف کے) جد شریف کو اکب دُریہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابوالعلے ایک لونڈی پر فدا تھے۔ جب آنحضرت کی بھانجی سے ان کا نکاح ہوا تو آپ کی بھانجی اس لونڈی سے کبیدہ خاطر رہتیں۔ جیسا کہ سوکنیں آپس میں ہوا کرتی ہیں۔ آخر آنحضرت کی خدمت میں یہ معاملہ عرض کیا گیا۔ آپ نے توجہ کی تو اُسی دن عشق نے نفرت کی صورت اختیار کی۔ اور ابوالعلے نے اس لونڈی کو گھر سے نکال دیا۔

کرامت:۔ آنحضرت کی بیٹی اور شیخ محمد عمر کی بیٹی دونوں بیمار ہو گئیں۔ آنحضرت نے اپنی لڑکی کے بارے میں فرمایا کہ زندہ نہ بچے گی۔ اور شیخ محمد عمر کی لڑکی کو شفائے کامل کی خوشخبری عطا فرمائی۔ چند روز بعد آنجناب کی لڑکی فوت ہو گئی اور حضرت محمد عمر کی

لڑکی تندرست ہو گئی۔

کرامت :۔ میرے (مصنف) والد قبلہ گاہ فرماتے ہیں کہ ہمارے گھر میں شادی تھی میں آنحضرت کو لینے کے لئے گیا تاکہ شادی میں شریک ہو سکیں۔ آنحضرت کے پاس چار کھٹے تھے بے اختیار میرے دل میں خیال آیا کہ کیا اچھا ہو کہ آنحضرت یہ کھٹے مجھے عنایت فرما دیں۔ یہ خیال آتے ہی میری طرف دیکھا اور مسکرا کر فرمایا اگر تمہارا دل چاہتا ہے تو لے لو! یہ کہہ کر وہ اٹھائے اور مجھے عنایت فرمائے۔

آنحضرت کی کرامات احاطۂ تحریر سے خارج ہیں۔

اب آنحضرت کے چند مکاشفات تحریر کئے جاتے ہیں۔

مکاشفات حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ

رضی اللہ تعالےٰ عنہ

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاص محبوبیت کے حجرے کے اندر دیکھا اور باقی پیغمبروں اور اصفیاء کو اس حجرہ کے باہر دیکھا۔

مکاشفہ :۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ میں نے قیامت کے روز حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت عروۃ الوثقےٰ کو تمام اولیائے امت سے افضل پایا۔ اور اپنے آپ کو بھی اسی عنوان میں دیکھا۔

مکاشفہ :۔ آپ فرماتے تھے کہ میں نے میاں حضرت جیو صاحب یعنی

حضرت مروج الشریعت کو حضرت عروۃ الوثقٰے کی نظیر دیکھا اور مقام محبوبیت میں اُن کی شانِ عظیم دیکھی۔

مکاشفہ :۔ ایک روز حضرت حجۃ اللہ حضرت قیوم ثانی کی زیارت کے لئے گئے زیارت سے فارغ ہو کر فرمایا کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ میرے بھائی مروج الشریعت کی شان اسقدر اعلٰے وارفع ہے۔ مجھے حضرت مروج الشریعت اور حضرت قیوم ثانی میں کچھ فرق معلوم نہیں ہوا۔ فرق ہے تو اسقدر اور حضرت قیوم ثانی باپ ہیں اور حضرت مروج الشریعت بیٹے ہیں۔

مکاشفہ :۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ میرے منکروں پر جو اپنے آپ کو شیخ کہلاتے ہیں۔ بلائے عظیم نازل ہوئی۔ آج رات میں نے اس کے دفعیہ کے لئے کوشش کی۔

مکاشفہ :۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ مجھے دوبارہ الہام ہوا کہ میرے منکروں پر سخت مصیبت نازل ہوگی۔

مکاشفہ :۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ مجھے میرے مخلصوں کے حق میں بشاراتِ عظیم عنایت ہوتی ہیں اور مجھے الہام ہوتا ہے کہ تیرے دوست بخشے ہوئے اور سیدھی راہ پر ہیں۔ نیز الہام ہوا کہ تیرے اصحاب ہمارے اصحاب ہیں۔

مکاشفہ :۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ مجھے الہام ہوا کہ جو تیرا یار ہے۔ وہ دوزخ کے عذاب سے آزاد ہے۔

مکاشفہ :۔ آنحضرت فرماتے تھے سلوکِ باطنی بندگانِ خدا پر فرض ہے۔

مکاشفہ :۔ آپ فرماتے تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی۔ حضرت عروۃ الوثقٰی اور ان کے فرزندوں کے سوا باقی تمام اولیائے امت سے خواجہ بہاؤ الدین نقشبند اور غوث الاعظم افضل ہیں۔

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مکاشفات بے شمار ہیں کہاں تک لکھوں یہ چند ایک مکاشفات تبرکاً لکھے گئے ہیں۔ آنحضرت کے مکاشفات آنجناب کے مکتوبات میں مفصل لکھے گئے ہیں۔ نیز تاریخ کی دوسری کتب میں بھی مفصل موجود ہیں۔

حضرت خواجہ محمد نقشبند کی

عادات و شمائل پر ایک نظر

حضرت حجۃ اللہ کا عمل سُنت نبوی کی پیروی تھی۔ رخصت کو اعمال میں بالکل دخل نہ دیتے تھے۔ اور اپنے اصحاب کو بھی اسی بات کی تاکید کرتے تھے۔ آنحضرت کا طریقہ شروع سے آخر تک یہ رہا۔ کہ رات کا تیسرا حصہ بے کر بیدار ہوتے بڑی احتیاط سے تازہ وضو کر کے بارہ رکعت نماز تہجد ادا کرتے تھے۔ اس نماز میں سورۃ یٰسین پڑھا کرتے تھے۔ بعد ازاں مراقبہ کر کے اونگھ لیتے تاکہ تہجد بین النومین ہو۔

فجر کی نماز زردی کے وقت یاروں سمیت ادا کرتے تھے پھر حلقہ و مراقبہ کرتے جب سُورج اچھی طرح نکل آتا تو مراقبہ سے اٹھ کر نماز اشراق ادا فرماتے۔ پھر اصحاب کو بُلا کر توجہ باطنی دیتے۔ جب دن کا تیسرا حصہ گذر جاتا۔ تو آٹھ رکعت نماز الضحیٰ پڑھتے۔ اس کے بعد محل کے اندر تشریف لے جاتے اور کچھ وظائف پڑھتے جن کا ذکر احادیث میں آیا ہے۔

دوپہر کے وقت عیال و اطفال کے ساتھ کھانا کھاتے خلفاء اور مریدوں کیلئے

الگ باورچی خانے میں کھانا تیار ہوتا اور راۓ علائے وادنے سب کو برابر تقسیم ہوتا ۔ کھانا کھانے کے بعد سنت نبوی کے مطابق خواب قیلولہ فرماتے ۔ پھر جلد ہی بیدار ہو کر وضو کرتے اور چار رکعت فی الزوال پڑھتے ۔ اس کے بعد ظہر کی نماز ادا کرتے ظہر کے بعد قرآن مجید کی تلاوت کرتے ۔ تلاوت کے وقت قرآن شریف کی تفسیر بیان کرتے تھے ۔ آنحضرت نزول آیات مختلف معانی سے بیان فرماتے تھے تفسیر میں جناب کی رائے الگ تھی گویا تفسیر کے امام تھے ۔ اپنے اجتہاد سے معانی اشارات ۔ نکات اور تاویلاتِ قرآن جدا بیان فرماتے تھے ۔

ظہر سے عصر تک تلاوت میں مشغول رہتے ۔ پھر عصر کی نماز پڑھ کر فقہ حدیث اور مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کے درس کا شغل کرتے پھر نماز مغرب کے بعد چھ رکعت نماز اوابین تین سلام سے ادا کرتے تھے ۔ اس نماز میں بار بار سورۃ واقعہ پڑھتے ۔ نماز اشراق والضحیٰ اور فی الزوال میں سورۃ یٰسین پڑھتے اوابین کے بعد ذظائف و اوراد میں مشغول ہوتے اور یاروں کو باطنی توجہ دیتے تھے ۔

جب رات کا تیسرا حصہ گذر جاتا تو عشاء کی نماز ادا کرتے ۔ سنت اور وتر کے مابین چار رکعت نماز قیام اللیل اس طرح ادا کرتے کہ پہلی رکعت میں سورۃ الم سجدہ دوسری میں دخان تیسری میں سورۃ ملک اور چوتھی میں سورۃ قیامت پڑھتے حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں کہ ہر نماز عشاء کے وقت آنحضرت پر مقطعات قرآنی کے اسرار ظاہر ہوتے تھے ۔ وتر کے بعد پوری مد سے سُبحان الملک القدوس پڑھتے ۔ اور چار رکعت دو سلام سے ادا کرتے دیر تک دعا مانگتے ۔ بعد ازاں محل میں تشریف لے جاتے ۔ تھوڑا کھانا تناول فرما کر آدھی رات کے وقت آرام کرتے ۔ آنحضرت پانچوں وقت بہت سے خلفاء اور مریدوں سمیت مسجد میں نماز با جماعت ادا کرتے تھے ۔ جمعہ کی نماز اوّل وقت میں پڑھتے تھے ۔ دونوں عیدوں کی نمازیں عیدگاہ میں جا کر ادا

کرتے۔ ماہ رمضان میں تین مرتبہ کلام مجید ختم کرتے۔ ہر تراویح کے بعد دیر تک مراقبہ کرتے۔ آنجناب نے اپنی قیومیت میں کل سات سفر کئے ہیں۔ تین کابل کی طرف ایک دامن کوہ کی سیر کے لیئے دو حج کے لیئے اور ایک دکن کا سفر۔ ساری عمر میں آنحضرت نے تین مرتبہ حج کیا۔ ایک دفعہ حضرت امام معصوم کے ہمراہ اور دو دفعہ بذات خود۔ آنجناب کے دو سفر بھی حج کے لیئے تھے۔ ایک کابل کا۔ دوسرے دکن کا۔ آنحضرت نہایت متواضع۔ متورع۔ خاشع اور خاضع تھے۔ مریض کی بیمار پرسی کے لیئے ضرور جاتے۔ بہت سے مریضوں کو آنجناب کی توجہ سے شفا نصیب ہوئی غرباء اور مساکین کی دلجوئی کرتے۔ اعلیٰ و ادنےٰ آپ کے نزدیک برابر تھے۔

آپ کی رات دن کی عادات و عبادات کے احوال کواکب دریہ اور مناقب نقشبندی وغیرہ میں اور تاریخ کی کتب میں مفصل لکھے ہوئے ہیں۔ اس کتاب تفصیل کی گنجائش نہیں۔ صرف مجملاً تبرک کے طور پر بیان کر دیئے گئے ہیں۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی

چند خصوصیات

حضرت قیوم ثالث کے خصائص بے شمار ہیں قلم کو لکھنے کا یارا نہیں۔ مگر تاریخ کی کتابوں سے چند ایک منتخب کر کے بطور مشتے نمونہ از خروارے لکھے جاتے ہیں۔

خاصہ ۱:۔ حضرت حجۃ اللہ کا بدن مبارک جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

کے بقیہ خمیرِ طینت سے بنایا گیا۔

خاصہ:۔ آنحضرت قیومِ زمان حجۃ اللہ ہوئے۔

خاصہ:۔ باوجود ضمنیت کے مقام اصالت آنجناب کو عنایت ہوا۔

خاصہ:۔ محبوبیت ذاتی جو خاصہ پیغمبر تھی اور طینت و اصالت محمدی پر موقوف تھی۔ آنحضرت کو مرحمت ہوئی۔

خاصہ:۔ حجرہ محبوبیت آنجناب کو عنایت ہوا۔

خاصہ:۔ مقطعاتِ قرآنی آنجناب پر مکشوف ہوئے۔

خاصہ:۔ خلعت ابراہیمی آپ کو عطا ہوئی۔

خاصہ:۔ تمام رحمتِ الٰہی کا تقسیم کرنا بہ ماتحتی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم عطا ہوا۔

خاصہ:۔ آنحضرت امام اور خلیفہ حق تھے۔

خاصہ:۔ کئی بڑے بڑے منصب مثلاً قیومیت، خلافت، امامت، قطبیت فردیت۔ غوثیت وغیرہ آنحضرت کو مرحمت ہوئے۔

خاصہ:۔ اللہ تعالیٰ نے تمام مذکورہ بالا مناصب آنحضرت کے مریدوں کو بھی عطا فرمائے۔

خاصہ:۔ تمام منازل اور مقامات آنحضرت پر منکشف ہوئے۔

خاصہ:۔ پروردگار نے تینوں ولائتیں صغرےٰ۔ کبرےٰ اور علیا۔ کمالاتِ نبوّت کمالاتِ رسالت حقیقتِ قرآن اور حقیقتِ نماز وغیرہ آنحضرت کو مرحمت فرمائے۔

خاصہ:۔ اللہ تعالیٰ نے تمام مذکورہ بالا مقامات اور کمالات آنحضرت کے مریدوں کو عطا فرمائے۔

خاصہ:۔ تین مہینے تک جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حجۃ اللہ کو دیکھنے کے لئے ہندوستان تشریف لاتے رہے۔

خاصہ: اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو خوشخبری دی کہ علاوہ مریدوں کے ستّر ہزار آدمی تمہاری سفارش سے قیامت کے دن بخشے جائیں گے۔

خاصہ: حضرت مجدد الف ثانی نے آنحضرت کے وجود کی اطلاع دی اور فرمایا کہ میری طرح ہوں گے۔

خاصہ: حضرت عروۃ الوثقےٰ نے آنجناب کے حق میں فرمایا تھا کہ جب محمد نقشبند آتا ہے تو میرا جی چاہتا ہے کہ اس کی تعظیم کروں۔

خاصہ: حضرت مروج الشریعت جیسے بزرگ نے آنحضرت کی قیومیت کو قبول فرمایا۔

خاصہ: آنحضرت کے چچازاد بھائی جنہوں نے حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں سلوک باطنی پورا کیا تھا آپ کے مرید ہوتے۔

خاصہ: آنحضرت کے مکشوفات کی نسبت حضرت عروۃ الوثقےٰ نے لکھا ہے کہ ان کی تصدیق کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن باوجود اس کے میں پھر بھی تصدیق در تصدیق کرتا ہوں

خاصہ: سوائے چند ایک اشخاص کے حضرت مجدد الف ثانی کی تمام اولاد آنحضرت کی مرید ہوئی۔

خاصہ: حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء اور خلیفۃ اللہ جیسے شخص، جو کمالات محمدی کے مظہر اتم اور خاتم قیومیت ہیں۔ آنحضرت کے پوتے اور مرید یہ خاصہ باقی تمام اصحاب سے افضل ہے۔ کیونکہ اس سبب سے آنجناب کا فیض قیامت تک جاری رہے گا۔

حضرت قیوم ثالث حُجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی وفات

حضرت قیوم ثالث مدت سے مریض رہتے تھے خاص طور پر خفقان اور پاؤں کا درد بہت غالب رہتے۔ اس واسطے آنجناب کے قد میں قدرے خم بھی آگیا تھا۔ آخر سال قیومیت میں امراض کا اس قدر غلبہ ہوا۔ کہ ایک کا علاج دوسرے کی مضرت کا باعث ہوتا تھا۔ اور روز بروز امراض کا غلبہ ہوتا گیا۔

ایک روز آنحضرت نے جمعہ کی نماز کے بعد حضرت عروۃ الوثقٰی کے روضہ منورہ میں تمام چھوٹے بڑوں کے سامنے فرمایا کہ مجھے الہام ہوا ہے۔ کہ تیری عمر اسی سال سے اوپر ہو گئی ہے۔ اور یہ اس امت کی اوسط عمر ہے۔ اگر مزید عمر چاہتے ہو تو دُنیا میں رہو۔ اگر چاہتے ہو تو ہمارے پاس آجاؤ! ۔ سو میں نے لقائے پروردگار اختیار کیا ہے۔ تم سنت نبوی کی پیروی کرتے رہنا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی کے طریقہ پر پورے پورے پابند رہنا۔ تاکہ تمھاری بہتری ہو۔ منصب قیومیت کے تمام کمالات اس پوتے محمد زبیر کو حاصل ہوتے ہیں۔ تم اس کی اطاعت کرنا اور وعظ و نصیحت کر کے خلوت خانہ میں آئے۔ اور چند مرتبہ مذکورہ بالا نصیحتیں لوگوں کو کیں۔

حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں کہ اتوار کے روز ۲۴، محرم کو حضرت قیوم ثالث اس محل میں جو آنحضرت کی مسجد کے مقابل ہے۔ فجر کے حلقہ کے بعد بیٹھے تھے۔ کہ اچانک آنحضرت پر ضعف حد سے زیادہ ہو گیا۔ اور لحظہ نہ لحظہ بے ہوش ہوتے جاتے تھے۔ یہ حالت دیکھ کر احباب گھبرا گئے۔ اور شور مچ گیا۔ شہر کے تمام چھوٹے بڑے اعلیٰ وادنےٰ سبھی آنحضرت کی خانقاہ میں آجمع ہوئے۔ جب نماز کا وقت ہوا۔ تو آنجناب وضو کر کے مسجد میں آئے۔ اور تمام احباب کے ساتھ نماز ادا کی۔ اطباء نے

اس مرض میں پانی کے استعمال سے منع کیا ہوا تھا۔ آنحضرت کو پیاس کا بہت غلبہ ہوا۔ پانی مانگتے تو حضرت بیگم حکما کی ہدایت کے مطابق پانی نہیں دیتی تھیں۔ حتیٰ کہ آنجناب کا حلق مبارک خشک ہوتا جاتا تھا۔ اور تکلیف بڑھتی جارہی تھی۔ سختی کے باعث بیخودی حد سے زیادہ طاری ہورہی تھی۔ زیادہ تر وقت بے ہوش رہتے صرف نماز کے وقت قدرے افاقہ ہوجاتا۔ نماز خلوت خانہ میں مخصوص احباب کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔

ان دنوں آنحضرت کے دوسرے فرزند شیخ محمد عمر شاہجہان آباد میں تھے جب آنحضرت کو افاقہ ہوتا تو پوچھتے کیا محمد عمر آگیا ہے؟۔ جمعرات کے دن ۲۸، محرم الحرام کو آنحضرت پر مرض حد سے زیادہ غالب آگیا۔ تمام دن سوائے پانچ وقت کے غشی کی حالت میں رہے۔ جب جمعہ کی رات آئی تو سانس میں تیزی آگئی۔ لیکن بڑے وقار سے وظائف و اوراد پڑھتے رہے کسی قسم کی بے قراری ظاہر نہ کی۔

آدھی رات کے وقت عشاء، تعدیل ارکان کے ساتھ یاروں سمیت نہایت خشوع و خضوع سے پڑھی۔ وتر سے فارغ ہوکر بعض دعائیں جن کا ذکر حصن حصین میں ہے پڑھیں اور چند بار سورۃ یٰسین پڑھی جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہ گیا۔ تو تہجد کی نماز ادا کرکے دیر تک فاتحہ پڑھتے رہے۔ بعدازاں لیٹ گئے۔ سر قطب کی طرف تھا اور چہرہ کعبہ کی طرف۔ تین دفعہ کلمہ شہادت پڑھ کر داعی اجل کو لبیک کہا انا للہ وانا الیہ راجعون،۔ حضرت قیوم رابع نے اسی وقت اپنے جد بزرگوار کی جبین مبین پر بوسہ دے کر رونا شروع کیا۔ آپ کے رونے سے اصحاب کو معلوم ہوگیا کہ آنحضرت کا وصال ہوگیا ہے۔ سب غم سے نڈھال ہوگئے۔ اسی رات تمام اہل شہر آنجناب کی خانقاہ میں جمع ہوگئے اور مارے غم کے مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپ رہے تھے۔ ان کے شور و فغاں سے زمین و زمان میں زلزلہ آگیا تھا۔

اس قدر شور و غوغا مچا کہ وزیر خاں والئے سرہند قلعہ کے اندر خوابگاہ میں سویا ہوا تھا۔ جاگ اٹھا۔ معلوم کیا کہ حضرت حجۃ اللہ دنیا سے سفر کر گئے ہیں۔ اسی وقت دیوانہ وار چیختا چلاتا خانقاہ میں آپہنچا۔ تمام حضرات مشائخ مجددیہ معصومیہ مارے رنج و غم کے بیہوش تھے لوگ حواس باختہ تھے اس حادثہ کی کیفیت خارج از بیان ہے

آنحضرت جمعہ کی رات ۲۹، محرم ۱۱۱۴ھ کو اس دار فانی سے دار البقاء کی طرف تشریف لے گئے۔ شمسی حساب کے مطابق ، ماہ حمل تھی اور اہل شام کے نزدیک ۱۱، فیراع۔ آنحضرت کی تاریخ حسب ذیل قطعہ سے نکلتی ہے ؎

فغاں از دست ایں چرخ نگو نسار — کنم گرمے سزد من کر ما را
کہ ہر ساعت برنگے میخراشد — نہد داغ نوی بر داغہا را
ہنوز آں داغ پیشین بود ناصور — نمک پاشید ریش سینہا را
قلم میریخت چوں دل بقرطاس — زباں تابود گرم ایں مدعا را
فغاں افتاد در عالم ز ہر سو! — چو شد وقت رحیل اولیاء را
بجستم از خرد سال وفاتش — زنامش چار کم کرد او خدا را
بگفتا خواند حق بہر ملائک — محمد نقشبند پیشوا را

۱۱۱۴ھ

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی

تجہیز و تکفین اور روضہ منورہ کی تعمیر

صبح ہوئی تو لوگوں نے نماز فجر ادا کر کے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو غسل

دیا۔ غسل کے وقت سارے کام خلفاء نے کئے۔ پھر تین سفید کپڑوں کا کفن دیا۔ لفافہ قمیض اور تہ بند۔ قمیض کندھوں پر سے پھاڑ دی گئی بعد ازاں جنازے میں رکھا۔ کہتے ہیں جب جنازے کو اٹھایا گیا تو تمام وضیع و شریف اعلیٰ و ادنیٰ میں کہرام برپا ہو گیا روتے چلاتے جنازہ کے ساتھ جا رہے تھے بڑے بڑے مشائخ، علمائے کرام بے خودی کے عالم میں سر پاؤں سے ننگے گریباں چاک کئے ہوئے نعرہ مارتے واحسرتا! پکارتے چیختے چلاتے نعش کے ارد گرد پھرتے تھے۔

جہاں حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ ادا کی گئی تھی اسی مقام پر آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔ لاتعداد انسانوں کا مجمع تھا۔ بعد ازاں آنجناب کو اس مکان میں جو قدیم زمانے سے آپ کی ملکیت تھا۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ مبارک سے شمال کی جانب تین پرتاپ کے فاصلہ پر فتح باغ کے قریب دفن کیا۔

میرے (مصنف کے) جد شریف اپنے گاؤں میں جو سرہند سے بیس میل تھا۔ گئے ہوئے تھے۔ آنحضرت کی بیماری کی خبر سن کر روانہ ہوئے جب دفن کیا جا رہا تھا۔ تو پیچھے مرقد کی خاک سر پر ڈالی آپ کے آنے سے لوگ اور بھی رونے چلانے لگے۔ آنحضرت کی وفات کے بعد دنیا میں تاریکی پھیل گئی اور آفتاب سیاہ ہو گیا۔ دن کو ستارے نظر آنے لگے لوگوں کو یقین ہو گیا کہ بس قیامت آگئی حد سے زیادہ گھبرائے۔ جنابِ الٰہی میں عاجزی کرنے لگے دیر تک تاریکی پھیلی رہی۔ پھر عصر کے وقت روشنی ہوئی۔ پوری دوپہر تاریکی چھائی رہی۔ دس بجے کے قریب سے چار بجے تک اندھیرا رہا۔

آنحضرت کی مرقد پر نہایت عالیشان خوبصورت روضہ بنوایا اور طرح طرح کے بیل بوٹوں سے آراستہ کیا گیا۔ اور ایک نہایت اونچا گنبد بنوایا جس میں چار برج چاروں کونوں میں تھے۔ ہر ایک برج میں دو حجرے تھے۔ چاروں طرف چار محراب تھے۔ ہر محراب میں روضہ مبارک کا دروازہ رکھا۔ روضہ کے گرد و نواح میں دس ہاتھ چوڑا چبوترہ

بنایا۔ روضہ مبارک کے جنوب میں سالکوں کے حلقہ اور مراقبہ کے لئے ایک محل بنوایا۔ اور روضہ کے گرد باغ میں میوہ دار درخت لگائے۔ اور گلذار کے چمن درست کئے۔

اب آنحضرت کے مقبرہ میں چار قبریں ہیں ایک آنحضرت کی دوسری آنحضرت کے فرزند محمد عمر کی تیسری آنجناب کی بیٹی کی۔ چوتھی آنجناب کی زوجہ کی۔

آنحضرت کی وفات کے تیسرے دن تمام مشائخ احمدیہ معصومیہ نے آنحضرت کے پوتے کو جنہیں آنحضرت نے اپنی زندگی میں اپنا ولی عہد اور قائم مقام مقرر فرمایا تھا مسند ارشاد پر بٹھایا اور حضرت قیوم ثالث کے تمام خلفاء اور مرید حضرت قیوم رابع کے مرید ہوئے۔ اور آپ کو قیوم تسلیم کیا۔ حضرت حجۃ اللہ کے جو خلفاء اور مرید مختلف ممالک میں تھے تمام نے حضرت قیوم رابع کی قیومیت کو تسلیم کیا۔ بہت سے سفر کر کے سرہند میں آئے اور حضرت قیوم ثالث کی تعزیت کر کے حضرت قیوم رابع کے مرید ہوئے۔ بعض مرید جو حاضر خدمت نہ ہو سکے وہ غائبانہ مرید ہوئے لیکن حضرت حجۃ اللہ کے وصال کے بعد مشائخ سرہند میں اختلاف پیدا ہوا۔ ہر ایک اپنے آپ کو قیوم کہتا تھا اور ہمچو ما دیگرے نیست پکارتا تھا۔ حضرت بیگم نے تمام مال و متاع اپنے داماد کو دے کر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا خرقہ اسے پہنایا اور مسند ارشاد پر بٹھا دیا۔ دوسرے بھی اپنے آپ کو قیوم ثالث کا قائم مقام کہہ کر مسند ارشاد پر بیٹھے۔ حضرت قیوم رابع کو قیوم تسلیم نہ کرتے۔ جو خوشخبریاں حضرت قیوم ثالث نے حضرت قیوم رابع کے حق میں فرمائی تھیں۔ ان کی تاویلیں کرتے تھے۔ حضرت قیوم رابع نے بھی ان سے کنارہ کشی کی۔ محفلوں اور مجلسوں میں نہ جاتے گوشہ تنہائی اختیار کیا۔ حضرت مروج الشریعت کے فرزند خواجہ محمد پارسا مجلسوں میں اعلانیہ لوگوں سے کہتے تھے۔ کہ اس وقت قطب جہان قیوم زمان شیخ محمد زبیر ہی ہیں جنھیں حضرت حجۃ اللہ نے خوشخبری دے اپنا ولی عہد اور قائم مقرر فرمایا ہے۔ لوگو! کیوں جان بوجھ ان کی قیومیت اور قطبیت کا انکار کرتے ہو۔ بارہا تم نے سنا ہے کہ حضرت قیوم ثالث نے انھیں اس

منصبِ اعظم کی خوشخبری دی ہے۔ اور حضرت قیوم رابع کو فرماتے تھے کہ میں تمہیں قطب و قیوم جانتا ہوں ان کی بہت تواضع کیا کرتے تھے۔ اور ان کے حلقہ میں بیٹھا کرتے تھے۔ انہی دنوں حضرت مجدد الف ثانی کے نواسے حاجی فضل اللہ اور بعض دیگر مشائخ سرہند نے حضرت قیوم رابع کی قیومیت کو تسلیم کیا۔ اور ان سے باطنی فیض اخذ کیا۔ بعد ازاں تمام مشائخ نے حضرت قیوم رابع کی قیومیت کا اقرار کیا۔

عالمگیر بادشاہ کو حضرت حجۃ اللہ کی وفات کی اطلاع ہوئی تو بہت غمزدہ ہوا اور دیا پیٹا اور بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ مجھے اب دنیا سے اٹھا لے۔ تھوڑی مدت بعد بادشاہ فوت ہو گیا۔ ایک تعزیت نامہ مع تحف و ہدایا حضرت کے پوتے قیوم رابع رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ

کی اولاد کا تذکرہ

آنحضرت کی اولاد چھ لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔ بیٹوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ حضرت ابو العلی۔ شیخ محمد عمر۔ شیخ محمد کاظم۔ خواجہ عبد الرحیم۔ خواجہ عبد الرحمٰن۔ میر عبد اللہ بیٹیوں کے نام یہ ہیں۔ امت الکریم۔ امت القیوم مشہور بجیونی بیگم۔

ان کے علاوہ آنحضرت کی اور بھی اولاد تھی لیکن ان کے نام معلوم نہیں ہو سکے۔ اب آپ کی اولاد کا تذکرہ فرداً فرداً کیا جاتا ہے۔

حضرت ابوالعلی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

آپ حضرت قیوم ثالث کے بڑے بیٹے ہیں ۱۰۶۴ھ میں پیدا ہوئے۔ بڑکپن سے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے منظور نظر تھے۔ آنجناب انھیں اپنے بیٹوں کی طرح پیار کرتے اور حضرت مجدد الف ثانی کے تمام خصائص کی خوشخبری آپ کو عطا فرمائی۔

میرے (مصنف کے) جد شریف کواکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مروج الشریعت فرمایا کرتے تھے۔ کہ حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں والد اور ولد کی بھی قسم کھائی ہے چنانچہ فرماتا ہے" وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ" ہم حضرت حجۃ اللہ اور ان کے فرزند شیخ ابوالعلےٰ کو اس والد اور ولد کی طرح جانتے ہیں۔ نیز حضرت مروج الشریعت نے آپکے حق میں فرمایا تھا کہ شیخ ابوالعلےٰ کی پیٹھ میں وہ نور بطور امانت رکھا ہے جس کی شعاعوں سے ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں روشن و منور ہوں گی۔ یہ اشارہ حضرت قیوم رابع کے وجود مبارک کی طرف تھا یعنی حضرت ابوالعلیٰ کی پشت سے ایک فرزند نرینہ ہوگا جو قطبیت اور قیومیت کا منصب حاصل کرے گا۔ اور تمام جہان اس کے نور سے منور ہو جائے گا۔ حضرت حجۃ اللہ نے اس فرزند کو قیومیت کی خوشخبری دی تھی۔ جب آپ نے وفات پائی تو وہ منصب آپکے فرزند قیوم رابع محمد زبیر کو ملا۔

ایک روز حضرت حجۃ اللہ نے آپ کے حق میں فرمایا کہ اس فرزند کی طرف سے میرا دل مطمئن ہے۔ کیونکہ یہ بچہ انبیاء کا ہم نشین ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ الٰہی لشکر اور تمام مخلوقات اس فرزند کی محبوبیت دیکھنے کے لیے آتی ہیں۔ ایک روز آنحضرت نے فرمایا کہ ابوالعلیٰ کی کشف بہت صحیح بلکہ نہایت ہی صحیح ہے جب کبھی آنحضرت کسی شخص کے کام میں توجہ فرماتے تو آپ کو بھی توجہ کرنے کا ارشاد فرماتے۔ اور آپ سے پوچھتے تم پر کیا ظاہر ہوا ہے۔ جو کچھ آپ عرض کرتے اس کو آنحضرت پسند فرماتے جب بڑے اسرار جو برزخ کبریٰ کے متعلق تھے، آنجناب پر ظاہر ہوئے تو آپ کو

بھی ان اسرار میں شامل کر لیا۔ نیز آنحضرت نے آپ کو فرمایا کہ تم میرے عدیل ہو اور یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی کے کمالات مجملاً اور مفصلاً تم میں پائے جاتے ہیں۔ اور چاروں صفوں میں داخل ہونا تمھیں نصیب ہے۔

شیخ عبد الاحد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حجۃ اللہ سے یاروں کے حالات پوچھے تو ہر ایک کے متعلق کچھ نہ کچھ فرمایا جب حضرت ابو العلیٰ کی نسبت پوچھا۔ تو فرمایا وہ میری طرح ہے۔ ایک روایت کے مطابق آٹھ سال اور دوسری روایت کے مطابق دس سال تک حضرت ابو العلیٰ برقعہ پوش رہے۔ اس عرصہ میں سوائے حضرت حجۃ اللہ کے کسی سے ہم کلام نہ ہوئے۔ بادشاہ ہندوستان نے بہت خواہش کی کہ ایک دفعہ مجھ سے ہم کلام ہوں لیکن آپ نے بالکل کلام نہ کیا کہتے ہیں اس مدت میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تصوراً میں آپ کے سامنے بیٹھے رہتے اسی لیے آپ نے چہرے پر برقع ڈال رکھا تھا۔ اور کسی سے بات نہ کرتے تھے۔ چنانچہ یہ قصہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔ حضرت قیوم ثالث نے آپ کی ولایت کو محمدی القیومی فرمایا ہے حضرت قیوم ثالث نے اپنے بہت سے مریدوں اور خلفاء کو باطنی تربیت کے لیے آپ کے حوالے کیا جو آپ کی توجہ سے قرب الٰہی کے انتہائی درجہ کو پہنچے آپ سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا۔ اگر ان کو لکھا جائے تو ایک ضخیم کتاب بن سکتی ہے۔

حضرت قیوم رابع کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ آپ سے دن رات بے شمار خوارق ظاہر ہوتے تھے۔ جو کام میں کرتی آپ سے پوچھ کر کرتی۔ جس طرح آپ فرماتے اس پر عملدرآمد کرتی تھی۔ جس طرح فرماتے اسی طرح ظہور میں آیا۔ حضرت بیگم ہر معاملہ میں آپ کی رائے پر عمل کرتی تھیں لیکن ان کی غرض یہ تھی۔ کہ کسی طرح آپکی کشف کو غلط ثابت کریں لیکن آپ کی کشف میں کبھی غلطی نہ ہوئی حالانکہ آپ ہر کام لیے

لئے وقت مقرر کر دیتے تھے اور وہ کام ٹھیک اسی وقت ہوتا۔ چنانچہ آپ کے کشف کے متعلق چند ایک واقعات کا بیان گذر چکا ہے۔ ایک یہ کہ بادشاہ ہندوستان کو لکھ کر دیا۔ کہ حیدر آباد کا قلعہ فلاں دن فلاں وقت فتح ہو گا جو آپ کے لکھے کے مطابق ظہور میں آیا۔ دوسرے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی بیماری کے وقت حضرت بیگم نے حضرت ابوالعلیٰ سے شفاء کی بابت پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ مغرب کی نماز کی اذان کے وقت آنحضرت کو پسینہ آئے گا جس سے شفاء نصیب ہو گی علیٰ ہذالقیاس۔

اسی طرح میرے (مصنف کے) جد شریف کواکب دریہ میں لکھتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں بیٹھا تھا اور حضرت ابوالعلیٰ بھی موجود تھے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ آپ سے کہوں تاکہ آنحضرت کی خدمت میں عرض کریں۔ کہ مجھے توجہ دیں۔ یہ خیال آتے ہی آپ نے میری طرف دیکھ کر آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے بھائی محمد ہادی توجہ کی خواہش کرتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت نے مجھے بلا کر توجہ دی۔

میرے (مصنف کے) جد شریف کواکب دُریہ میں لکھتے ہیں کہ میں ایک سفر کے لئے روانہ ہوا۔ رخصت ہوتے وقت حضرت ابوالعلیٰ نے مجھے فرمایا کہ تمہیں اس سفر میں برکت عظیم نصیب ہو گی۔ واقعی اس سفر میں مجھے بہت ظاہری و باطنی برکت نصیب ہوئی۔ نیز میرے جد شریف فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ حضرت ابوالعلیٰ نے مجھے محبوبیت کی خوشخبری دی جب میں حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آنجناب نے بھی مجھے محبوبیت کی بشارت دی۔

حضرت ابوالعلیٰ سے اسقدر کشف و کرامات منسوب ہیں کہ کسی گذشتہ ولی سے ظہور میں نہیں آئیں۔ حضرت ابوالعلیٰ کے فضائل حیطہ تحریر سے باہر ہیں۔ لیکن چند ایک

تبرکاً تحریر کی ہیں۔ عادات و عبادات میں آپ اپنے والد بزرگوار کے قدم بقدم تھے۔ قرآن شریف کے حافظ تھے تراویح میں دو دفعہ قرآن شریف سنایا کرتے تھے اوابین اور تہجد میں ختم کیا کرتے تھے۔ آپ کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ حضرت قیوم رابع جیسا شخص آپ کا فرزند تھا۔

۱۱۰۰ھ میں اس دار فانی سے رخصت ہوئے۔ حضرت امام معصوم کے روضہ مبارک میں مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد میں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں تھیں۔

حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ حضرت ابوالعلیٰ کے بڑے بیٹے اور قیوم وقت اور خلیفہ پروردگار ہیں۔ آپ کے احوال الگ دفتر میں لکھے گئے ہیں۔ حضرت ابوالعلیٰ کی بیٹیوں میں سے ایک تاج النساء حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ کے پوتے غلام معصوم سے منسوب تھیں اور دوسری فقیرہ خانم حضرت مروج الشریعت کے پوتے شیخ محمد علی کی منسوبہ تھیں۔

حضرت شیخ محمد عمر رضی اللہ عنہ

آپ حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ کے دوسرے فرزند ہیں آنحضرت کو اس فرزند سے بدرجہ غایت محبت تھی۔ آپ کی استعداد کی تعریف بہت ہی کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوالعلیٰ مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں کہ شیخ محمد عمر کو درگاہ صمدیت میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حصہ ملا ہے۔

مناقب نقشبندی میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت حجۃ اللہ نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام صحابہ کے ساتھ ایک مجلس میں دیکھا جس میں آنحضرت کے قول کے مطابق شیخ محمد عمر بھی موجود تھے۔ نیز آنحضرت نے فرمایا کہ مجھے الہام ہوا کہ جس طرح تم محمد عمر سے محبت کرتے ہو اسی طرح ہم اس سے محبت کرتے ہیں اور

اس کی تربیت میں رہتے ہیں حضرت قیوم ثالث فرماتے تھے۔ کہ میرا فرزند شیخ محمد عمر حضرت خازن الرحمت کے ارتحال کے وقت پیدا ہوا۔ چونکہ اس وقت گذشتہ بزرگان بکثرت تشریف فرما ہوئے تھے۔ امید غالب ہے کہ ان کے کمالات کا اظہار اس مولود میں ہو گا جب آنحضرت پر میدان حشر ظاہر ہوا تو شیخ محمد عمر کے حق میں فرمایا۔ کہ میں نے اسے میدان قیامت میں بڑی شان و شوکت میں دیکھا۔

شیخ صاحب اعلےٰ درجہ کے ذکی اور سخی تھے۔ ۱۱۸۰ھ میں وفات پائی۔ حضرت قیوم ثالث کے روضہ مبارک کے اندر مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد میں صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی باقی ہیں۔

حضرت محمد انس رحمہ اللہ

آپ شیخ محمد عمر کے فرزند تھے لیکن بالغ ہونے سے پہلے ہی ملک بقار کو سدھارے۔

شیخ محمد عمر کی لڑکی فیض جہان بیگم بادشاہِ دکن کی بیٹی کے بطن سے ہوئی حضرت قیوم رابع اس لڑکی کو فرمایا کرتے تھے کہ تیرے دادا صاحب قطب دوراں اور قیوم زماں ہیں اور تیرے نانا جہان کے بادشاہ ہیں۔

حضرت شیخ محمد کاظم رحمہ اللہ

آپ حضرت حجۃ اللہ کے تیسرے فرزند ہیں آپ قطع تعلق میں سے موصوف تھے آپ نے عزلت کو عشرت سے بہتر سمجھا ہوا تھا۔ خلقت کی آمد و رفت بند کر رکھی تھی غربت شکستگی اور بے نفسی آپ کا پسندیدہ طریقہ تھا۔

جب اپنے والد ماجد کے ساتھ سفر کو جاتے تو جہاں جا کر بیٹھتے دن کے وقت وہاں موجود نہ ہوتے۔ دولتمندوں اور بادشاہوں کی مجلس میں کبھی نہ جاتے۔ جب جمعہ کے دن نماز کے لیئے جاتے تو آخری صف میں کھڑے ہوتے۔ فرشتہ خصلت تھے۔ دنیا سے آپ کو کوئی مناسبت نہ تھی۔ حضرت ابو العلیٰ مناقب نقشبندی

میں لکھتے ہیں کہ حضرت قیوم ثالث نے فرمایا کہ مجھے الہام ہوا کہ محمد کاظم میرا خاص مقبول ہے اور یہ کہ میری نظرِ رحمت اس پر ہے۔ نیز مناقب نقشبندی میں لکھا ہے کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ محمد کاظم بڑا ولی اللہ ہے۔

ایک روز شیخ محمد کاظم نے جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ازراہِ لطف وکرم آپ کو خلعت فاخرہ عطا فرمائی۔ نیز شیخ محمد کاظم کو الہام ہوا کہ ہم تم سے کسی قسم کی باز پرس نہیں کریں گے۔ اور یہ کہ ہم نے تمہارے دل کو نور محمدی سے منور کیا۔ حضرت قیوم ثالث نے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی کی عمدہ بشارات عنایت فرمائیں۔

شیخ محمد کاظم نے آخری عمر میں اورنگ آباد میں سکونت اختیار کی۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثالث اورنگ آباد سے رخصت ہوئے تو اپنے مریدوں کو فرمایا کہ محمد کاظم کے پاس آیا کرو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ جناب ہم تو حاضر ہوتے ہیں لیکن ان کا دیدار نصیب نہیں ہوتا۔ آپ ۱۱۲۵ھ کو اورنگ آباد میں اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ وہیں دفن ہوئے۔ آپ کی اولاد سے کوئی زندہ نہیں۔

حضرت خواجہ عبدالرحمٰن قدس سرہٗ

آپ حضرت قیوم ثالث کے چوتھے فرزند ہیں پانچ سال کی عمر میں مسقط میں لوگوں پر فدا پائی۔ چنانچہ یہ واقعہ اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے۔

حضرت خواجہ عبدالرحیم قدس سرہٗ

آپ حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ کے پانچویں فرزند تھے آپ بھی سات سال کی عمر میں مسقط میں لوگوں پر قربان ہو کر راہئِ ملک عدم ہوئے۔

حضرت میر عبداللہ قدس سرہٗ

آپ حضرت قیوم ثالث کے چھٹے فرزند تھے آپ کی پیدائش کے روز حضرت قیوم ثالث

نے فرمایا کہ اس بچے میں قطب الاقطابی کی استعداد ہے۔ اس لئے ابوالعلیٰ کو غیرت آئی اور بددعا کر کے اس فرزند کو ہلاک کر دیا کیونکہ یہ منصب آپ کے لئے مقرر ہو چکا تھا۔ جیسا کہ آنحضرت کے اکیسویں سال قیومیت میں مفصل بیان ہو چکا ہے۔

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی بیٹیوں سے ایک امت الکریم نام حضرت محمد صبغۃ اللہ کے بیٹے شیخ ابوالقاسم سے منسوب تھی۔ دوسری امت القیوم المعروف جیونی بیگم صاحب شیخ عبدالاحد کے بیٹے شیخ محمد تقی کی منسوبہ تھیں۔

اب حضرت قیوم ثالث کی اولاد نرینہ صرف حضرت قیوم رابع سے ہے اور اولادِ دختری جیونی بیگم سے۔

خلفائے حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے خلفا بے شمار ہیں آپ نے کئی ہزار آدمیوں کو خلافت دی کہاں تک اُن سب کے حالات لکھے جائیں۔ ان میں سے چند ایک جو نہایت مشہور ہیں اور جن میں سے ہر ایک کے ہزاروں مرید ہیں۔ ان میں سے بھی انتخاب کر کے بعض کے حالات مجملاً بیان کرتا ہوں ان میں سے اوّل وہ ہیں جو حضرت مجددِ الف ثانی کی اولاد میں سے آنحضرت کے مرید ہوئے۔ وہ یہ تھے میرے (مصنف کے) جدِ امجد شیخ محمد ہادی بمعہ فرزندوں کے آنحضرت کے مرید ہوئے حضرت مروج الشریعت کے فرزند۔ خواجہ محمد پارسا۔ شیخ محمد سالم۔ حضرت محمد اشرف

کے فرزند شیخ روح اللہ شیخ محمد حیات۔ اور شیخ محمد شافی الحال۔ حضرت خازن الرحمت کے فرزند شیخ سعد الدین۔ شیخ عبد الاحد۔ شیخ خلیل اللہ۔ شیخ محمد یعقوب اور شیخ محمد تقی حضرت شیخ محمد یحییٰ کے فرزند شیخ ضیاء الدین یوسف اور شیخ فقراللہ حضرت خواجہ محمد صادق کے پوتے شیخ محمد عابد اور ان کے دوسرے بھائی۔ حضرت مجدد الف ثانی کے نواسے حاجی فضل اللہ۔ حضرت خازن الرحمت کے نواسے شیخ حکیم اللہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

یہ سب سرہند کے بڑے شیخ تھے۔ ان میں سے ہر ایک کے ہزاروں مرید تھے یہ سارے معہ اپنے فرزندوں کے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے غرضیکہ حضرت محمد صبغۃ اللہ حضرت شیخ سیف الدین اور حضرت محمد صدیق کے فرزندوں کے علاوہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد حضرت قیوم ثالث کی مرید ہوئی چونکہ ان بزرگوں کے حالات اس کتاب کے دوسرے حصے میں لکھے گئے ہیں اس لئے دوبارہ نہیں لکھے گئے۔ صرف ان کے اسمار گرامی پر اکتفار کیا گیا ہے۔

اب آنحضرت کے باقی خلفاء میں سے چند ایک کے حالات بیان کئے جاتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالکریم

آپ حضرت حجۃ اللہ کے بڑے خلیفہ ہیں آنحضرت نے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی کے طریقہ کی انتہائی خوشخبریاں عطا فرمائیں۔ خلافت عنایت فرمائی۔ شیخ صاحب سے ہزارہا لوگوں نے باطنی فیض حاصل کیا۔ اور قرب پروردگار حاصل کیا۔

شیخ صاحب سے کرامات و خوارق بکثرت ظہور میں آئے۔ چنانچہ ایک دن ایک دولتمند شخص آپ کے پاس آیا تو آپ نے چنداں پرواہ نہ کی۔ وہ ناراض ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ آجکل درویش اپنی مشیخیت کے گھمنڈ میں دولتمندوں کی ذرا پرواہ نہیں کرتے یہ کہتے ہی اس کے پیٹ میں درد اٹھا جس سے

وہ بہت عاجز ہو گیا۔ سمجھا کہ شیخ صاحب کا تصرف ہے۔ حاضر خدمت ہو کر معافی مانگی۔ اور شفا کے لئے التجا کی۔

شیخ صاحب نے دعا کی تو وہ تندرست ہو گیا۔

حاجی عبداللہ خوشبائی

آپ حضرت حجۃ اللہ کے بڑے خلیفہ تھے آنحضرت کی خدمت میں سلوک باطنی انتہائی درجے تک حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ کے مرید ہونے کا قصہ پہلے درج ہو چکا ہے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے تمام قوم خوشبائی آپ کے حوالے کی کہ ان لوگوں کی تربیت کرنا۔ بہت سے لوگ آپ کے طفیل باکمال ہوئے۔

ایک روز ایک شخص اپنے اندھے بیٹے کو حاجی صاحب کی خدمت میں لایا اور دعائے شفا کے لئے درخواست کی۔ حاجی صاحب نے قرآن شریف کی چند آیتیں پڑھ کر دم کیا۔ تو فی الفور اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔

اس قسم کی کرامات حاجی صاحب سے بکثرت منسوب تھیں۔

حاجی عبدالغفار سُبحانی

آپ حضرت حجۃ اللہ کے بڑے خلفاء میں سے تھے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں بقید تمام حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ صاحب کرامات ظاہر و خوارق باہر تھے۔ آنحضرت نے قوم سبحانی کو تربیت کے لئے آپ کے سپرد کیا۔ بہت سے لوگوں نے حاجی صاحب سے فیض اخذ کیا اور عجیب و غریب حالات پیدا کئے۔

حضرت خواجہ مرزا

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مخصوص خلیفہ تھے۔ آپ کابل کے بزرگ زادوں میں سے تھے بے شمار لوگ آپ کے معتقد تھے۔ سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے قوم اعز کو آپ کے حوالے کیا۔ بہت سے لوگوں نے

آپ سے ہدایت پائی۔ اور قرب الٰہی حاصل کیا۔ حضرت خواجہ صاحب تصرف تھے۔ اور جذبہ نہایت قوی تھا۔

حضرت خواجہ خسرو آپ بھی کابل کے بزرگ زادوں میں سے تھے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے معتبر خلیفہ تھے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ ہزارہا آدمیوں کو آپ سے فیض حاصل ہوا۔ اور فناء و بقا حاصل کی۔ خواجہ خسرو صاحب کرامت و استقامت تھے۔

حضرت خواجہ میر آپ خواجہ عبد الصمد کے فرزند اور حضرت امام معصوم کے خلیفہ تھے۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مخصوص یار تھے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے آپ کو اس طریقہ کی عمدہ بشارات عنایت فرمائیں اور خلافت عطا فرمائی۔ بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے اور فیضیاب ہُوئے۔

حضرت حاجی پائندہ باقی آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ کے نہایت ہی کامل خلفاء سے تھے۔ آپ نے سلوک باطنی بقید تمام آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے۔

حضرت حاجی قلندر آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفاء سے تھے۔ سلوک باطنی ابتداء سے انتہا تک آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔

آپ صاحب جذب تصرف تھے۔ طریقہ احمدیہ مجددیہ کے بڑے پابند تھے۔

حضرت صوفی سکندر خوشبائی آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مخصوص یار تھے۔ آنحضرت نے آپ کو اس طریقہ کی عمدہ بشارات عنایت فرمائیں۔

حضرت شیخ ابوالقاسم

آپ حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مشہور خلفاء تھے نہایت مستقیم الاحوال تھے۔ عوام میں بہت مقبول تھے لوگوں نے آپ سے بہت فوائد حاصل کئے۔

حضرت مُلّا گدا

آپ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے معتبر اصحاب میں سے تھے۔ صاحب استقامت و کرامت تھے بہت لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اور عجیب و غریب حالات و مقامات پیدا کئے۔

حضرت حافظ احمد

آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مخصوص یار تھے۔ سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

صوفی عبدالوہاب

آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے خاص خلیفہ تھے صاحبِ تصرف و قوی جذبہ کے مالک تھے۔

حضرت شاہ عبداللہ زربارؔی

آپ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ تھے۔ جب آنحضرت سلطانِ ہند اورنگ زیب سے رخصت ہوئے تو بادشاہ نے خواہش ظاہر کی کہ جناب اپنے کسی خلیفہ کو یہاں چھوڑتے جائیں تاکہ اس کی صحبت سے مستفید ہو سکوں۔ چنانچہ آنحضرت نے شاہ عبداللہ کو بادشاہ کے پاس چھوڑا۔ بادشاہ نے شاہ عبداللہ سے بہت استفادہ کیا اور شاہی لشکر کے بہت سے آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ آخری عمر میں آپ نے ملک دکن کے ایک گاؤں زربار میں سکونت اختیار کی اور وہیں وفات پائی۔

حضرت شیخ الاسلام مدنی

آپ حضرت حجۃ اللہ کے بڑے خلیفہ اور عرب کے مشہور شیخ ہیں۔ آپ کے مرید ہونے کا حال پہلے بیان ہو چکا ہے۔ سفر حج کی اثناء میں آپ مرید ہوئے تھے۔ سلوک باطنی آنحضرت کی

خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ عمدہ عمدہ بشارات حاصل کیں۔ آنجناب نے آپ کو اس ملک کا خلیفہ بنایا۔ عرب کے ہزاروں لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اور آپ سے کمالاتِ باطنی حاصل کیے۔

حضرت شیخ العرب

آپ حضرت حجۃ اللہ کے بڑے خلیفہ اور ملک عرب کے مشہور شیخ تھے۔ آنحضرت دوسری مرتبہ جب حج کے لیے تشریف لے گئے تو آپ مرید ہوئے۔ سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ اہلِ عرب آپ کے مرید ہوئے۔ آپ طریقہ احمدیہ مجددیہ کے بڑے پابند تھے۔

شیخ عبد الکریم یمنی

آپ یمن کے رئیس تھے۔ آپ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ خواجہ محمد نقشبند وقت کے قطب الاقطاب ہیں جاکر ان کی بیعت کرو۔ آپ حسب اشارت حضرت حجۃ اللہ کے مرید ہوئے اور سلوک باطنی حاصل کیا۔ جب آنحضرت مقسط سے عرب کی طرف روانہ ہوئے۔ تو شیخ صاحب کو خلافت دے کر مسقط میں چھوڑا۔ شیخ صاحب کو وہاں قبولیت تامہ نصیب ہوئی اور وہیں وفات پائی۔

حضرت شیخ محمد سیالکوٹی

آپ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے معتبر یار ہیں۔ پہلے آپ حافظ نور محمد کے مرید تھے جب خود حافظ صاحب آنحضرت کے مرید ہوئے تو شیخ محمد بھی آنجناب کے مرید ہو گئے اور بقیہ تمام سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی چونکہ بہت سے لوگ آپ کے مرید تھے اور مشیخیت کا سلسلہ بڑھ گیا۔ اس لیے حافظ صاحب سے منحرف ہو گئے۔ حافظ صاحب نے غیرت میں آکر آپ کے باطن پر کدورت ڈال دی۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت قیوم ثالث حج سے واپس آئے تو شیخ محمد دکن میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے وطن کی

بدمزگی عرض کی۔ آنجناب نے انتفائے نورانیت فرمایا اور حکم دیا کہ حافظ صاحب کو راضی کرو۔ تب تمہارا باطن صاف ہوگا۔ چنانچہ حافظ سے معافی مانگی۔ لیکن پھر حافظ صاحب اور آپ کے درمیان جو رنجش ہوگئی تھی وہ مرتے دم تک نہ گئی۔

خواجہ عبدالرحمٰن بدخشی

آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مخصوص یار تھے۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ ایک رات میں نے خواجہ بہاؤالدین نقشبند کو خواب میں دیکھا جو مجھے فرماتے ہیں کہ خواجہ محمد نقشبند محبوبِ خدا ہے جو اس کا مرید ہوگا۔ نجات پائے گا۔

یہ خواب دیکھ کر میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور شرف بیعت سے مشرف ہوا۔ سلوک باطنی پورا کر کے خلافت پائی۔ آنحضرت نے مجھے بدخشاں روانہ فرمایا وہاں ہزاروں لوگ مرید ہوئے۔

شیخ عبداللطیف

آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ تھے آپ نے سلوک باطنی انتہائی درجے تک حاصل کر کے خلافت پائی۔ بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ نے بہت سے درویشوں کو لے کر دکن کے علاقے سے آگے سمندر کے کنارے پر سکونت اختیار کی اور زاہد و تارک الدنیا ہو کر زندگی بسر کی۔ آپ صاحب کرامات و خوارق تھے۔

شیخ عبدالرزاق

آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ معتبر یار تھے۔ سلوک باطنی بقید تمام آنحضرت کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا اور خلافت پائی۔ آپ نے مشرقی ہندوستان میں سمندر کنارے سکونت اختیار کی۔ آپ کی مشیخیت اس علاقے میں بکثرت ہوئی۔ اس ملک کے تمام سردار اور سرکش افراد آپ کے مرید ہوئے۔ آپ طریقہ نقشبندیہ احمدیہ پر ثابت قدم تھے۔

شیخ امام الدین رومی آپ حضرت حجۃ اللہ کے بڑے جلیل القدر خلیفہ تھے ایک دفعہ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے ایک رات جب مرض کا غلبہ ہوا ۔ تو شیخ صاحب ساری رات خدمت میں کھڑے رہے آنحضرت نے مہربان ہو کر خلافت عطا فرمائی اور ملک روم کی قطبیت کی خوشخبری عنایت فرمائی اور اس طرف روانہ کیا شیخ صاحب کو اس ملک میں شہرت عظیم نصیب ہوئی ۔ وہاں کے بڑے بڑے رئیس آپ کے مرید ہوئے ۔

خواجہ بابا صوفی ترکستانی آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ تھے ۔ مدت تک آنحضرت کی خدمت میں رہے ۔ آنجناب نے آپ کو عمدہ بشارات عنایت کر کے خلافت عطا فرمائی اور ترکستان کی طرف رخصت فرمایا کہتے ہیں جب خواجہ بابا صوفی ترکستان پہنچے اور ترک بکثرت جمع ہوئے تو خواجہ صاحب نے ایک ہی نگاہ میں سب کو بے حال کر دیا ۔ مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپنے لگے ۔ جب دیر بعد ہوش میں آئے تو تارک الدنیا ہو کر خواجہ صاحب کی خدمت میں رہنے لگے ۔ اور سب کے سب باکمال ہوئے ۔

خواجہ ابوالعباس کاشغری آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ تھے ۔ آنحضرت نے خواجہ صاحب کو سلوک باطنی کی انتہائی درجہ کی بشارات عنایت فرمائیں ۔ اور خلافت عطا کر کے کاشغر کی طرف رخصت کیا خواجہ صاحب کو وہاں قبولیت عظیم نصیب ہوئی ۔ اس ملک کے ہزارہا باشندے آپ کے مرید ہوئے ۔ اور وہاں کے رؤسا حلقہ بگوش غلام بن گئے ۔

کہتے ہیں ایک روز خواجہ صاحب کاشغر میں بیٹھے تھے ۔ اور وہاں کے اکثر رؤسا حاضر خدمت تھے کہ بے اختیار خواجہ صاحب کی زبان سے نکل گیا کہ میں

محبوب خدا اور اس ملک کا قطب ہوں آپ کا فرمانا تھا کہ درختوں سے آواز آئی کہ آپ سچ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس ملک کا قطب مقرر کیا ہے۔ اور اپنی محبوبیت آپ کو عطا فرمائی ہے۔ سات مرتبہ یہی آواز درختوں میں سے آئی۔ پھر درختوں نے کھڑے ہو کر کہا کہ ہم آپ کی قطبیت کو قبول کرتے ہیں۔

لوگ یہ حالت دیکھ کر خواجہ صاحب کے بڑے پکے معتقد ہو گئے۔ اور وہاں کے تمام باشندے آپ کے مرید بن گئے۔

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے خلفاء کے حالات کہاں تک لکھوں؟ قلم ان کی تحریر سے عاجز ہے۔ صرف اگر ان کے نام ہی لکھوں تو بھی دفتر درکار ہے صرف چند ایک کے حالات لکھے گئے ہیں تاکہ پڑھنے والے کو گراں نہ گزرے۔ اگر کسی کو آنحضرت کے خلفاء کے حالات دیکھنا ہوں تو مناقب نقشبندی اور کواکب دُریہ میں دیکھے۔ ان کتابوں میں مفصل حالات مندرج ہیں لیکن اس مختصر کتاب میں تفصیل کی گنجائش نہیں۔

اب یہاں سے حضرت قیوم ثالث کے ہم عصر علماؔ و مشائخ، شعراء اور سلاطین کے حالات مجمل طور پر لکھے جاتے ہیں۔

حضرت قیوم ثالث حُجۃ اللہ کے چند

ہم عصر علماء، مشائخ، شعراء اور سلاطین

شیخ پیر محمد سلونی شاہجہان آباد سے پچیس[۲۵] منزل مشرق کی طرف سلون نامی ایک شہر ہے۔ آپ یہاں کے رہنے والے ہندوستان کے مشہور شیخ تھے۔ ہندوستان کے ہزاروں باشندے آپ کے مرید ہوئے۔ آپ کے حالات نہایت عالی قدر تھے۔ زہد و توکل آپ کا پسندیدہ طریقہ تھا۔ آپ شیخ عبدالکریم کے خلیفہ تھے۔ حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ کی قیومیت کو آپ نے تسلیم کیا حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں کہ شیخ پیر محمد نہایت عزیز الوجود تھے۔

شیخ عبدالرزاق کہتے ہیں آپ صاحب جذبہ تھے۔ بہت سے علماء آپ کے مرید ہوئے۔

بابا مسافر آپ صاحب نسبت تھے۔ دکن میں آپکی مشیخیت کا چرچا تھا اکثر قلندر اپنے آپ کو بابا مسافر کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔

سید ابراھیم گیلانی آپ حضرت شیخ الجن والانس شیخ عبدالقادر گیلانی کے فرزندوں میں سے تھے اپنے اصلی وطن خاسان سے ہند میں آئے۔ آپ صاحبِ حالاتِ بلند و مقاماتِ ارجمند تھے آپ سے کرامات و خوارق بکثرت ظہور میں آئے۔ آپ کے ایک مخلص امیر نے مہم پر جاتے ہوئے آپ سے فتح کے لئے دعا کی درخواست کی آپ نے فرمایا اس جنگ میں تم مارے جاؤ گے یا

بھاگ جاؤ گے۔ امیر نے عرض کیا "میں ہمیشہ جناب کی خدمت کرتا ہوں صرف اسی خاطر کہ ایسی مصیبت کے وقت آپ کام آئیں"۔ آپ نے فرمایا "جاؤ! میں نے اس سختی کو اپنی جان پر لیا تمہیں فتح نصیب ہوگی۔ لیکن میں اس جہان میں نہیں رہوں گا"۔ جس محل میں آپ بیٹھے ہوئے تھے وہ گرا اور آپ کا وصال ہوگیا۔ اس امیر کو اپنی مہم میں فتح نصیب ہوئی۔ آپ کی قبر اورنگ آباد میں ہے۔

آپ کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادے نے وطن سے آکر ہندوستان میں سکونت اختیار کی دنیاوی مال بکثرت جمع ہوا اور اولاد بھی بہت ہوئی۔ سید ابراہیم کے پوتے سید داؤد اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر کاربند ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہم سے پہلے ہمارا کوئی بھائی یعنی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے کوئی ہندوستان میں نہیں آیا۔

میر خورد استانفی

کابل کے مضافات میں ایک گاؤں استانفا ہے۔ آپ اس علاقے کے مشہور شیخ تھے۔ صاحب حالات عالیہ اور جذب قوی تھے۔ بہت سے لوگ آپ کے معتقد تھے۔ بعض کو آپ نے خلافت بھی دی۔ لوگ بہت سی کرامات اور خوارق کو میر صاحب سے منسوب کرتے ہیں آپ حضرت قیوم ثالث کے معتقد ہوئے۔ اور آپ سے باطنی توجہات حاصل کیں۔

خواجہ نصر اللہ بلخی

آپ بلخ کے مشہور اشخاص میں سے تھے۔ صاحب حالات بلند تھے۔ وہاں کے بہت سے باشندے آپکے معتقد تھے آپ نے حضرت حجۃ اللہ کی قیومیت کو تسلیم۔

سید حسن دہلوی

آپ دہلی کے بڑے شیخ ہیں لیکن نہایت نڈر۔ جو کچھ منہ میں آتا کہہ ڈالتے اور لوگوں کو متنفر بنا دیتے۔ اس طریق پر ہونے ہوئے بھی بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے آپ سے بہت سی کرامات

ظہور میں آئیں۔ کہتے ہیں آپ اسمار دعوت کے عالم تھے۔ آپکے باطنی حالات عمدہ تھے۔

شیخ محمد وارث

میرے (مصنف کے) والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ جوانی کے دنوں میں اپنی وضع تبدیل کر کے میں شیخ محمد وارث کے پاس گیا۔ اس وقت آپ حدیث کا سبق پڑھا رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر فرمایا کہ جواہرات سنگریزوں میں چھپے نہیں رہتے واقعی آپ صاحب حال اور صاحب استقامت تھے

حضرت فتح قلندر

آپ سلسلہ قلندریہ کے نہایت عزیزالوجود صاحب جذبہ اور صاحب کرامات و استقامت شیخ تھے۔ بے شمار لوگوں نے آپ سے باطنی فائدہ اٹھایا۔

حضرت ملا شاہ قادری

آپ میاں میر لاہوری کے خلیفہ تھے۔ اپنے پیر و مرشد کی طرح تفرید و تجرید میں ثابت قدم تھے۔ اور وحدت الوجود کے مشرب میں مستغرق تھے۔ ۱؎

۱؎ اگرچہ داراشکوہ نے حضرت ملا شاہ محمد قادری کے مفصل حالات لکھے ہیں مگر ہم خزینۃ الاصفیاء سے مفتی غلام سرور لاہوری کی تحقیق پر انحصار کرتے ہوئے مختصر حالات قلمبند کرتے ہیں۔ آپ حضرت میاں میر لاہوری کے خلیفہ اعظم تھے۔ اسم گرامی شاہ محمد۔ کنیت اخوند لقب ملا شاہ تھا۔ والد ملا عبدی موضع ارکسان بدخشان سے کشمیر کے راستہ ہندوستان آئے لاہور سے گذر کر آگرہ پہنچے حضرت میاں میر لاہوری کی تعریف سنی، واپس لاہور آئے حضرت میاں میر سے بیعت ہوئے۔ ریاضتیں کیں ممتاز سالک بنے۔ سات سال تک ساری رات ایک سانس میں گذار دیتے۔ کئی سال عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کی۔ آپ کا کلام موحدانہ عارفانہ تھا۔ دیوان ملا شاہ ایسے ہی کلام سے پُر ہے۔ خرقہ خلافت لینے کے بعد کشمیر گئے۔ لاکھوں لوگوں کو راہِ راست پر لائے۔ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

محب اللہ الہ آبادی

بعض نے آپ کو قبول کیا اور ان کی رائے میں وہ صاحب کمال تھے۔ لیکن بہت لوگ آپ کے منکر تھے اور آپ کو ملحد کہتے تھے کیونکہ آپ کی تصنیف کردہ کتاب میں وجود باری کا اثبات مندرج ہے کہ اگر وجود کو فرض کریں تو انہی افراد عالم میں ہے ۲[1] واقعی یہ عقیدہ کفر محض ہے۔ اسی بات پر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے محب اللہ کے خلیفہ محمدی کو قید کرایا تھا اور وہ قید ہی میں مر گیا۔

چنانچہ اس کا حال پہلے لکھا جا چکا ہے۔

(سابقہ صفحہ سے آگے) صحابہ کرام کی تعریف برسر منبر کرتے۔ کشمیری شیعوں نے آپ سے مناظرے کئے مگر آپ ہمیشہ غالب رہے۔ حضرت غوث الاعظم کے عاشق تھے، جسے بیعت کرتے جناب غوث الاعظم کی زیارت کرا دیتے۔ فلسفہ وحدت الوجود کے ترجمان تھے۔ صاحب حال وقال تھے۔ آپکی مجلس میں مغل دربار کے اکثر امراء حاضری دیتے۔ اور فیض پاتے۔ آپ کے سلسلہ کے تمام مشائخ وحدت الوجود کے قائل تھے۔ آپ ۱۰۶۹ھ میں فوت ہوئے۔ مزار لاہور متصل دربار میاں میر لاہوری ہے۔

۱ اگرچہ محب اللہ الہ آبادی قدس سرہٗ کے مفصل حالات میں ایک کتاب "ذکر المعارف" المعروف بہ تذکرہ حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادی چھپ چکی ہے۔ مگر صاحب "تذکرہ علمائے ہند" نے لکھا ہے کہ آپ فاضل متبحر، مشہور صوفی عالم اپنے ہم عصروں میں علوم ظاہر و باطن میں ممتاز تھے۔ آپ قصبہ صید پور (خیر لور) میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نسب شیخ فرید الدین، گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ شیخ ابوسعید گنگوہی کے مرید تھے نظریہ وحدت الوجود کے زبردست حامی اور ترجمان تھے۔ ان کی تحقیقات اور تدقیقات علم تصوف میں دنیائے تصوف میں اجتہاد کا درجہ رکھتی ہیں۔ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

محمد سعید افغان آپ شیخ اسمٰعیل کے خلیفہ تھے۔ اپنے پیر کی طرح صاحبِ استقامت تھے بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔

شیخ محمد چشتی آپ شیخ عبدالعزیز چشتی کے خلیفہ صاحب انکسار و افتقار تھے صفائے باطنی میں مشہور تھے۔

ملا قطب الدین آپ ولایت مشرق کے مشہور عالم تھے۔ آپ کے ہزاروں شاگرد تھے اور سینکڑوں طالب علم مدرسہ میں تعلیم حاصل کرتے تھے بہت سے لوگ آپ سے فارغ التحصیل ہوئے۔

قاضی شہاب آپ مشرق کے سب سے بڑے عالم تھے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا اور فارغ التحصیل ہوئے۔

سید محمد کال قومی آپ پیر ابوالعلیٰ کے خلیفہ تھے۔ بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اپنے پیر کے طریقہ پر ثابت قدم تھے۔

شاہ جلال آپ بھی پیر ابوالعلے کے مرید تھے۔ صاحبِ ذوق و وجد تھے بہت سے لوگ آپ کے معتقد تھے۔

(سابقہ صفحہ سے آگے)

آپ شیخ محی الدین ابن عربی کے خاص اسرار و علوم کے ہندوستان میں مبلغ تھے۔ آپ نے ان حقائق میں بڑی قابلِ قدر تصانیف یادگار زمانہ چھوڑی ہیں۔ شرح فصوص (عربی۔ فارسی) رسالہ ہفت احکام۔ غایت الغایات، مناظرہ غامرہ۔ سر الخواص۔ عبادہ الخواص۔ طریق الخواص۔ عبادۃ اخص الخواص۔ مناظرِ اخص الخواص۔ رسالہ توبہ۔ رسالہ رکنی۔ رسالہ وجود مطلق۔

آپ ۹ رجب ۱۰۵۰ھ / ۱۶۴۰ء کو فوت ہوئے۔ الٰہ آباد میں آپ کا مزار زیارت گاہِ عوام ہے۔ (استفادہ از تذکرہ علمائے ہند)

ملا محب اللہ آپ علمائے مشرق میں سے سب سے بڑھ کر تھے۔ کتاب سلم وسلم آپ کی تصنیف ہے۔
بے شمار لوگ آپ سے علم ظاہری میں مستفید ہوئے۔ ع۱

ملا نور محمد مدقق آپ ہندوستان کے معتبر عالم تھے۔ بہت لوگوں نے آپ سے علم ظاہری حاصل کیا اور بعض فارغ التحصیل بھی ہوئے۔

ملا یعقوب آپ شاہجہان آباد میں بڑے علماء میں شمار ہوتے تھے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے علم ظاہری حاصل کیا۔ اور بعض بلکہ اکثر فارغ التحصیل بھی ہوئے۔

حسب ذیل شعراء حضرت قیوم ثالث کے ہم عصر تھے۔ مرزا بیدل۔ غنیمت منیر۔ راضی۔ خاشع۔ واسق۔ شائق وغیرہ ان میں سے بیدل کی مثنوی۔ رباعیات اور دیوان مشہور ہے۔ چنانچہ یہ غزل اسی کے دیوان کی ہے۔ ؎

ستم است گر ہوست کشد کہ بسیر سرو سمن درآ — تو ز غنچہ کم ندمیدۂ در دل کشا بچمن درآ

---

۱ ملا محب اللہ بہاری عبدالشکور موضع کڑا مضاف بہار میں پیدا ہوئے، علوم دینیہ کے ماہر اور معقولات ومنقولات کے بحر بیکراں تھے۔ ملا قطب الدین شمس آبادی کے نامور تلامذہ میں سے تھے۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد بہار سے دکن چلے آئے۔ اورنگ زیب عالمگیر نے آپ کو لکھنو اور حیدرآباد قاضی القضا مقرر کیا تھا۔ پھر اورنگ زیب کے پوتے رفیع القدر بن شاہزادہ معظم کے اتالیق مقرر ہوئے۔ فاضل خان کا خطاب ملا۔ ۱۱۱۹ھ/ ۱۷۰۷ء میں انتقال ہوا احاطہ مزار شاہ فرید الدین محلہ چاند پور میں دفن ہوئے۔ آپ سلم العلوم۔ مسلم الثبوت۔ الجواہر الفرد اور مغالطہ عامۃ الورود جیسی بلند پایہ درسی کتابوں کے مصنف تھے۔ مولانا عبد الحکیم لکھنوی نے شرح ملا حسن میں اپنے آپ کو حضرت کا شاگرد لکھا ہے۔ (استفادہ تذکرہ علماء ہند)

بکدام آئینہ یابی کہ ز فرصت ایں ہمہ غافلی تو نگاہ دیدہ بسملی شرہ داکن و بکفن در آ
پے نافہائے رمیدہ بو مپسند زحمت جست و جو تو بیاد حلقہ چو زلف او گرہے خورد بہ ختن در آ

کہتے ہیں مرزا بیدل نے دس لاکھ شعر کہے ہیں۔ گذشتہ اور موجودہ شاعروں میں سے اس قدر شعر کسی نے نہیں کہے۔

غنیمت کی مثنوی نیرنگ عشق بہت مشہور ہے جس کا مطلع یہ ہے۔ ؎

بنام شاہد نازک خیالان عزیز خاطر آشفتہ حالاں

مرزا ایمان مثنوی بہت مشہور ہے۔ یہ شعر دیوان منیر کے ہیں ؎

ما برنگ شیشہ صاحب مشرب وازادہ ایم صاف دل مانند شبنم ساذدل چوں بادہ ایم
چوں حباب بادہ از مستی دریں بزم نشاط رفتہ ایم از خویشتن تا چشم را بکشادہ ایم
نام ما در طالع قسمت ما خون و غم ما و غم گویا کہ ہر دو رنگ مادر زادہ ایم

شاہ جہان آباد کے حاکم قلعہ دار عاقل خاں کی مثنوی جس میں مدہ مالت کا قصہ نظم کیا ہے اور جس میں اپنا تخلص رضی ظاہر کرتا ہے بہت مشہور ہے۔

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے ہم عصر بادشاہ حسب ذیل تھے۔ ہندوستان میں عالمگیر بادشاہ۔ عالمگیر کو شرف حاصل ہے کہ اس نے چاروں قیوموں کی زیارت کی حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کے وقت اس کی عمر دس سال کی تھی۔ اور آنحضرت کی زیارت اس نے کی تھی۔ حضرت قیوم ثانی اور قیوم ثالث سے اس نے فیض باطنی اخذ کیا۔ حضرت قیوم رابع کی بھی زیارت کی۔ بلکہ ان کی قیومیت کے وقت زندہ تھا نیز قیوم اس کی سلطنت میں ہوئے۔ توران میں سبحان قلی خان آنحضرت کا ہمعصر تھا۔ یہ بھی آنجناب کا مرید تھا۔ ایران میں شاہ حسین بادشاہ تھا یہ بھی آنحضرت کا معتقد تھا۔

تمت بالخیر

زبدۃ الآثار

فضائل درود شریف

اوراد فتحیہ

اعلیحضرت بریلوی

خاکِ کربلا

ملفوظات شریفہ

تاریخ مشائخ چشت

تذکرہ علمائے اہلسنت

کتاب الشفاء (دو جلد)

غذائے روح

شواہد النبوت

مکتوبات امام ربانی

تجلیات امام ربانی

جگر گوشہ رسول

رسائل نقشبندیہ

کربلا کا مسافر

سیرت طیبہ (دو جلد)

حجۃ اللہ علی العالمین

انوار محمدیہ

الوظیفۃ الکریمۃ

زلزلہ

تکمیل الایمان